

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَوْ تَقَوَّلُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ طَبَقٌ لِّاَحْيَاءٍ  
وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

کتاب مستطاب

# جامع التواریخ

فحصہ

مقتل الحسین علیہ السلام

تالیف

مولوی فیروز حسین قریشی ہاشمی خلیف مولوی الشدو تہ قریشی ہاشمی

طالب دعا

سید نذر عباس

سید احمد علی

سید محمد رضا

# ہدیہ عقیدت

میں یہ ناچیز خدمت حضرت ولی العصر امام زمانہ علیہ السلام  
کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرتا ہوں گر قبول افتد زہے  
عزت و شرف۔

یہ میری ولی و عا ہے کہ حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام  
کی جناب میں یہ مقبول و منظور ہو اور میری نجاتِ آخری کا  
ذریعہ قرار پائے آمین ثم آمین

بندہ فیروز حسین قریشی ہاشمی خلیفہ مولوی  
اللہ دتہ ساکن تونسہ شریف ضلع  
ڈیرہ غازیخان

## ب

# فہرست مضامین جامع التوائیج جلد اول

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	امام حسینؑ کا وصیت نامہ بنام محمد بن حنفیہ	۱۴	یزید کا کردار - اس کی دلی عمدی - تخت نشینی	۱
۱۵	امام حسینؑ کی تیاری - عورتاں ہاشمیہ کی آہ و زاری	۲-۱	تجدید بیعت کے لیے یزید کا خطوط لکھنا	۲
۱۴-۱۶	امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی	۱۵	دلید کا مروان سے مشورہ	۳
۱۸	ملائکہ کا خدمتِ امام حسینؑ میں حاضر ہونا	۴	دلید کا قاصد امام حسینؑ کے پاس	۴
۱۹	جنات کا خدمتِ امام حسینؑ میں حاضر ہونا	۱۶	آپ کا جواب	۵
۲۰	عبداللہ بن مطیع کی آمد - حسینؑ کی آمد میں آمد	۱۷	امام حسینؑ دابن زبیر کی گفتگو	۶
۲۱	عبداللہ بن عمر کا مشورہ - امام حسینؑ کا جواب	۱۸	امام حسینؑ ہاشمی جوانوں کے ہمراہ ولید کے دربار میں	۷
۲۲	ابن عباس کا مشورہ اور امام کا جواب	۷	مروان کا دلید کو مشورہ - امام حسینؑ کے الفاظ	۸
۲۳	دلید کی معزولی - حاکم مدینہ کا تقریر سلیمان کے گھر میں جلسہ اور اس میں اس کی تقریر	۸	عبداللہ دابن زبیر کا بھاگنا اور اس کا تعاقب	۹
۲۳	اہل کوفہ کے خطوط بخدمتِ امام حسینؑ	۹	دلید کا خط بنام یزید - جواب دلید کا حسینؑ کو اطلاع	۱۰
۲۴	قاصدین اہل کوفہ کا خدمتِ امام میں آنا	۱۰	امام حسینؑ کا مدینہ سے قصدِ ہجرت حسینؑ کا انبار کے مزاروں کے وداع	۱۱
۲۵		۱۱	محمد بن حنفیہ کا امام حسینؑ کو مشورہ	۱۲
۲۶		۱۲	امام حسینؑ کا محمد بن حنفیہ کو جواب	۱۳
		۱۳	ابن عباس کا مشورہ	۱۴

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۴۴	طوع اور اس کے لڑکے بلال کا حال	۲۷	امام حسینؑ کا جواب بنام اہل کوفہ	۲۶
۴۵	حضرت مسلم کا خواب۔ بلال کی ابن زیاد کو اطلاع۔	۲۸	ہرنی کا واقعہ	۲۷
۴۶	حضرت مسلم اور فوج ابن زیاد کے درمیان جنگ	۲۹	حضرت مسلم کی مکہ کی طرف واپسی	۲۸
۴۶	ابن زیاد کی فوج کی ایک چال مسلم کے دندان کا شہید ہونا	۳۰	حضرت مسلم کا مدینہ میں داخلہ۔ خط حضرت مسلم کا کوفہ میں داخلہ۔	۲۹
۴۶	حضرت مسلم کا اسیر ہونا اور الامارہ میں جانا	۳۱	بیعت کرنے والوں کی تعداد	۳۰
۴۷	حضرت مسلم کی وصیتیں اور شہادت	۳۲	نعمان بن بشیر کی تقریر۔ یزید کو بیعت مسلم سے آگاہی۔	۳۱
۵۲	ہانی اور حضرت مسلم کا وطن	۳۳	یزید کا ابن زیاد کو گورنر کوفہ مقرر کرنا۔	۳۲
۵۳	ہانی بن عروہ کا حال تیس آدمیوں کا حسینؑ کو شہید کرنے بیت اللہ آنا اور امام حسینؑ کا حج کو عمرہ میں بدل دینا	۳۵	ابن زیاد کا کوفہ میں داخلہ اور تقریر حضرت مسلم کا خانہ مختیار سے ہانی کے گھر آنا۔	۳۳
۵۴	امام حسینؑ کا عراق جانے کا ارادہ	۳۶	معتقل کا حضرت مسلم کو تلاش کرنا	۳۴
۵۵	ابن عباس، ابن جعفر کا خط امام حسینؑ کی مکہ سے عراق جانے کی تیاری	۳۷	حضرت مسلم کی ابن زیاد کے قتل سے بازرہنے کی وجہ	۳۵
۵۶	امام حسینؑ کی فرزدق سے طلاق	۳۸	معتقل کی حضرت مسلم کے پاس آمد۔	۳۶
۵۷	فرزدق کا حسینؑ سے عراق کے حالات بیان کرنا	۳۹	ابن زیاد کو اطلاع	۳۷
۵۸	امام حسینؑ کے سفر عراق کی منازل منزل تنعیم کا حال۔ عبد اللہ کا اپنے لڑکوں کو یہاں بھیجنا	۴۰	مالک کا قاصد مسلم سے خط چھین کر ابن زیاد کو دینا	۳۸
۶۰	امام حسینؑ کی ہانی و مسلم کے متعلق بے چینی عیون و محمد کی آمد	۴۱	طلیبی پر ہانی کی دربار ابن زیاد میں آمد	۳۹
۶۱		۴۲	ابن زیاد کا ہانی سے سلوک۔ آقارب ہانی کا حملہ	۴۰
		۴۳	ابن زیاد کا لوگوں کو مخالفت یزید سے ڈرانا	۴۱
		۴۳	نماز مغرب کے بعد حضرت مسلم کا اکیلا رہ جانا	۴۲

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۹۴	ابن سعد کا خطاب امام ابن زیاد جو اب	۷۹	۵۹	امام حسین کا مدینہ جانا اور قزوینی کے دلائل	
۹۵	ابن زیاد کا جامع مسجد کوفہ میں خطبہ	۸۰	۶۳		
۹۶	یزید کی فوج اور اس کے سپہ سالار	۸۱	۶۷	منزل ذات عرق اور ثعلیبہ کے حالات	۶۰
۹۶	امام حسین علیہ السلام کی فوج	۸۲	۶۹	منزل عذیبہ منزل خزیمہ کے حالات	۶۱
	حبیب ابن مظاہر کی اپنے قبیلہ میں آمد	۸۳	۷۰	منزل بطن رسد اور حصین بن نمیر کے حالات	۶۲
۹۷	بندش آب بر اہلبیت رسول	۸۴	۷۲	عبداللہ بن مطیع، زہیر بن قین کے حالات	۶۳
۹۸	امام حسین اور ابن سعد کے درمیان ملاقاتیں	۸۵	۷۳	منزل خزیمہ، منزل زردو کے حالات	۶۴
۹۸	دوران ملاقات گفتگو کے بارے میں آراء	۸۶	۷۵	امام حسین کو حضرت مسلم کی شہادت کی خبر	۶۵
۱۰۱	نامہ ابن سعد بنام ابن زیاد جو اب	۸۷	۷۶	منزل زبالہ، منزل بطن عقبہ کے حالات	۶۶
۱۰۳	ابن سعد اور شمر کے درمیان گفتگو	۸۸	۷۷	منزل شراف کے حالات	۶۷
	شمر کا حضرت عباس کے ماموں بننے کی روایت کی تردید	۸۹	۷۸	حر کی آمد اور امام حسین کے گفتگو۔	۶۸
۱۰۴	نویں اور شب دسویں محرم کے حالات	۹۰	۷۸	منزل عذیبہ۔	
۱۰۵	دسویں محرم کی صبح کے حالات اور امام حسین کا خطبہ	۹۱	۸۲	منزل قصر مقاتل کے حالات	۶۹
۱۱۱	حر بن یزید الریاحی کی شہادت	۹۲	۸۴	کر بلا معلیٰ میں امام حسین کا ورود	۷۰
۱۱۷	غزہ غلام حر بن یزید ریاحی کی شہادت	۹۳	۸۶	اس کے اسمار	
۱۲۶	بیربر بن خضیر ہمدانی کی شہادت	۹۴	۸۷	خیام اہلبیت کا کر بلا میں نصب کرنا	۷۱
۱۲۹	وہب بن عبداللہ کی شہادت	۹۵	۸۷	امام حسین کا زمین کر بلا خریدنا اس کا حدود اربعہ	۷۲
۱۳۱	عمر بن خالد ازدی کی شہادت	۹۶	۸۷	امام حسین کا محمد بن حنفیہ اور نبی ہاشم کو خط لکھنا	۷۳
۱۳۲	خالد بن عمرو ازدی کی شہادت	۹۷	۸۸	اصحاب امام حسین کی تقریریں	۷۴
۱۳۲	سعد بن خلفہ تمیمی کی شہادت	۹۸	۹۰	امام حسین کے خلاف فوجی بھرتی	۷۵
۱۳۳	عمیر بن عبداللہ کی شہادت	۹۹	۹۰	لوگوں کا ابن سعد کو حسین سے لڑنے کے لیے رد کرنا	۷۶
۱۳۴	مسلم بن عوسجہ کی شہادت	۱۰۰	۹۱	عمر بن سعد کی کر بلا میں آمد	۷۷
			۹۲	قاصد ابن سعد بخند مت امام حسین جو اب	۷۸

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۹۴	ابن سعد کا خط بنام ابن زیاد جواب	۷۹		امام حسین کا مدینہ جانا اور قزوینی کے دلائل	۵۹
۹۵	ابن زیاد کا جامع مسجد کوفہ میں خطبہ	۸۰	۶۳		
۹۶	یزید کی فوج اور اس کے سپہ سالار	۸۱	۶۷	منزل ذات عرق اور ثعلیبیہ کے حالات	۶۰
۹۶	امام حسین علیہ السلام کی فوج	۸۲	۶۹	منزل عذیب، منزل زہیمہ کے حالات	۶۱
	حبیب ابن مظاہر کی اپنے قبیلہ میں آمد	۸۳	۷۰	منزل بطن رسد اور حصین بن نمیر کے حالات	۶۲
۹۷			۷۲	عبداللہ بن مطیع، زہیر بن قین کے حالات	۶۳
۹۸	بندش آب بر اہلبیت رسول	۸۴	۷۳	منزل خزیمہ، منزل زردود کے حالات	۶۴
	امام حسین اور ابن سعد کے درمیان ملاقاتیں	۸۵	۷۵	امام حسین کو حضرت مسلم کی شہادت کی خبر	۶۵
۹۸			۷۶	منزل زبالہ، منزل بطن عقبہ کے حالات	۶۶
۱۰۱	دوران ملاقات گفتگو کے بارے میں آراء	۸۶	۷۷	منزل شراف کے حالات	۶۷
۱۰۱	نامہ ابن سعد بنام ابن زیاد جواب	۸۷		حُر کی آمد اور امام حسین سے گفتگو	۶۸
۱۰۳	ابن سعد اور شمر کے درمیان گفتگو	۸۸	۷۸	منزل عذیب	
	شمر کا حضرت عباس کے ماموں بننے کی روایت کی تردید	۸۹	۸۲	منزل قصر مفاہش کے حالات	۶۹
۱۰۴				کہ بلا معلیٰ میں امام حسین کا ورود	۷۰
۱۰۵	نویں اور شب دسویں محرم کے حالات	۹۰	۸۴	اس کے اسمار	
	دسویں محرم کی صبح کے حالات اور امام حسین کا خطبہ	۹۱	۸۶	خیام اہلبیت کا کہ بلا میں نصب کرنا	۷۱
۱۱۱				امام حسین کا زمین کر بلا خریدنا۔ اس کا حدود اور بعد	۷۲
۱۱۷	حُر بن یزید الریاحی کی شہادت	۹۲	۸۷		
۱۲۵	غزہ غلام حرب بن یزید ریاحی کی شہادت	۹۳		امام حسین کا محمد بن حنفیہ اور نبی شہم کو خط لکھنا	۷۳
۱۲۶	بربر بن خضیر ہمدانی کی شہادت	۹۴	۸۸		
۱۲۹	وہب بن عبداللہ کی شہادت	۹۵	۸۹	اصحاب امام حسین کی تقریریں	۷۴
۱۳۱	عمر بن خالد ازدی کی شہادت	۹۶	۹۰	امام حسین کے خلاف فوجی بھرتی	۷۵
۱۳۲	خالد بن عمرو ازدی کی شہادت	۹۷		لوگوں کا ابن سعد کو حسین سے لڑنے کے لیے روکنا	۷۶
۱۳۲	سعد بن حنظلہ تمیمی کی شہادت	۹۸	۹۱		
۱۳۳	عمیر بن عبداللہ کی شہادت	۹۹	۹۲	عمر بن سعد کی کہ بلا میں آمد	۷۷
۱۳۴	مسلم بن عوسجہ کی شہادت	۱۰۰	۹۴	قاصد ابن سعد بلند مرتبہ امام حسین جواب	۷۸

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	عبداللہ غفاری اور عبدالرحمن	۱۲۶	۱۳۶	مسلم بن عوسجہ کے فرزند کی شہادت	۱۰۱
۱۶۳	کی شہادت		۱۳۶	بلال بن نافع کی شہادت	۱۰۲
	امام زین العابدین کے ترکی غلام	۱۲۷	۱۳۸	نافع بن بلال کی شہادت	۱۰۳
۱۶۴	کی شہادت		۱۳۹	کوفیوں کی امام حسین سے جنگ	۱۰۴
۱۶۶	یزید بن زیاد بن شعا کی شہادت	۱۲۸	۱۴۲	ابو ثمامہ صیداوی کا نماز کا تذکرہ کرنا	۱۰۵
۱۶۹	ابو عمر نضلی کی شہادت	۱۲۹	۱۴۳	حبیب ابن مظاہر اسدی کی شہادت	۱۰۶
۱۶۷	یزید بن معاویہ کی شہادت	۱۳۰	۱۴۶	میدان کربلا میں نظر کی نماز	۱۰۷
	سیف بن ابی الحارث، مالک بن	۱۳۱	۱۴۸	زہیر بن قین کی شہادت	۱۰۸
۱۶۸	عبداللہ کی شہادت		۱۴۹	ابو ثمامہ صیداوی کی شہادت	۱۰۹
۱۶۹	زیاد بن مصاہر الکندی کی شہادت	۱۳۲	۱۵۰	حجاج بن مسروق کی شہادت	۱۱۰
۱۶۹	حضرت ابراہیم بن حسین کی شہادت	۱۳۳	۱۵۱	یحییٰ بن کثیر کی شہادت	۱۱۱
۱۶۹	علی بن مظاہر کی شہادت	۱۳۳	۱۵۲	یحییٰ بن سلیم مازنی کی شہادت	۱۱۲
۱۷۰	معلیٰ کی شہادت	۱۳۵	۱۵۲	خظلم بن سعد کی شہادت	۱۱۳
۱۷۰	طراح بن عدی کی شہادت	۱۳۶	۱۵۳	عبدالرحمن بن عبداللہ زینبی کی شہادت	۱۱۴
۱۷۱	یزید بن مظاہر اسدی کی شہادت	۱۳۷	۱۵۴	عمرو بن قرظہ کی شہادت	۱۱۵
۱۷۱	مالک بن ادس مالکی کی شہادت	۱۳۸	۱۵۵	جون غلام ابو ذر کی شہادت	۱۱۶
۱۷۱	انیس بن معقل کی شہادت	۱۳۹	۱۵۶	عمرو بن خالد صیداوی کی شہادت	۱۱۷
۱۷۲	ابراہیم بن حصین اسدی کی شہادت	۱۴۰	۱۵۷	سوید بن عمرو کی شہادت	۱۱۸
۱۷۲	شہد ار کربلا کی تعداد	۱۴۱	۱۵۸	قرہ بن ابی قرہ غفاری کی شہادت	۱۱۹
۱۷۸	حضرت علی اکبر علیہ السلام کی شہادت	۱۴۲	۱۵۸	مالک بن انس کی شہادت	۱۲۰
۱۹۱	عبداللہ بن مسلم بن عقیل کی شہادت	۱۴۳	۱۵۹	عمیر بن مطاع کی شہادت	۱۲۱
۱۹۷	محمد بن مسلم بن عقیل کی شہادت	۱۴۴	۱۵۹	ایک یتیم جوان کی شہادت	۱۲۲
۱۹۸	جعفر بن عقیل بن ابی طالب کی شہادت	۱۴۵	۱۶۰	جنادہ بن حارث کی شہادت	۱۲۳
۱۹۹	عبدالرحمن بن عقیل کی شہادت	۱۴۶	۱۶۱	عمرو بن جنادہ کی شہادت	۱۲۴
	عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب	۱۴۷		عائس بن شعیب شاکری دمشوق	۱۲۵
۲۰۱	کی شہادت		۱۶۱	غلام شاکری کی شہادت	

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۲۲۵	ابوبکر بن حسن کی شہادت	۱۵۹	عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابی طالب	۱۴۸
۲۲۵	احمد بن حسن کی شہادت	۱۶۰	۲۰۱	۱۴۹
۲۲۴	ابراہیم بن علی کی شہادت	۱۶۱	۲۰۲	۱۵۰
۲۲۸	ابراہیم بن علی کی شہادت	۱۶۲	۲۰۲	۱۵۰
۲۲۸	عمر بن علی کی شہادت	۱۶۳	۲۰۳	۱۵۱
۲۳۰	عبداللہ بن علی کی شہادت	۱۶۴	۲۰۳	۱۵۲
۲۳۱	جعفر بن علی کی شہادت	۱۶۵	۲۰۵	۱۵۳
۲۳۲	عثمان بن علی کی شہادت	۱۶۶	۲۰۵	۱۵۴
۲۳۳	محمد الاصفہان بن علی کی شہادت	۱۶۷	۲۰۶	۱۵۵
۲۳۵	حضرت عباس کی شہادت	۱۶۸	۲۰۸	۱۵۶
۲۵۱	علی اصغر علیہ السلام اور	۱۶۹	۲۰۸	۱۵۷
۲۷۹	حضرت امام حسین کی شہادت	۱۷۰	۲۲۴	۱۵۸

## تحفۃ العوام مقبول جدید

مؤلف و مرتبہ عالی جناب مولانا سید منظور حسین نقوی صاحب

مطابق فتویٰ جدید

مصدقہ علامہ سید علی نقی صاحب قبلہ

ناشر: افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ قَوْلِهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ رَسُوْلِهِ وَآلِهِ

مجھے انتہائی مسرت ہے کہ بالخصوص اس دور میں جبکہ جدید روشنی سے متاثر حضرات اکثر دین اور ملت حق کی حمایت سے خالی نظر آتے ہیں عزیز القدر ثابث النیر بن جناب مولوی نیر حسین صاحب قریشی الباشمی فرزند عالیجناب مولانا الشہدہ صاحب مرحوم نیر علی محمد بخش صاحب مرحوم ساکن توتہ ضلع ڈیرہ غازیخان جواہر ام۔ بی۔ ایڈ اور ایک تعلیمی ادارہ کے مدرس اعلیٰ ہونے کے علاوہ علوم عربیہ میں بھی مہارت رکھتے ہیں اور فریقہ تفصیل علوم میں مصروف ہیں انہوں نے ایک ایسے اہم کام کا بیڑا اٹھایا جس کے لئے بہت بڑی ہمت معیاری قابلیت اور وسیع مطالعہ اور وقت کی ضرورت تھی۔

پھر بھی اکثر وہ کتب جو عراق ایران مصر اور ہندوستان میں تاریخ کے بلاکے متعلق دستیاب ہو سکیں ان سب کا خلاصہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اور ہر اہم واقعہ کو ہر کتاب سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اس کا مکمل مفہوم مقصد سلیس اور روزانہ میں واضح ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا نام جامع التواریخ رکھا ہے۔

یہ ایک ایسا ہمہ گیر اور احسن طریقہ ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کسی مذہب و ملت کو کسی واقعہ کے متعلق شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور نہ کوئی اسے اپنے عقائد یا نظریات کے خلاف تصور کر سکتا ہے اور ہر واقعہ کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

موصوف کی خواہش کے مطابق میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور انکی محنت و ریاضت اور خلوص نیت کی وجہ سے ہر زبان دل سے آفرین نکلتی ہے مجھے توقع ہے کہ اس کا مطالعہ وسعت نظر اور کثیر معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ ہونے کا

شرف بخشے۔ آمین ثم آمین بحسن محمد والہ الطاہرین علیہم السلام۔

مرزا یوسف حسین صاحب عفو عنہ

بسمہ سبحانہ      حامداً ومصلياً

ابا بعد میں نے کتاب مستطاب جامع التواریخ کے بعض اہم مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ مولف کتاب جناب مولوی فیروز حسین صاحب خلیف الرشید مولوی اللہ دتہ صاحب قریشی ہاشمی زید عزمہ نے اس کی تالیف و تدوین میں بڑی عرق ریزی و جانفشانی سے کام لیا ہے خداوند اکرم ان کی توفیقات میں زیادتی فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ کتاب زیر نظر ایک عمدہ تاریخی شاہکار ہے مفسرین و ذاکرین کے لیے اس کا مطالعہ اچھے عمدہ اور نرالے معلومات کی فراہمی کا باعث ہے۔ مولف موصوف نے روایات کی نقل میں پوری احتیاط سے کام لیا ہے اور ماخذ کی نشاندہی کر کے کتاب کا وزن بڑھا دیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ خداوند متعال موصوف کو اس کا ریشیر کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور مومنین کرام کو اس کے مطالعہ کی توفیق دے۔ آمین

حسین بخش جاٹا دریاخان ضلع میانوالی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطہیین الطاہرین ابا بعد جامع التواریخ کے چند مقامات دیکھنے سے بے حد مسرت ہوئی عزیزم مولوی فیروز حسین نے سلیبس اردو میں اور مختلف کتب کے حوالے سے موضوعات پر بلا بڑی محنت و عرق ریزی کے ساتھ تحریر کی ہے۔ مجھے توفیق بنے ناظرین کرام اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔ واقعہ پر مطلع ہوں گے۔ اور مولف تاریخ التواریخ کو دعا سے یاد کریں گے۔

السید محمد عارف

## جامع التواریخ کی منفرد خصوصیات

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام ۶۱ ھ میں کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے آج ۱۳۹۸ ھ ہے اس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو کم و بیش ۱۳۳۷ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ حضرت کے وقت شہادت سے لیکر اس وقت تک اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں واقعہ کربلا کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس وقت ہند و پاکستان میں بھی اس موضوع پر بہت سی کتابیں موجود ہیں با این ہمہ اس کم علم نے بھی واقعہ کربلا کے موضوع پر تاریخ کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی جس کا نام جامع التواریخ رکھا۔ اس کتاب کی دیگر کتب تاریخ کربلا سے منفرد خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ جامع التواریخ کے ماخذ مصر۔ قاہرہ۔ شیراز۔ طہران۔ نجف اشرف۔ دہلی اور لکھنؤ کے مطابع کی طبع کی ہوئی کتب ہیں :-

۲۔ جو روایت بھی جس کتاب سے نقل کر کے جامع التواریخ میں درج کی گئی ہے اس کتاب کا نام اور اس کے مؤلف کا نام احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اس کے علاوہ مطبع۔ سال طباعت اور صفحات کے حوالہ جات بھی سپرد قلم کئے گئے ہیں۔

۳۔ ہر روایت اصل اقتباس کے اردو ترجمہ کی صورت میں نقل کر کے اس کتاب میں درج کی گئی ہے اور ترجمہ مطلب خیز با محاورہ اور سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔

۴۔ ہر واقعہ کے متعلق تاریخی اختلافات کی صورت میں مختلف توضیح کی تحقیقات جمع کر کے اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔

۵۔ حتی الامکان ذاتی رائے وہی سے استرازا کیا گیا ہے تاکہ کسی ایک فرقہ کے نزدیک یہ کتاب کم وقعت ثابت نہ ہو۔

فیروز حسین قریشی ہاشمی ایم۔ اے۔

خلف مولوی اللہ دتہ قریشی ہاشمی۔

## جامع التواریخ کے ماخذ

- ۱- کبریٰ الاحمر تالیف محمد باقر الخراسانی البیروزی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۷۷ھ
- ۲- نایب المودہ ٹولہ الحافظ سلیمان بن ابراہیم القندوزی الطغی مطبع نجف اشرف مطبوعہ ۱۳۸۳ھ
- ۳- دوح الشوم ترجمہ نفس المہموم فی تم التحدیث الحاج شیخ عباس القمی، از آقای حاج میرزا ابوالحسن شرانی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۷۳ھ
- ۴- نفائس الاخبار من غوامس بحار الاخبار والاثار تالیف آقای میرزا ابوالقاسم صفہانی مطبع طهران۔
- ۵- ریاض القدس السی بجلائق الانس تالیف صدرالدین محمد بن حسن بن محمد بن نظام الدین القزوینی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۷۳ھ
- ۶- منتخب التواریخ تالیف حاج محمد شام بن محمد علی خراسانی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۸۲ھ
- ۷- کتاب الارشاد تالیف محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالفیہ توفی ۴۱۳ھ مطبع طهران
- ۸- تاریخ الیعقوبی حصہ دوم تالیف احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب المعروف (باب واضح) الاخیری متوفی ۲۹۲ھ مطبع النجف۔
- ۹- منتہی الامال جلد تالیف حاج شیخ عباس قمی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۷۱ھ
- ۱۰- ترجمہ تاریخ اعظم کو فی الفتوح یا تاریخ الفتوح تالیف خواجہ محمد علی توفی ۴۱۳ھ مطبع طهران۔
- ۱۱- مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف تالیف لوط بن یحییٰ مطبع نجف اشرف مطبوعہ ۱۳۷۳ھ
- ۱۲- ترجمہ مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف تالیف لوط بن یحییٰ مطبع دہلی مطبوعہ ۱۳۲۰ھ
- ۱۳- نسخ التواریخ جلد ششم تالیف علامہ محمد تقی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۱۲ھ
- ۱۴- روضۃ الشہداء تالیف ملا حسین بن علی الواعظا کاشفی متوفی ۹۱۰ھ مطبع طهران۔
- ۱۵- ترجمہ تاریخ الام و الملوک حصہ چہارم تالیف محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ مطبع کراچی
- ۱۶- زیارت ناجیہ مقدسہ از حضرت صاحب العصر والزمان صلوات اللہ علیہ

- ۱۷ - خلاصۃ المصائب تألیف محمد رادی بن مرزا علی ولد مرزا ببر علی ولد بہارت علی خاں بن طاہر خاں وزیر بادشاہ توران مطبع لکھنؤ۔
- ۱۸ - ترجمہ مناقب آل اہلبطال تألیف محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی مطبع کراچی۔
- ۱۹ - جلاء العیون تألیف ملا محمد باقر مجلسی مطبع طهران مطبوعہ ۱۳۷۲ھ
- ۲۰ - تذکرہ المعصومین تألیف سید علی نقی صاحب چونپوری علی اللہ مقامہ مطبع دہلی۔
- ۲۱ - ذبح عظیم تألیف خان بہادر رولوی سید اولاد جمید صاحب فوق بلگرامی مطبع دہلی مطبوعہ ۱۹۲۰ء
- ۲۲ - نہر المصائب تألیف حاجی انور مرزا قائم علی صاحب کربلائی مطبع لکھنؤ مطبوعہ ۱۸۹۲ء
- ۲۳ - ترجمہ متصل بہوف علی فتی الطوف تألیف علامہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن طاووس الحسینی مطبع لاہور۔
- ۲۴ - نور العین فی مشہد الحسین تألیف العالم العلما نذالی اسحق الاسفراہینی مطبع مصر۔
- ۲۵ - سرالشاہوتین تألیف شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبع لکھنؤ۔
- ۲۶ - کتاب شہادت حسین تألیف امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مطبع دہلی۔
- ۲۷ - بحار الانوار جلد دوم تألیف ملا محمد باقر مجلسی مطبع اسلامیاہ طهران مطبوعہ ۱۳۹۳ھ
- ۲۸ - مواعد حسنة یعنی مجموعہ مواعد سمرکار علامہ الشیخ عبدالعلی الہروی الطہرانی مطبع لاہور۔
- ۲۹ - مقاتل الطالبین تألیف علامہ ابی الفرج الاصفہانی متوفی ۳۵۶ھ مطبع القاہرہ مطبوعہ ۱۳۶۵ء
- ۳۰ - تاریخ الحسین تألیف علامہ النضر ترجمہ شیخ محمد پانی پتی مطبع لاہور بار دوم مطبوعہ ۱۹۵۶ء
- ۳۱ - مروج الذهب تألیف ابی الحسن علی بن الحسین بن علی السعوی متوفی ۳۲۶ھ مطبع مصر مطبوعہ ۱۳۷۷ھ
- ۳۲ - الاخبار الطوال تألیف ابی حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری مطبع القاہرہ مطبوعہ ۱۹۶۰ء
- ۳۳ - ترجمہ الاخبار الطوال تألیف ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری مطبع لاہور۔
- ۳۴ - اعلام النوری باعلام الہدی تألیف ابی علی الفضل بن الحسن بن الفضل البطرسی المشہدی متوفی ۵۴۸ھ مطبع شیراز مطبوعہ ۱۳۱۲ھ

۳۵ - ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصہ چہارم تالیف عبدالرحمن ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ مطبع کراچی -

۳۶ - تاریخ الخلفاء تالیف علامہ جمال الدین السیوطی مطبع لکھنؤ -

۳۷ - مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول تالیف کمال الدین محمد بن طلحة الشافعی مطبع لکھنؤ -

۳۸ - کتاب الصواعق المحرقة تالیف شہاب الدین احمد بن حجر مطبع مصر طبع ۱۳۰۶ھ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ  
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوْنِیَّاءِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّالِّقِ  
ہَرِیْمِ الْمَحْصُوْمِیْنَ۔

ابا بعد الفقیر الحقیر خادم العلماء الامامیہ الاثنی عشریۃ فیروز حسین خلیفہ مولوی  
المدونہ نبیرۃ العلامہ محمد بخش تقریشی الہاشمی المتوطن تو تشریف ضلع ڈیرہ غازیخان  
در باب واقعات کرب و بلاء جو اس کم علم کی نظر سے گزرے ہیں عرض کرتا ہے بروایت  
طبری معاویہ کے تین لڑکے تھے۔ عبدالرحمن، عبداللہ اور یزید۔ عبدالرحمن مجین میں  
ہی فوت ہو گیا تھا اور عبداللہ کم عقل اور احمق تھا۔ (تاریخ طبری۔ ۱۶۵)  
بروایت علامہ جلال الدین سیوطی یزید کی ماں میمون بنت سعد کلبی تھی۔ (تاریخ  
المخلفاء ۱۳۳۔ تاریخ یعقوبی۔ ۶۲۸)

بروایت کمال الدین یزید شراب خواری اکتوں سے کھیلنے اور اسلام کو حقیر سمجھنے  
کے عیوب سے معیب تھا اور اسلام کی عیب جوئی اور مذمت کیا کرتا تھا۔ (کتاب  
حیات الجیوان ۵۱)

بروایت علامہ قزوینی ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ معاویہ  
اپنے لڑکے یزید کو ساز و آواز کی سماعت اور منغیہ عورتوں کی دوستی پر ملامت  
اور سرزنش کیا کرتا تھا۔ (ریاض القدس ۱۹۰)  
بروایت جلال الدین سیوطی ۵۰ھ میں کہستان عنودۃ فتح ہوا۔ اس میں معاویہ

نے اہل شام کو بیعت یزید کے لئے دعوت دی یعنی اس نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل شام نے یزید کی بیعت کر لی معاویہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے بیٹے کے لئے خلافت کا عہد لیا اور پہلا شخص ہے جس نے اپنی صحت کی حالت میں خلافت کا عہد لیا۔ پھر معاویہ نے اہل کارمینہ مروان کی طرف لکھا کہ وہ بیعت یزید لے لیں مروان نے ایک خط لے پڑھا: امیر المؤمنین معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ تم پر سنت ابی بکر اور عمر کے مطابق اپنے لڑکے یزید کو خلیفہ بناؤ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ کسریٰ اور قیس کا طریقہ ہے تحقیق ابوبکر اور عمر نے اپنا اولاد میں خلافت کو نہیں دیا تھا اور کسی کو اپنے خاندان کے اندر خلیفہ مقرر نہیں کیا پھر معاویہ نے ۵۱ھ میں حج کیا اور اپنے لڑکے کے لئے بیعت لی۔ (تاریخ الخلفاء ۱۳۷)

بروایت اعظم کوفی جب معاویہ بیمار ہوا تو یزید شام کے ایک موضع حرلان مشیہ کی طرف شکار کھیلنے چلا گیا۔ تاریخ اعظم کوفی ۳۴۰)

بروایت محمد تقی معاویہ پنجشنبہ نصف رجب ۵۹ھ میں فوت ہوا اور یزید تین دن کے بعد دمشق میں آیا اور اپنے باپ کی قبر کی زیارت کی اور پھر اپنے محل میں داخل ہوا۔ تین دن کسی سے ملاقات نہ کی بروز چہار شنبہ اکیس ماہ رجب کو بے قرار اور غمزہ ہو کر گھر سے نکلا۔ ناسخ التواریخ۔

بروایت ملا حسین جب معاویہ فوت ہوا تو ارکان حکومت معاویہ نے حج ہو کر یزید کو تخت حکومت پر بیٹھا یا۔ روضۃ الشهداء

بروایت طبری معاویہ کی وفات کے بعد یزید سے لوگوں نے بیعت خلافت کی یہ واقعہ رجب کی پندرھویں یا بائیسویں کا ہے بعض غرہ رجب لکھتے ہیں اس نے عبد اللہ بن زیاد کو لبرہ میں اور نعمان بن بشیر کو کوفہ میں بحال رکھا مدینہ کا حاکم ولید بن عقبہ بن ابی سفیان تھا اور مکہ کا عمرو بن سعید بن العاص۔ یزید جب والی ملک ہوا تو اسے اس



کے سوا کوئی فکر نہ تھی کہ معاویہ نے جب اپنے بعد اس کے ولی عہد کرنے کے لئے لوگوں سے بیعت طلب کی ہے تو جن لوگوں نے معاویہ کے کہنے پر بیعت نہیں کی ان سے بیعت لی جائے اور ان کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔ تاریخ طبری: ۱۷۵

بروایت اعثم کوفی پس یزید نے ارادہ کیا کہ اطراف سلطنت میں فرمان بھیج کر بیعت لی جائے اس وقت مروان بن حکم دالی مدینہ تھا اسے معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ کو اس کی جگہ والی مدینہ مقرر کیا۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۲۲

بروایت محمد تقی جب یزید بن معاویہ تخت حکومت پر بیٹھا تو اطراف و اکناف سلطنت میں فرمان بھیجنے کی طرف متوجہ ہوا تاکہ دوسری دفعہ اس کے زیر اثر حاکم لوگوں کو نجد پر بیعت پر مجبور کریں اور ہر ملکہ کے حاکم کو اس نوع کا خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - عبد خدا یزید امیر المؤمنین کی طرف سے بنام فلاں اما بعد تحقیق معاویہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا خدا نے اسے ولایت و خلافت سے سرفراز کیا تھا۔ جتنی عمر اس کی لکھی ہوئی تھی اس وقت تک زندہ رہا جب مدت تمام ہو گئی تو فوت ہو گیا خدا اس پر رحم کرے کہ زندگی بھلائی ستائش رہا اور نیکو کار اور پرہیزگار ہو کر مرا اور واجب ہے کہ وہ لوگ جو تیری حکومت کی حدود کے اندر موجود ہیں خواہ بڑے ہیں اور خواہ چھوٹے ہیں خواہ فاسق و فاجر ہیں اور خواہ متقی و پرہیزگار ہیں وہ ہماری تجدید بیعت کریں۔ اور ہماری متابعت کو واجب سمجھیں اور ہماری اطاعت کرنے میں جلدی کریں۔ ناسخ التواریخ ۱۶۴۔

یہ خط خفیف تفاوت کے ساتھ جلا الیون، مناقب آل ابی طالب، تاریخ اعثم کوفی، تاریخ طبری، منتہی الامال، مقتل ابی مختف، روضۃ الشهداء، بحار الانوار اور مفضل ہوف میں منقول ہے۔

بروایت ملا حسین اور دوسرا رقم لکھا جو اس بات کی خبر دینے والا تھا کہ حسین بن علی،

عبداللہ بن عمر - عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر سے میرے لئے بیعت لی جائے اور اس سلسلہ میں انہیں ہمت نہ دیجائے کیونکہ تاخیر کرنے کا موقع نہیں ہے اور اگر وہ میری بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر میرے پاس بھیج دے۔ روضۃ الشهداء<sup>۱۸۸</sup> بیخط ریاض القدس صفحہ ۷۵ - تاریخ طبری صفحہ ۱۱۷۵ اور تاریخ البیعوی صفحہ ۲۲۹ پر بھی منقول ہے۔ خواجہ اعثم کوفی، علامہ ابن شہر آشوب، لوط بن یحییٰ، ملا محمد باقر مجلسی، سید علامہ ابن طاؤس، شیخ عباس قمی اور دیگر صاحبان مقاتل اور اسلامی مورخین اور محدثین اس امر پر متفق ہیں کہ امام حسین کے واسطے یہ حکم صاف لفظوں میں تھا کہ امام حسین بیعت پر راضی نہ ہوں تو ان کا سر کاٹ کر فوراً بھیج دیا جائے۔

بروایت اعثم کوفی جب یہ خط ولید کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ولید پر افسوس ہے کہ کس نے اسے امارت میں ڈال دیا ہے مجھے حسین سے کیا کام ہے۔ تاریخ اعثم: ۳۲۲

بروایت مجلسی محمد بن ابی طالب موسوی نے کہا ہے کہ جب نامہ یزید بنام ولید درباب قتل امام حسین پہنچا تو یہ امر اس پر گراں گزرا اور کہا خدا نے کرے کہ میں تو اسے رسول کو شہید کروں اگرچہ یزید تمام دنیا دے ڈالے بخارالانوار: ۳۲۷

بروایت محمد تقی اسی اثنا میں یزید کی طرف سے حکم موصول ہوا کہ اس امر کے انجام میں ولید مروان بن حکم سے مشورہ کرے تو فوراً ولید نے مروان کو بلانے کے لئے کسی کو دوڑایا تاخ التواریخ، ۱۶۵۔

بروایت ابی مخنف جب مروان ولید کے پاس آیا تو اس کو اپنے پاس بٹھایا اور اس کے سامنے خط پڑھا۔ مروان نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بھیج کر ان چاروں کو طلب بیعت اور اظہارِ اطاعت کے لئے بلا۔ اگر وہ اسے بجلائیں تو قبول کرورتہ ان کی گردنیں اڑا دے۔ مقتل ابی مخنف: ۱۱

بروایت خواجہ اعثم کوفی ولید نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک غور و فکر میں رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہا اے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا اس کے بعد رونے لگا۔ مروان نے کہا اے امیر تو غمگین نہ ہو اپنے کام کی طرف متوجہ ہو آل ابوترا ب ہمیشہ سے ہماری دشمن رہی ہے۔ انہوں نے عثمان کو مارا ہے معاویہ کے ساتھ جو معرکہ آرائیاں کی ہیں وہ تو نے بھی دیکھی ہیں اگر تو جلدی نہ کرے گا اور حسین کو معاویہ کی خبر مل جائے گی تو پھر وہ تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ یزید کی طرف سے تیری حرمت اور تہمت کو نقصان پہنچے گا۔ ولید نے کہا۔ اے مروان ان باتوں سے باز آ اور فاطمہ کے فرزند کے حق میں نیکی کے سوا اور کلمہ نہ کہہ وہ پیغمبر کا فرزند ہے۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۴۳۔

بروایت علامہ قزوینی ولید نے غور و فکر کرنے کے بعد مروان عثمان کو شرفدار رہے

کو بلانے کے لئے بھیجا۔ ریاض القدس: ۷۵۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی جو شخص بلانے گیا تھا اس نے گھر پر موجود نہ پایا۔ مسجد میں جا کر دیکھا کہ تینوں بزرگوار موجود ہیں رسول خدا کی قبر کے پاس بیٹھے ہیں اس نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پوچھا کس کام کے لئے آیا ہے اس نے کہا امیر تم کو بلاتا ہے حسین نے جواب دیا ہم گھر جائیں گے تو وہاں سے بھی ہوتے جاؤ گے قاصد نے ولید کے پاس جا کر جو کچھ ان سے جواب پایا تھا عرض کر دیا۔ قاصد کے جانے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے امام حسین سے عرض کیا اے اباعبداللہ یہ وقت تو امیر کے اجلاس کرنے اور امور سلطنت میں مشورہ لینے کا نہیں، نہ معلوم اس نے اس وقت ہمیں کیوں بلایا ہے میرے دل میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی ہے تمہارا کیا خیال ہے، امام حسین نے فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ معاویہ مر گیا ہے۔ کیونکہ میں نے گذشتہ شب خواب میں دیکھا کہ معاویہ کا منبر اوندھا ہو گیا اور اس کے گھر میں آگ لگ رہی ہے۔ بیدار ہو کر میں نے اس خواب کی تعبیر معاویہ کی موت خیال کیا۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو ہمیں

یزید کی بیعت کے لئے بلا یا جا رہا ہے۔ آپ اس معاملہ میں کیا کریں گے۔ امام حسین نے کہا: میں یزید کی بیعت اختیار نہیں کروں گا کیونکہ معاویہ نے میرے بھائی کے ساتھ اس شرط پر عہد کر لیا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد خلافت مجھے ملے گی اور وہ اپنی اولاد میں سے ہرگز کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرے گا اگر معاویہ مر گیا ہے تو اس نے اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں کیا ہے یہ تو بڑا ہم واقعہ ہوا ہے کیا تیرا خیال ہے کہ میں یزید کی بیعت کروں۔ یزید شرابی، کاذب اور علانیہ فساد شہسخت ہے وہ کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے ہم رسول خدا کے اہلبیت ہیں ہم سے یہ امر وقوع میں نہیں آسکتا۔ تاریخ اعظم کو فی ۳۴۳

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عمر بن عثمان ولید کی طرف سے دوبارہ آیا اور کہا تم فارغ بیٹھے ہو امیر تمہاری انتظار کر رہا ہے۔ تاریخ التواریخ: ۱۶۶

بروایت اعظم کو فی امام حسین نے فرمایا کہ تجھ پر تلف ہے کب تک بلائے جائے گا۔ کوئی آئے نہ آئے میں ابھی آتا ہوں ولید کا قاصد واپس چلا گیا اور جا کر کہا حسین ابھی نشرق لار ہے ہیں۔ مروان نے کہا وہ نہ آئیں گے تجھے دھوکا دیا ہے۔ ولید نے کہا ایسی بات نہ کہہ حسین صادق القول ہیں جو وہ کہتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ امام حسین نے ہرا ہیوں سے کہا تم جاؤ میں بھی اپنے گھر جانا ہوں وہاں سے ولید کے پاس جاؤں گا دیکھوں کیا کہتا ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا میری جان آپ پر قدا ہو مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا جب تم اس کے پاس جاؤ وہ آپ کو قید کرے یا نعوذ باللہ شہید کر دے امام حسین نے فرمایا میں اس کے پاس تنہا نہ جاؤں گا، اپنے اعزاء میں کچھ لوگ ہمراہ لے جاؤں گا اور کہہ دوں گا کہ ہتھیار لیکر زبردان چھالو پھرا کسی نے میری طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھا تو میں اسے فنا کروں گا جیسا کہ تو سمجھتا ہے مجھ پر کوئی آسانی سے قابض نہیں پاسکتا اور جو کچھ لکھتا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر سب جناب رسول خدا کے مزار پر آئے اور ایک دوسرے سے رخصت ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے حضرت امام حسین نے غسل فرمایا۔ عمدہ لباس

زریب تن فرمایا۔ دور کھت نماز ادا کی۔ تاریخ اعظم کوفی : ۳۴۳

بروایت شیخ مفید پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب اور جوانان ہاشمی جمع کر کے فرمایا : اپنے ہتھیار زریب تن کر لو کیونکہ ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے ایسے امر پر مجبور کرے گا کہ میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ میں اس سے مامون نہیں ہوں تم سب میرے ساتھ چلو اور جب میں اس کے مکان میں داخل ہوں تو تم سب دروازے پر مسلح ٹھہرے رہنا اگر میری آواز بلند ہو تو تم بے تاقل اندر چلے آنا تاکہ مجھے اس سے محفوظ رکھو۔ کتاب الارشاد : ۳۰

اس کے بعد جناب رسول خدا کا عصابیکر باہر تشریف لائے تیس جانیاز مروا

تھے۔ تاریخ اعظم کوفی : ۳۴۳

بروایت محمد بن علی مازندرانی انیس<sup>۱۹</sup> ہاشمی جوان ساتھ تھے۔ مناقب آل ابیطالب : ۵۶  
بقول میرزا محمد تقی ایک روایت کے مطابق ان ہاشمی جوانوں کی تعداد پچاس تھی۔ تاریخ التواریخ : ۱۶۶  
بروایت علامہ باقر مجلسی، ملا حسین، سید علامہ ابن طاووس اور علامہ قزوینی، ان کی تعداد تیس تھی۔ اعلم عند اللہ ولید کے دروازے پر پہنچ کر امام حسین علیہ السلام نے انہیں بٹھا دیا اور تاکیداً پھر سمجھا دیا اور اندر تشریف لے گئے ولید سے سلام علیک کہا اور امارت کی مبارکباد دی۔ ولید نہایت تعظیم و تکریم اور عزت و احترام سے پیش آیا اور اپنے برابر بٹھایا۔ تاریخ اعظم کوفی : ۳۴۳

بروایت سید ابن طاووس ولید نے آپ کو خیر مرگ معاویہ ستائی اور بیعت کے متعلق یزید کی ولی تہا کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا : "اے ولید بیعت پر شیدہ طریق سے نہیں ہوا کرتی کل جب اور اہل مدینہ کو طلب کرنا مجھے بھی بلا لینا" مروان بائیں طرف پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے بول اٹھے اے امیر حسین کے عذر کو ہرگز قبول نہ کر۔ بیعت نہیں کرتے تو فوراً ان کا سر کٹو اے" یہ سننا تھا کہ امام عالی مقام

کو جلال آگیا اور مروان سے فرمایا۔ اے دشمن خدا تو میرے قتل کا مشورہ دیتا ہے  
خدا کی قسم جان دے دوں گا مگر یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دوں گا۔ پھر آپ نے ولید  
سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم نبوت کا خاندان اور رسالت کی کان ہیں اسی گھر میں رشتوں  
کی آمد و رفت رہا کرتی ہے عالم ایجاد کا آغاز خدا نے ہمیں سے کیا اور انجام بھی ہم ہی  
پر ہو گا یعنی ابتداء بھی محمد سے ہے اور انتہا بھی محمد ہی پر ہوگی۔ یزید شراب خوار، بدکار  
نوحو خوار اور ناہنجار ہے میں اسکی بیعت کی ولت کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا بہتر ہے کہ  
صبح تک یہ معاملہ موقوف رکھا جائے اس اثنا میں بھی غور کروں گا اور تم بھی سوچ

سمجھ لو کہ سزا و بیعت اور حقدار خلافت حسینؑ ہے یا یزید؟ مقتل لہوف : ۱۹

آپکی زبان سے یہ الفاظ بلند آواز سے نکلے اور آپ کے عزیزوں نے جو آواز  
کے منتظر تھے سنتے ہی تواریں نکال لیں اور چاہا کہ ولید کے گھر میں داخل ہو جائیں کہ اتنے  
میں امام حسینؑ باہر چلے آئے اور فرمایا بس ٹھہر جاؤ پھر امام حسینؑ اپنے دو لکتر پر  
تشریف لے آئے۔ تاریخ اعظم کو فی : ۳۴۳

بروایت ابی مخنف ولید نے مروان سے کہا افسوس تم نے میرے لئے وہ بات  
پسند کی جس میں میری اور میری اولاد کی تباہی مضمحل تھی خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ  
کہ قیامت کے دن خون حسینؑ کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے اور اس کے عوض میں تمام  
دنیا کا مالک بن بیٹھوں۔ مقتل ابی مخنف : ۱۳

بروایت علامہ مجلسی بظاہر مروان نے کہا اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہنا نہ مانا تو  
خوب کیا۔ مگر دل میں اس کے فعل سے راضی نہ تھا۔ جلال العیون - ۳۵۰

بروایت لوط بن یحییٰ اور سیرا محمد تقی مروان غضبناک ہو کر ولید کے پاس سے اٹھ  
کھڑا ہوا۔ مقتل ابی مخنف : ۱۳، تاریخ التواریخ : ۱۶۷

بروایت علامہ مجلسی جب صبح ہوئی اور امام حسینؑ دو لکتر سے باہر تشریف لے آئے تو

تو مروان سے ملات ہوئی وہ کہنے لگا اے حسین میری بات مان لو تمہارے لئے بہتر ہوگی فرمایا بیان کرو وہ کیا بات ہے۔ مروان نے کہا میں آپ کو بیعت یزید کی صلاح دیتا ہوں اس سے آپ کا دنیا میں بھی بھلا ہوگا اور دین میں بھی۔ حضرت نے سر و آہ بھری اور کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ زبان پر جاری کیا اور فرمایا اگر نیند یا موت کا راہبر تسلیم کر لیا گیا ہے تو اسلام کا خدا ہی حافظ ہے میں نے اپنے جد امجد جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ خلافت آل ابی سفیان پر حرام ہے۔ غرض امام حسین اور مروان کے درمیان دیکھ تک گفتگو جاری رہی آخر مروان گھسیٹا سا ہو کر گھر لوٹ گیا۔ بحار الانوار: ۳۲۶

بروایت ملا حسینی ولید نے کسی کو عبداللہ بن زبیر کو بلانے کیلئے بھیجا اور اس نے آنے میں بہانہ کیا یہاں تک کہ رات آ پہنچی۔ عبداللہ بن زبیر اپنے خاص آدمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ غیر معروف راستے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ روضۃ الشہداء: ۱۹۱

بروایت اعظم کوئی دوسرے دن ولید نے عبداللہ بن زبیر کو طلب کیا اور موجود نہ پایا تو جانا کہ بھاگ گیا ہے سخت غصہ آیا اور گھبرا یا، مروان نے کہا جب نصیحت کرنے والے امیر کے لئے مصلحت جانتے ہیں اور اچھی رائے دیتے ہیں تو امیر ان کی نصیحت کو نہیں سنا ہے اور ان کی اچھی رائے کے مطابق عمل نہیں کرنا تو ایسے ہی ہوتا ہے عبداللہ مکہ کے سوا کسی اور جگہ نہ جا بیٹھا، کچھ آدمی اس کی تلاش کے لئے بھیج دے تاکہ اسے پکڑ لائیں غرض بنی امیہ کے قیس ساندنی سواروں کو اسے طلب کرنے کیلئے روانہ کیا۔ تاریخ اعظم کوئی ۳۳۵

بروایت ملا محمد باقر مجلسی، شیخ مفید، میرزا محمد تقی اور طبری انہی سواروں کو عبداللہ کے کے پیچھے روانہ کیا۔ وہ لوگ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے مگر اسے نہ پایا اور واپس لوٹ آئے۔ اس دن ولید، عبداللہ بن زبیر اور اس کے متعلقین کی گرفتاری میں مصروف رہا اس لئے حسین بن علی سے کچھ نہ کہا اور پھر آدمی بھیج کر عبداللہ بن زبیر کے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور خدمتکاروں کو پکڑوا کر قید خانہ میں قید کروا یا۔ تاریخ اعظم کوئی ۳۳۵

بروایت ملا حسین ولید نے صورتِ حالی سے یزید کو مطلع کیا۔ روضۃ الشہداء : ۱۹۱۔  
 بروایت اعثم کوفی یزید کی طرف سے ان تحریروں کا جواب آگیا لکھا تھا، تمہارا خط پہنچا اور  
 حال معلوم ہوا مدینہ والوں کی نسبت جو تم نے لکھا ہے کہ وہ میری بیعت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے  
 ان کو دوبارہ طلب کر کے پھر تاکید شدید کرنی چاہیے اور ان سے بیعت لینے چاہیے عبداللہ بن  
 زبیر کو اس کے حال پر چھوڑ دو وہ جہاں کہیں جائیگا ہماری کنڈاس کے گلوگیر رہے گی وٹری  
 چاند سے بھاگ کر کہاں جا سکتی ہے۔ اور اس خط کے جواب کے ساتھ حسین بن علی کا سر میرے  
 پاس بھیج دے اور اگر تو ان تمام احکام کو بجا لائیگا اور میری اطاعت اور فرمانبرداری سے  
 باہر نہ جائیگا تو میں تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا کروں گا اور شکریہ عظیم کی سپہ سالاری دوں گا تو  
 بے حد دولت و شہمت والا بن جائیگا۔ والسلام۔ جب یزید کا یہ خط ولید کے پاس  
 پہنچا اور اس نے یہ مضمون پڑھا تو سخت فکر مند ہوا۔ کہا لا حول و لا قوۃ الا باللہ  
 اگر یزید تمام دولت بھی مجھے دے تب بھی میں فرزند جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 کے خون میں شریک نہیں ہوں گا۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۳۵

بروایت ملا حسین ولید نے یزید کے خط کا مضمون نقل کر کے ایک واقف راز کے  
 ہاتھ امام حسین کی خدمت میں بھجوا دیا اور پیغام دیا کہ یا بن رسول اللہ! یہ خط یزید  
 کا خط پہنچتا ہے اور متواتر آپ کے قتل کا حکم دیتا ہے میں اس معاملہ میں حیران و پریشان  
 ہوں لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام صورتِ حالی سے آگاہ ہوئے اور صبر کیا۔  
 روضۃ الشہداء : ۱۹۱۔

رسالہ البلا البین میں منقول ہے کہ جب امام حسین نے مدینہ کا قیام موجب رنج  
 و غم سمجھا اور حفاظتِ حرمتِ دہان دشوار سمجھی تو مکہ معظمہ کا قصد ہجرت فرمایا رات کے  
 وقت حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے جدِ امجد پینیمبر خدا کے روضہ مطہر پر حاضر ہوئے۔  
 ”عرض کیا اے خدا کے رسول! آپ پر سلام ہو میں آپکی دختر جناب فاطمہ الزہرا



کا فرزند اور آپ کا نواسہ حسین ہوں آپ کا وہ نواسہ ہوں جس کو آپ اپنی اُمت میں اپنا خلیفہ  
 اور جانشین بنا گئے تھے۔ اے خدا کے نبی! آپ ان پر گواہ رہیں کہ انہوں نے مجھے  
 تنہا چھوڑ دیا یہ فرما کر امام حسینؑ نماز میں مشغول ہو گئے اور صبح تک اپنے جد بزرگوار کے مزار  
 پر عبادت میں مصروف رہے اسی شب ولید نے ایک شخص کو حضرت امام حسینؑ کے دولتسرا  
 پر بھیجا تاکہ دیکھے کہ حضرت مدینہ منورہ سے کوچ کر گئے ہیں یا موجود ہیں چونکہ حضرت اپنے  
 جد بزرگوار کے مزار پر گئے ہوئے تھے اسلئے حضرت کو دولتسرا پر نہ پایا اس نے ولید کو  
 جا کر خبر دی کہ حضرت اپنے گھر پر تشریف نہیں رکھتے ہیں جب ولید نے اس کی یہ بات  
 سنی تو کہا میں خدا کا شک کرتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ شہر سے ہجرت کر گئے ہیں اور  
 میں ان کے خون میں ملوث نہ ہوا۔ صبح ہوئی تو حضرت دولتسرا ہی میں تشریف لے آئے۔  
 جب دوسری رات ہوئی تو حضرت امام حسینؑ مزار رسولؐ پر حاضر ہوئے اور  
 فروع اقدس کے متصل کھڑے ہو کر چند رکعت نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا  
 اے خداوند تعالیٰ یہ تیرے پیغمبر کی قبر ہے اور میں تیرے نبی کی دختر کا فرزند ہوں مجھے  
 جو امر و پریش ہے تو اسے اچھی طرح جانتا ہے۔ خداوند میں نیکی کو عزیز رکھتا ہوں اور  
 بڑائی سے بیزار ہوں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے ذوالجلال والاکرام بحق قراد بحق  
 اس کے جو اس قبر میں ہے، میرے لئے وہ چیز اختیار فرما جس میں تیری اور تیرے رسولؐ  
 کی خوشنودی ہو۔ پھر امام حسینؑ صبح تک تضرع و زاری اور مناجات درگاہ باری تعالیٰ  
 میں مستغرق رہے جب طلوع صبح کا وقت قریب ہوا تو امام حسینؑ نے اپنا سر اقدس  
 اپنے نانا محمد مصطفیٰ کی فروع مبارک پر رکھا اس وقت امام حسینؑ کو نیند آگئی عالم خواب  
 میں دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا تشریف لائے ہیں اور بے شمار ملائکہ احاطہ کئے ہوئے ہیں،  
 جناب پیغمبر خدا نے امام حسینؑ کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا اور حضرت کی پیشانی پر بوسے  
 دیئے، اور فرمایا اے میرے حبیب حسین! عنقریب صحر اکربا میں اشیاء تیرا سر بدن سے جدا

کریں گے اور تو اپنے خون میں اس گروہ کے نزع میں لوٹ رہا ہو گا تو اس وقت پیسا ہرگا  
 مگر وہ تجھ کو پانی نہ دیں گے حالانکہ وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ میری اُمت سے ہیں اس  
 لئے وہ میری شفاعت کی امید رکھیں گے حق تعالیٰ ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے  
 محروم رکھے گا، اے میرے حبیب حسین! تمہارے والد علیؑ قرضی اور تمہاری والدہ فاطمہؑ  
 الزہراء اور تمہارا بھائی حسنؑ مجتبیٰ میرے پاس موجود ہیں وہ تمہاری ملاقات کے مشتاق  
 ہیں اے میرے نواسے آپ کے لئے بہشت میں منزلی اور مراتب مقرر ہیں جن کو  
 آپ بجز حصول درجہ شہادت نہیں پاسکتے ہیں امام حسینؑ نے حالتِ خواب میں از روئے  
 تفریح و زاری بنگاہ حسرت اپنے جد امجد کی طرف دیکھ کر استغاثی: اے نانا مجھے  
 دنیا کی طرف جانے کی حاجت نہیں ہے مجھے اپنے ساتھ قبر میں لیجئے جناب رسول خدا  
 نے امام حسینؑ سے فرمایا دنیا کی طرف لوٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے بیان تک  
 کہ تو شہادت کا مزا چکھے اور وہ ثواب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں مقرر کر رکھا ہے  
 اسے حاصل کرے پس آپ، آپکا والد، آپکا بھائی آپکا چچا اور آپکے والد کا چچا بروز  
 قیامت ایک جگہ محشور ہوں گے۔ اور اکٹھے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پس امام حسینؑ  
 یہ خواب دیکھ کر پریشان حال نیند سے بیدار ہوئے اور اپنے دو لہتراہیں تشریف  
 لے گئے اور یہ خواب اپنے اہلبیت سے بیان کیا اس دن مشرق اور مغرب میں کوئی گھر  
 ایسا نہ تھا جس کا حزن و دلال، اہلبیت رسول اللہ کے رنج و الم سے زیادہ نہ ہو اس  
 وقت امام حسینؑ نے مدینہ سے مکہ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ امام حسینؑ پھر ادھی رات  
 کے وقت مزار رسول خدا پر حاضر ہوئے چند رکعت نماز پڑھی اور اس مرقہ مبارک سے  
 پھر وداع کیا اس کے بعد اپنی مادر گرامی کی تربت پر پہنچے اور اسے وداع کیا اس کے  
 بعد امام حسنؑ کے مزار پر تشریف لے آئے اور اس سے وداع کیا صبح کے وقت دلترا  
 میں تشریف لے آئے اور آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بحار الانوار جلد وہم : ۳۲۷ -

بروایت ابواسحق اسعراثنی اہل بیت رسول خدا ہی محمد بن حنفیہ کے گھر تشریف

لے گئے کیونکہ محمد بن حنفیہ بیمار تھے۔ نورالعین فی مشہدالحسین : ۱۵

مگر میرزا محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم شیخ عباس قمی نے منہی الامال میں احمد بن اعثم کوئی نے تاریخ اعثم کوئی میں اور شیخ مفید نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن حنفیہ ہی حضرت امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا اے میرے بھائی حسین! میں آپ کے ہمراہ اہل و عیال اور پیادہ سوار دیکھ رہا ہوں کیا معاملہ ہے امام حسین نے محمد بن حنفیہ کو اس چیز سے بھی آگاہ کیا کہ اہل کوفہ نے میری طرف ایک ہزار خط ارسال کئے کہ ہم آپ کو خلیفہ بنائیں گے محمد بن حنفیہ سخت روئے اور عرض کیا اے میرے بھائی! آپ کا کوفہ اور عراق سے کیا تعلق ہے بے شک ان کے تمام حالات مجسمہ نفاق ہیں اور ان میں رحمدلی مفقود ہے ان کے لئے ضرب الشل ہے کوئی وفا نہیں کرتا اور عراق کے لوگ طاقت نہیں رکھتے اے میرے بھائی! وہ ایک ایسی قوم ہے جنہوں نے آپ کے والد کے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور آپ کے بھائی کے ساتھ اپنے دلوں میں دشمنی چھپائے ہوئے تھے ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اے میرے بھائی! آپ یہاں اپنے نانا بزرگوار کے حرم شریف میں اور اپنے والد بزرگوار کے مسکن میں یا میرے گھر میں یا جو اچھی رہائش گاہ آپ پسند کریں اس میں رہیں فاجروں کے ملک میں تشریف نہ لے جائیں اور اگر آپ یہاں رہنا نہیں چاہتے تو آپ مکہ کی طرف تشریف لے جا کر اپنے اہل بیت اور اصحاب میں رہیں اے میرے بھائی! الی میں رہتے ہوئے آپ کی قدر و منزلت ارفع و بلند ہوگی اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہوگی، اے بھائی! کوفہ اور عراق کی طرف سفر ترک کر دیں کیونکہ ان کی حرکات سے ہمارے دل جلے ہوئے ہیں۔ آپ مدینہ میں رہ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیماری سے شفا دے میں آپ کے

ہمراہ چلوں گا اور دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے میں اپنی جان آپ پر فدا کروں گا امام حسین  
 علیہ السلام نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا میرے لئے سفر کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے  
 اور مجھے ان سنت کے سوا جو میرے ہم رکاب ہیں کسی ایک کی ضرورت نہیں ہے اور وہ میرے  
 اقربا اور میرے بھائی ہیں اس کے بعد امام حسین کے بھائی محمد بن حنفیہ زرارہ زرارہ نے  
 لگے۔ نور العین فی مشہد الحسین تألیف ابوالحسن اسفرائینی : ۱۵ / ۱۶

امام حسین نے محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ اگر آپ مدینہ میں رہ جائیں تو تمہارے  
 لئے کوئی حرج نہیں ہے آپ میری طرف سے ان پر بطور ننگان رہ جائیں ان کے  
 افعال سے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھیں۔ ناسخ التواتر صحیح : ۱۷۱

بروایت ابوالحسن اسفرائینی محمد بن حنفیہ مدینہ میں اس لئے رہ گئے کیونکہ وہ بیمار تھے۔  
 اسی اثنا میں عبداللہ بن عباس تشریف لے آئے امام حسین اور محمد بن حنفیہ کو السلام علیکم کہا  
 اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے اور امام حسین سے کہنے لگے اے چچا زاد بھائی اس  
 خانہ کی جو آپ کے ساتھ ہے خیر دیں۔ امام حسین نے فرمایا میں کوفہ اور عراق کے سفر کا  
 ارادہ رکھتا ہوں کیونکہ انہوں نے میری طرف ایک ہزار شرط بھیجے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ  
 ہمارے پاش نشتر لے آئیں اور یزید سے اپنی خلافت واپس لے لیں ہم آپ کی امداد  
 کریں گے اور انہوں نے میری طرف یزید کے جو رستم کی شکایت کی میں نے ان کی طرف  
 کوئی توجہ نہ دی پھر انہوں نے میری طرف آخری خط بھیجا جس میں انہوں نے مجھے کہا اگر آپ  
 تشریف نہ لائے تو ہم اللہ کے حضور میں فریاد کریں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں  
 امام حسین سے اپنا حق دلوا پھر اس حالت میں آپ کیا جواب دیں گے۔ اس لئے میں نے  
 ان کی طرف سفر کا ارادہ کر لیا۔ عبداللہ بن عباس نے حضرت امام حسین سے کہا کہ آپ یہاں  
 توقف کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ کو شفا دے میں، محمد بن  
 ہرہارہ سارا سا خاندان آپ کے ہمراہ چلے گا تاکہ ہم دیکھیں کہ اہل کوفہ اور اہل عراق

کی طرف سے آپ پر کیا گزرتی ہے کیونکہ میں آپ کے لئے مطمئن نہیں ہوں، حضرت امام حسین نے فرمایا آپ میرے ساتھ نہ چلیں مجھے سوائے ان لوگوں کے جو میرے ساتھ ہیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہو کر رہے گی یہ جواب عبداللہ بن عباس پر دشوار گزار - نورالعین : ۱۶

بروایت علامہ مجلسی حضرت امام حسین نے قلم و ووات اور کاغذ طلب کیا اور یہ وصیت نامہ اپنے بھائی محمد کے لئے لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہ وصیت نامہ حسین بن علی ابن ابی طالب کا اپنے بھائی محمد المعروف بابن صفیہ کی طرف ہے یہ تحقیق حسین گواہی دیتا ہے کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے تحقیق محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو بحق و راستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے بے شک بہشت اور روزِ ناحق ہیں اور قیامت آئیگی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ سب کو جو قبروں میں زندہ کرے گا اور میں نے از روئے طغیان و عدوان اور ظلم و فساد ہجرت نہیں کی بلکہ محض اپنے نانا کی امت کی اصلاح کی خاطر روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ بیکیوں کا حکم دوں اور بدیوں سے منع کروں اور اپنے جدِ بزرگوار اور اپنے والدِ عالی قدر کی سیرت پر عمل کروں جو شخص میرا حکم قبول کرے گا حق تعالیٰ اسے جزائے خیر دیگا اور جو میرے حکم سے تخلف کریگا میں صبر کرونگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور اس گروہ کے درمیان حق و راستی کے ساتھ حکم کرے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اے میرے بھائی یہ تم کو میری وصیت ہے نہیں میری توفیق مگر اللہ تعالیٰ سے اعنی اللہ کے سوا کوئی توفیق دینے والا نہیں ہے اس پر ہی میں توکل کرتا ہوں اور اس کی طرف ہی میری بازگشت ہوگی۔ بحار الانوار : ۳۲۹، ۳۳۰

بروایت علامہ باقر مجلسی، احمد بن عثمان کوفی، شیخ عباس قمی اور محمد قزوینی اس کے

امام حسینؑ نے وصیت نامہ کو لپیٹا اور مہر فرما کر محمد بن حنفیہ کو دیا اور وداع کیا۔

بروایت علامہ مجلسی ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں تو عورت بنی ہاشم جمع ہوئیں اور صدائے گریہ و نوحہ وزاری بلند کی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ و زاری ملاحظہ فرمائی تو فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ صبر کرو اور رونے پیٹنے سے ہاتھ اٹھاؤ انہوں نے کہا اے سید و سرور ہم کس طرح نالہ و بیقراری سے باز رہیں حالانکہ آپ جیسا بزرگوار بحسرت و یاس ہم سے جاتا ہے اور ہم بیکسوں کو غریب و تنہا چھوڑتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا اب نالہ و بیقراری کس دن کے لئے رہتے ہیں قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسولؐ خدا نے دنیا سے انتقال کیا اور مثل اس روز کے ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا اور مثل اس روز کے ہے جس روز امیر المومنینؑ شہید ہوئے اے محبوب قلوب مومنان اے یادگار بزرگواران! خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے بعد اس کے امام حسینؑ کی ایک بھوپھی تشریف لائیں اور نوحہ وزاری کر کے کہا اے نور ویدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے سنا جنات تم پر نوحہ کر کے کہہ رہے ہیں شہید کرب و بلا نے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذلیل کیا وہ بزرگوار جو حبیب رسولؐ خدا تھا اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر گرگڑ دیا پس ان مخدرات بھرات طہارات و سیادت نے ایک آواز ہو کر مرنیے ہوئے جانسوز مصیبت امام حسینؑ پر پڑھے اور اسکا کھائے خونیں آنکھوں سے جاری کر کے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب جناب امام حسینؑ نے مدینہ سے جانے کا قصد فرمایا تو ام سلمہ زوجہ طاہرہ جناب رسولؐ خدا، سید الشہداء کے پاس آئیں اور کہا اے فرزند گرامی مجھے اپنے سفر عراق سے اندوہ گین و طول ذکر اس لئے کہ میں نے

تمہارے جد بزرگوار سے سنا ہے فرماتے تھے میرا فرزند ولید بن حسین زمین عراق میں  
 تیغ جو راہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا حضرت نے فرمایا مجھے بجز جانے کے کوئی چارہ نہیں  
 ہے حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں اور خدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہونگا اور کون مجھے شہید  
 کرے گا اور کس زمین پر دفن ہونگا اور ان کو بھی جانتا ہوں جو اہلبیت سے میرے ہمراہ ہوں گے  
 اور شہید ہوں گے اسے مادر گرامی! اگر آپ چاہیں تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہونگا  
 آپ کو دکھا دوں یہ فرما کر امام حسین نے دست مبارک سے جانب کرب و بلا اشارہ کیا  
 اور باعجاز آنحضرت زمین ہائے دنیا بیت اور زمین کرب و بلا بلند ہو گئی یہاں تک کہ  
 حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور سب اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ  
 حضرت ام سلمہ کو دکھا دی یہ دیکھ کر ام سلمہ نے نالہ و فغان بلند کر کے درو دیوار تک کو  
 رلا دیا امام حسین نے فرمایا اسے مادر گرامی اس طرح مقدر ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم شہید ہوں  
 اور میرے فرزند ان و عزیزان واقارب بھی قتل ہوں اور میرے اہلبیت و عورات و  
 اطفال قید ہو کر شہر بشہر اور دریا بدریا پھرائے جائیں ام سلمہ نے کہا اسے میرے  
 فرزند آپ کے جد عالی قدر نے آپ کے مدفن کی مٹی مجھے دی ہے اور میں نے شیشہ  
 میں رکھ چھوڑی ہے امام حسین نے ہاتھ بلند کر کے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہ  
 کو دے دی اور فرمایا اسے مادر گرامی اس خاک کو بھی اس شیشہ میں رکھ دیں جب یہ  
 دونوں خون ہو جائیں تو جاں لیں کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔

امام زین العابدین سے منقول ہے جب حضرت امام حسین نے قصد سفر کیا کہ مدینہ  
 سے تشریف لے جائیں تو عزیزوں اور دوستوں کو وداع کیا۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں  
 کو محملوں میں سوار کر کے قاسم بن حسن کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت اپنے ہمراہ  
 لے کر روانہ ہوئے۔ ان میں سے ابوبکر، محمد، عثمان اور عباس فرزند ان ابوبکر بن  
 عبد اللہ بن سلم، بن عقیل، علی اکبر، علی اصغر اور امام زین العابدین تھے۔ جلال العیون،

بروایت ابو اسحق اسعرائی امام حسین کے ہمراہ آپ کے اہلبیت میں سے سترہ مرد تھے اور ساٹھ جوان آپ کے اصحاب میں سے تھے۔ نورالعین فی مشہد الحسین: ۱۴  
 بروایت شاہ عبدالعزیز دہلوی امام حسین نے بیاسی آدمیوں کے ساتھ کوچ کیا وہ آپ کے اہلبیت، شیعہ اور غلام تھے۔ سرالشہادتین: ۱۸

علامہ قندوزی نے نیا بیع المودۃ صفحہ ۲۰۲ پر محمد بن علی بن شہر آشوب نے ناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۶ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۲۸ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام رات کے وقت ۳ شعبان ۶۰ ھ کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل بہوت صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ جب دن چڑھ گیا تو امام حسین نے تیسری ماہ شعبان ۶۰ ھ کو مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا۔

ملاحسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۱۹۳ پر اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے سرالشہادتین صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ امام حسین ماہ شعبان کی چوتھی تاریخ کو مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

عمر ابوالنصر نے تاریخ "الحسین" صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے کہ اگلے دن ۲۷ رجب ۶۰ ھ مطابق ۳ مئی ۶۸۰ء پہنچنے کو رات کے وقت حضرت امام حسین مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۲ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۱۸ پر، علامہ طبرسی نے اعلام الوعی صفحہ ۱۳۱ پر اور علامہ طبرسی نے تاریخ الامم صفحہ ۱۷۹ پر لکھا ہے کہ امام حسین اتوار کی رات ۲۸ رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ امام حسین اتوار کی رات ۲۸ رجب کو کہ رات کا کم و بیش ایک پہر گزر چکا تھا مدینہ سے روانہ ہوئے۔



العلم عند اللہ -

امام حسینؑ سوار ہو کر جب شاہراہ عام پر روانہ ہوئے تو آپ کے دوستوں اور اہلبیت نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ غیر معروف راستے پر چلنے تو زیادہ مناسب ہوتا امام حسینؑ نے فرمایا کیا تم تعاقب کا خوف کرتے ہو سب نے عرض کی بے شک آپ نے فرمایا میں اسے بُرا سمجھتا ہوں کہ موت سے ڈر کر راستہ بدل دوں حضرت نے اسی راہ پر سفر شروع فرما دیا۔ مقلد ابی مخنف . ۱۵-۱۶

علامہ قندوزی نے نیا بیح المودۃ صفحہ ۲۰۲ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۴۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کو غیر معروف راستے پر چلنے کا مشورہ حضرت مسلم بن عقیل ہی نے دیا تھا۔ العلم عند اللہ -

بروایت ابواسحق اسفرائینی جب امام حسینؑ مدینہ سے کوفہ اور عراق کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو کثیر تعداد میں ملائکہ نیزوں سے مسلح اور خنقی گھوڑوں پر سوار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ابا عبد اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا رسولؐ خدا کی کافی امور میں نصرت فرمائی اور اب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم ان تمام کاموں میں جن کا آپ حکم دیں آپ کی اطاعت کریں ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہیں اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم آپ کے ساتھ کوفہ اور عراق کی طرف چلیں یا اس مقام کی طرف جہاں کا آپ ارادہ رکھتے ہوں اور ہم آپ کی ہر اس شخص کے مقابلے میں نصرت کریں جو آپ سے بُرائی سے پیش آئے اور ہم آپ کی معیت میں رہ کر ان سب سے جنگ کریں جو آپ سے جنگ کریں امام حسینؑ نے انہیں فرمایا مجھے آپ کی حاجت نہیں ہے اللہ جو کچھ چاہے گا کرے گا۔ ملائکہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کی اطاعت کریں اور ہر اس چیز کو آپ سے دور رکھیں جس کا آپ کو خوف ہو۔ حضرت نے فرمایا کسی کو میرے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ جو

چیز لڑائی کا سبب ہوتی ہے وہ میرے پاس نہیں ہے میں تو محض کربلا اور اپنے مدفن کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ نورالعین۔ ۱۷۔

بروایت مجلسی پھر فرمایا جب میں کربلا پہنچوں تو اس وقت میرے پاس آنا۔

جلال العیون۔ ۳۵۵۔

پھر مومن جنوں کا گروہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اے ابا عبد اللہ! ہم آپ کے شیعہ اور مددگار ہیں اگر آپ ہیں اپنے دشمنوں کی بیخ کنی کا حکم دیں تو ہم ان کیلئے کافی ہیں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں جزائے خیر دے نہ میں کسی سے لڑنا چاہتا ہوں اور نہ کوئی میرے ساتھ لڑے کیا تم نے میرے نانا پر منزل کتاب کو نہیں پڑھا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو اللہ کا فرمان ہے اے محمد! آپ کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں ہی ہو جن پر قتل ہونا لکھا جا چکا ہے اپنی قتل گاہ کی طرف نکل آئیں گے) پر تم مطلع نہیں ہوئے اگر میں اس جگہ وفات پا جاؤں تو اس قوم کا کس چیز سے امتحان لیا جائیگا اور کربلا میں میری قبر میں کون مدفون ہوگا؟ انہوں نے عرض کیا اے ابا عبد اللہ اگر آپ کی مخالفت نا جائز نہ ہوتی تو ہم آپ کی مخالفت کرتے اور آپ کے سب دشمنوں کو آپ تک پہنچنے سے قبل ہی قتل کر دیتے حضرت نے فرمایا میں ان پر تم سے زیادہ قادر تر ہوں لیکن اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کریگا جو اس کے علم میں ہو چکا ہے۔ نورالعین: ۱۸۔

بروایت مجلسی تم میرے پاس دو سو بی محرم کو آنا کیونکہ آخر روز عاشور میں میں کربلا میں شہید ہوں گا۔ جلال العیون: ۳۵۵۔

پھر وہ چلے گئے اور آپ اپنے اہل و عیال اور خاندان کے ساتھ کوفہ و عراق

کی طرف روانہ ہو گئے۔ نورالعین: ۱۸۔

بروایت اعثم کوفی جب امام حسین چند فرسخ کی مسافت طے کر چکے تو عبد اللہ بن مطیع

حاضر ہوا اور عرض کیا اے فرزند رسول! کہاں کا اردہ ہے فرمایا فی الحال تو گدگد کا اردہ ہے اور وہاں پہنچنے پر اپنے معاملات پر غور کر کے جیسا مناسب ہو گا اس کے مطابق عمل کرونگا عبداللہ نے عرض کیا آپ مکہ پہنچ کر مکہ ہی میں قیام فرمائیں اور اہل کوفہ پر ذرا بھروسہ نہ کرنا حضرت اسے دعائے خیر دیکر آگے روانہ ہو گئے۔ جب امام حسینؑ مکہ کے قریب پہنچے اور وہاں کے پہاڑ نظر آئے تو یہ آیت پڑھی۔ لَمَّا تَوَجَّهْنَا تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي اَنْ يَّهْدِيَ بَيْنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۴۸۔

علامہ باقر عجمی نے جلال العیون اور بحار الانوار میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کے دن ماہ شعبان کی تیسری تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ احمد بن اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۴۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ مکہ میں اس وقت ساکن ہو گئے جب کہ ماہ شعبان سے چند روز باقی تھے۔

عمر ابو النصر نے تاریخ "الحسین" صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے "تیسری ماہ شعبان ۶۰ھ مطابق ۹ مئی ۶۸۰ء بروز جمعہ رات کو حضرت حسینؑ مکہ میں داخل ہوئے۔

فضل بن حسن طبری نے اعلام الوری صفحہ ۱۳۱ پر اور علامہ قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جمعہ کے دن تیسری ماہ شعبان کو مکہ معظمہ میں وارد ہوئے۔ العلم عند اللہ۔

بروایت علامہ قزوینی حرم پاک کے نزدیک اترے اور سامان کھولا۔ ریاض القدس: ۸۹  
عمر ابو النصر نے تاریخ "الحسین" صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ حضرت جب مکہ میں داخل ہوئے تو شعب علیؑ میں قیام فرمایا۔ جب اہل مکہ نے اعلان لوگوں نے جو اطراف و جوانب سے عمرہ کو آئے ہوئے تھے حضرت کے تشریف فرما ہونے کی خبر سنی تو ہر صبح و شام امام حسینؑ کے پاس آتے تھے عبداللہ بن زبیر اس وقت مکہ میں موجود تھا اور پہلو کعبہ میں قیام پذیر تھا لوگوں کو فریب دینے کے لئے ہمیشہ نماز میں مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات حضرت

سے ملاقات کرتا تھا۔ ظاہر حضرت کی تشریف آوری سے اظہارِ مسرت کرتا تھا اور وہل میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا اس لئے کہ جانتا تھا کہ جب تک حضرت مکہ میں ہیں کوئی اہل حجاز میں سے میری بیعت نہ کرے گا۔ جلاء العیون - ۶ - ۳۵۵ -

بروایت اعظم کوئی عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر بھی کہ میں تھے انہوں نے مدینہ جانے کا قصد کیا جب مصمم ارادہ کر چکے تو امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابا عبداللہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوفہ والے آپ کے خاندان کے کیسے دشمن ہیں آپ کو ان سے بہت کچھ احتیاط رکھنی چاہیے اور اپنے آپ کو ان سے بچانا لازم ہے آپ ان کے قول و اقرار پر اعتماد نہ کریں دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے یزید سے بیعت کر لی ہے اور اہل کوفہ مال و زر کے لالچ سے اس کی طرف بھگیں گے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے یا شہید کر دیں گے آپ کی شہادت سے تمام اہلبیت ہلاک ہو جائیں گے اس لئے آپ امن و امان سے گھر میں بیٹھ رہیں۔ اور تمام بھگڑوں اور محضوں سے الگ تھلاگ رہیں۔

امام حسین نے فرمایا اے ابن عرفسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ لوگ مجھے گھر میں نہ بیٹھنے دیں گے مجھ سے الجھیں گے اور اگر میں ان سے بچ کر کسی نامعلوم جگہ پر چلا جاؤں تو مجھے ڈھونڈ لیں گے اور بیعت یزید کے لئے مجبور کریں گے اگر انکار کروں گا تو قتل کر دیں گے۔ اے ابا عبدالرحمن تو نے سنا ہوگا کہ بنی اسرائیل نے پو پھٹنے سے سوزج نکلنے تک سنتر پینٹھروں کو شہید کر دیا تھا اس کے بعد اطمینان سے تمام بازاروں میں جا بیٹھے اور عین دین میں مصروف ہو گئے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو ایسے گناہ کی سزا دینے میں ڈھیل کی اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی مگر انجام کار ان کو کپڑا لیا گیا اور خدای ہی سب سے بہتر بدلا لینے والا ہے۔ اے ابا عبدالرحمن خدا سے ڈرو اور میرا ساتھ نہ چھوڑو اور امداد سے مٹنے نہ موڑو میرا مدد گارہ اگر تو اس وقت مجبور ہے اور میرے ساتھ نہیں رہ سکتا تو میں تجھے معاف رکھتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے

دنیا و آخرت میں آپ کے نانا کو برگزیدہ کیا اور انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا تم اسی رسول کے فرزند ہو خدا کی قسم آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو دنیا سے کوئی فائدہ میسر نہ آئے گا کیونکہ آپ سے دنیا دور کر دی گئی ہے اور آخرت جو سب سے افضل ہے تمہارا ہی حصہ قرار دیا گیا ہے اس کے بعد ابدیدہ ہو کر امام حسین علیہ السلام سے رخصت ہوا۔

اب آنحضرت نے عبداللہ بن عباس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو میرے باپ کے چچا کا بیٹا ہے میرے باپ نے ہمیشہ تیری عمدہ رائے سے مدد لی ہے اب تو نے مدینہ جانے کا قصد کر لیا ہے سلامتی سے واپس چلا جا جو کچھ امور تجھے وہاں پر پیش آئیں اور حالات معلوم ہوں ان سے مجھے اطلاع دیتے رہا کرنا میں تمہیں قیام رکھوں گا جب یہاں تک لوگ برے دوست رہیں گے اور میری مدد کریں گے جب یہ معلوم ہو جائیگا کہ ان کے ارادے بدل گئے ہیں تو پھر میں کسی اور جگہ چلا جاؤنگا پھر تینوں صاحب روئے لگے۔ امام حسین نے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کو رخصت کر دیا وہ مدینہ روانہ ہو گئے امام حسین نے مکہ میں قیام کیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تاریخ اعظم کوفی ۹-۳۴۸۔

طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۱۸۱ پر اور ملاحین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے کہ اسی سال رمضان میں یزید نے ولید کو امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کے پکڑنے میں کوتاہی کرنے کے الزام میں امارت مدینہ سے معزول کر دیا اور عمرو بن سعید اشدق کو حاکم مقرر کیا مگر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۶۱ پر لکھا ہے کہ یزید نے ولید کو معزول کر کے مروان کو حاکم مدینہ بنا یا۔ العلم عند اللہ۔

ملاحین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے کہ اس وقت مکہ کا حاکم سعید بن عاص تھا۔ امام حسین کا سون گنہاں میں نہایت بلند آواز سے پانچ وقت اذان دیتا تھا لوگ کثیر تعداد میں حضرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ سعید کو خوف ہوا کہ جب لوگ

اطراف و جوانب سے حج کے موقع پر جمع ہوں گے تو امام حسینؑ کی دوستی اور محبت میں اسے قتل کر دیں گے اس لئے بھاگ کر مدینہ چلا گیا اور نیرید کی طرف ایک خط لکھا جس میں امام حسینؑ کی مکہ میں آمد اور مکہ میں امام حسینؑ کی طرف لوگوں کی رغبت کا ذکر کیا۔

برایت اعظم کو فنی جب کوفہ والوں نے سنا کہ جناب امیر المؤمنین حسین علیہ السلام مکہ میں تشریف لائے ہیں تو امیر المؤمنین کے دوستوں میں سے کچھ لوگوں نے سلیمان بن مردخزاعی کے گھر میں بیٹھ کر جلسہ کیا۔ سلیمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعریف کر کے جناب رسولؐ خدا پر درود بھیجا پھر جناب امیر المؤمنین کے کچھ فضائل بیان کئے اور دعائے خیر کے بعد کہا اے لوگو تم نے معاویہ کے مرتے کی خبر سن لی ہے اور جان لیا ہے کہ اس کی جگہ نیرید نے لی اور جاہل لوگوں نے اس کی بیعت اختیار کی ہے امام حسینؑ کو اس کی بیعت سے انکار ہے آل برسفیان کی فرمانبرداری منظور نہیں اب مکہ میں تشریف لائے ہیں تم ان کے ہوا خواہ ہو اور ان سے پہلے ان کے باپ کے دوستدار تھے آج امام حسینؑ کو تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ اگر تم مددگار ہو اور ساتھ دو اور کچھ لیں و پیش نہ کرو تو ان کے نام خطوط روانہ کرو۔ اپنے ارادوں سے آگاہ کرو اور اگر یہ جانتے ہو کہ تم میں سستی اور ول برداشتگی پیدا ہوگی اور اپنے اقراروں کو پورا نہ کر سکو گے تو خاموش ہو رہو کیونکہ ابھی اس مہم کا آغاز ہی ہے آنحضرتؐ کو اپنے وعدوں اور امداد کا بھروسہ نہ دلاؤ۔ ان لوگوں نے برضا و رغبت جواب دیا کہ ہم آنحضرتؐ کی ہر طرح سے امداد کریں گے۔ ان کی رضامندی ہماری جانیں بھی جاتی رہیں تو پرواہ نہیں ہے۔ سلیمان نے ان سے اس معاملہ کی نسبت مستحکم اقرار اور وعدے لئے اور حجت قائم کی کہ بے وقافی نہ کرنا۔ اپنے قول سے نہ پھرتا۔ سب نے صدق دل سے جواب دیا کہ ہم بالکل ثابت قدم رہیں گے اور امام حسینؑ علیہ السلام کے اوپر اپنی جانیں بکس قربان کر دیں گے۔ اس کے بعد سلیمان نے

ان سے کہا کہ تم سب مل کر امام حسین کے نام خط بھیج کر اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد سے مطلع کرو اور درخواست کرو کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں انہوں نے کہا تیرا ہی لکھنا کافی ہے اپنی طرف سے خط لکھ کر ہم سب کے ارادوں سے مطلع کر دے سلیمان نے کہا بہتر یہی ہے کہ تم سب خط لکھ کر روانہ کرو تاریخِ اعظم کوئی ۳۴۹۔

بروایت ابی مخنف - پھر انہوں نے ایک خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط  
 سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب ابن نجیہ اور رفاعہ ابن شداد البجلی اور حبیب ابن مظاہرہ اسدی اور جس قدر مسلمان ان کے شریکِ حال ہیں، ان کی جانب سے حضور حسین ابن علیؑ امیر المؤمنین عرض ہے۔ خدا کا سلام اور اس کی برکتیں اس ذات سے وابستہ رہیں۔ ابا عبدہم اس خدا کی حمد و ثنا بجالانے میں جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے محمد و آل محمد پر ہم درود بھیجتے ہیں اے محمد مصطفیٰ کے تو اسے اور علیؑ کے فرزندانِ حضورؑ آگاہ رہیں آپ کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں۔ حضور یہاں تشریف لے آئیں جو فوائد ہم کو پہنچتے ہیں اول حضور کے لئے ہوں گے اور جو صدمہ حضور پر گزرے گا اس کو ہم اپنی ذات پر لیں گے۔

تمنا تو یہی ہے کہ خدا حضور ہی کے وسیلہ سے ہم کو حق اور ہدایت پر ثابت قدم رکھے اتنی گزارش ہے کہ اگر حضور نے ادھر قصدِ تشریف آوری فرمایا تو آرا سننا لشکرِ موجزن نہریں اور بہتے ہوئے چشمے موجود ہیں اگر باوجود اس کے بھی حضور تشریف نہ لائیں تو اپنے خاندان میں سے کسی کو ہمارے پاس بھیج دیجیئے جو حکمِ خدا اور آپ کے ناما رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز پر ہمارے درمیان فیصلہ کرتا رہے حضور سے یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ نعمان بن بشیر قصرِ حکومت میں موجود ہے لیکن نہ تو ہم نمازِ جمعہ اس کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور نہ نمازِ جماعت اور اگر حضور منظور فرمائیں تو ہم اس کو شام کی طرف نکال کر باہر

کردیں والتسلیم. مقتل ابی مخنف ۱۷ - ۱۸ -

بروایت شیخ مفید پھر اہل کوفہ نے عبداللہ بن مسیح ہمدانی اور عبداللہ وال کی معرفت  
خط روانہ کیا اور ان دونوں کو جلد جانے کا حکم دیا اور وہ جلدی سے روانہ ہوئے  
یہاں تک کہ وہ ماہ رمضان کی دسویں تاریخ کو مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے  
پاس جا پہنچے۔ کتاب الارشاد - ۳۵۰ -

بروایت اثم کوئی انہوں نے مکہ پہنچ کر وہ خطوط امام حسین کی خدمت میں پیش  
کئے امام حسین انہیں پڑھ کر اور حال سے مطلع ہو کر خاموش ہو گئے نہ قاصدوں سے  
کچھ فرمایا نہ خطوط کا جواب لکھا صرف ان کو خوش کر کے واپس کر دیا۔ تاریخ  
اعثم کوئی - ۳۴۹ - ۳۵۰ -

بروات شیخ مفید اہل کوفہ نے خط بھیجنے کے دو دن بعد قیس بن مسہر صیداوی  
اور شداد ارجی کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور عبدالرحمن کو اور عمارہ بن عبداللہ سلولی  
کو حضرت امام حسین کی طرف تقریباً ایک سو بیچاس خط جو ایک ایک، دو دو اور  
چار چار آدمیوں کی طرف لکھے ہوئے تھے، دیکر روانہ کیا پھر اہل کوفہ نے دو  
دن اور ٹھہر کر ہانی بن ہانی سبعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو خط دیکر روانہ کیا جس  
میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہ السلام کی خدمت میں اس  
کے شیعہ مومنین اور مسلمین کی طرف سے ابا بعد آپ بہت جلد تشریف لائیں کیونکہ لوگ  
آپ کی انتظار کر رہے ہیں اور ان کی رائے میں ان کے لئے آپ کے سوا اور  
کوئی نہیں۔ پس جلد، جلد پھر جلد اور جلد تشریف لائیں والسلام۔

اس کے بعد شہت بن ربیع حجار بن ابیجر، یزید بن حارث بن زویم، عروہ بن  
قیس، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمر وینی نے لکھا: ابا بعد باغ سرسبز جو گئے  
اور پھل پکنے کو ہیں پس جب آپ جاہیں اپنے تیار لشکر کے پاس تشریف لے آئیں والسلام۔



اور سب قاصداً امام حسینؑ کے پاس جمع ہو گئے پھر آپ نے خط پڑھے اور قاصدوں سے لوگوں کے متعلق پوچھا۔ کتاب الارشاد ۳۶۰-۳۵۰۔

بروایت سید علامہ ابن طاووس۔ غور طلب بات یہ ہے کہ باوجود اتنی زبردست تحریک کے بھی امام حسینؑ نے مطلقاً توجہ نہ فرمائی اور ان کے خطوط کا جواب نہ دیا اس پر کوفیوں کی طلب اور بڑھی تو اس قدر عرضیاں بھیجی گئیں کہ ایک ہی دن میں حضرت کو چھ سو نامے وصول ہوئے جب ان خطوط کو جو مختلف اوقات میں حضرت کو وصول ہوئے تھے جمع کیا گیا تو شمار میں بارہ ہزار نکلے۔ مفضل ہوف ۳۳۰۔

علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں لکھا ہے کہ بعض خطوط میں یہ جملہ بھی تھا کہ اگر آپ ہم سے اعراض کریں تو اس کا بارگناہ آپ پر ہے۔

بروایت شیخ مفید۔ اب امام حسینؑ نے اٹھ کر وضو فرمایا اور رکن اور مقام کے درمیان نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی اور اس معاملہ کی نسبت اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی اس کے بعد کوفیوں کی طرف اس طرز کا جواب لکھا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۵۰۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حسین بن علیؑ کی طرف سے مومنین اور مسلمین کی طرف۔ اما بعد بے شک ہانی اور سعید تمہارے خطوط لیکر میرے پاس آئے اور یہ دونوں تمہارے آخری ایچی تھے اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور ذکر کیا میں نے سمجھ لیا اور تمہاری ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے اس لئے ہمارے پاس تشریف لے آئیں شاید اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے ذریعے حق اور ہدایت پر مجتمع کر دے اور اب یقیناً میں تمہاری طرف اپنے بھائی اور چچا زاد بھائی اور اپنے اہلبیت میں سے مسلم بن عقیل کو بھیجنے والا ہوں اور اگر اس نے میری طرف لکھا کہ آپ کے سب اہل الرئے عقلمند اور صاحب فضیلت لوگوں کی آراء ایسی ہی ہیں جیسا کہ

تمہارے قاصدوں نے بیان کیا اور میں نے تمہارے خطوط میں پڑھا تھا تو انشاء اللہ میں ضرور تمہارے پاس جلد پہنچ جاؤں گا۔ امام سوائے اس ہستی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر جو کتاب اللہ کے مطابق عمل کرے اور عدل و حق کے راستے پر قائم ہو اور دین خدا کی حفاظت کر نیوالا ہو اور اپنے نفس کو ہمیشہ احکام خدا کا پورا مقید اور پابند رکھنے والا ہو والسلام۔ کتاب الارشاد۔ ۳۶۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی۔ پھر خط کو تمام کر کے بند کر دیا۔ مہر لگا کر مسلم بن عقیل کے حوالے کر دیا اور فرمایا میں آپ کو کوئی بھیجتا ہوں وہاں جا کر دریافت کریں کہ کیا ان لوگوں کی زبانیں اپنی ان تحریروں کے مطابق ہیں یا نہیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد ایسے شخص کے گھراترنا جو سب سے زیادہ اعتماد کے لائق اور ہماری دوستی پر ثابت قدم معلوم ہو۔ وہاں کے باشندوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری کی ہدایت کرنا۔ ان کے دلوں کو آل ابی سفیان کی طرف سے پھیر دینا۔ اگر یہ یقین ہو جائے کہ ان کے قول و قرار سچے ہیں اور جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں اس کو پورا کریں گے تو فوراً مجھے لکھ دینا اور جو امور مشاہدہ سے گزریں انہیں مفصل درج کرنا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو درجے درجہ شہادت عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد آپس میں بغل گیر ہو کر ملے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کو وداع کیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۵۰۰۔

بروایت علامہ مسعودی۔ پھر حضرت مسلم پندرہ رمضان کو مکہ سے روانہ ہوئے۔

مروج الذهب۔ ۶۴۔

بروایت طاہرین۔ ابھی تک حضرت مسلم نے سفر کی ایک منزل بھی طے نہیں کی تھی کہ ایک شکاری آپ کی دائیں جانب سے ہرنی کے پیچھے نمودار ہوا اور اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جب حضرت مسلم نے یہ واقعہ دیکھا تو مکہ کی طرف واپس تشریف

لے گئے اور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول اللہ کے نواسے میرے کوفہ جانے میں بہتری نہیں ہے کیونکہ راستے میں اس قسم کے واقعات پیش آنے سے میں نے بد حالی لی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا اے میرے چچا زاد بھائی! اگر آپ کوفہ نہ جانا چاہیں تو میں کسی دوسرے شخص کو بھیج دوں گا، حضرت مسلم نے عرض کیا میری ہزار جانیں آپ پر قربان ہوں وہ واقعہ جو مجھے راستہ میں پیش آیا میں نے چاہا کہ اسے حضور کی خدمت میں پیش کروں ورنہ میری کیا مجال ہے کہ آپ کے دائرہ حکم سے ایک قدم بھی باہر رکھ سکوں اے رسول اللہ کے فرزند میں جاتا ہوں لیکن میرا گمان یہ ہے کہ دوسری دفعہ حضور کی زیارت نہیں کر سکو نگا اس لئے ایک دفعہ واپس آیا ہوں اور امام حسینؑ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا پھر روتے ہوئے وداع کیا اور عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ میری آخری ملاقات ہے امام حسینؑ روتے ہوئے اس سے بے نعل گیر ہوئے اور اس سے بہت مہربانی سے پیش آئے اور دعائے خیر فرمائی۔ روضۃ الشہداء ۲۰۵۔

مگر اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۵۱ پر، ابو جعفر طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۱۹۳ پر۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۰ پر، شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳ پر ملاحمد باقر نے جلالیعون صفحہ ۳۵۸ پر اور سراج الانوار جلد دوم صفحہ ۳۳۵ پر لکھا ہے کہ ہرن کے نساکار کا داقہ حضرت مسلم کو آپ کے مدینہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہونے اور آپ کے راہبروں کے ہلاک ہونے کے بعد پیش آیا۔ العلم عند اللہ۔

بروایت اعثم کوفی۔ حضرت مسلم کوفہ روانہ ہوئے تحفیہ راستہ اختیار کیا تاکہ بنی امیہ میں سے کسی کو اس حال کی خبر نہ ہو مبادا وہ بنیدیکو خط لکھ کر تمام حالات سے مطلع کر دے جس وقت حضرت مسلمؑ مدینہ میں داخل ہوئے تو مسجد رسولؐ میں

دو رکعت نماز پڑھی۔ تاریخ اعثم کوفی۔ ۳۵۰۔

بروایت ملاحسین۔ بعد اداۓ نماز، زیارت اور طواف کر کے اپنے دولت سرا پر تشریف لے آئے حضرت کے دو کم سن لڑکے تھے جن سے آپ کو از حد محبت تھی ان کی جدائی پر حضرت سلم سیر نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور تمام اہلبیت سے رخصت ہو کر دور راہبر مزدوری پر لٹے تاکہ وہ آپ کو جنگل کے راستے سے کوڑ پہنچادیں اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں راہبر راستہ بھول گئے اور پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ روضۃ الشہداء ۲۰۶۔

بروایت اعثم کوفی۔ اب حضرت مسلم نے پانی کو تلاش کرنا شروع کیا مگر کسی جگہ نہ پایا۔ آخر کار ایک گاؤں مضیق نام میں پہنچ کر پانی پیا اور گھوڑوں، مویشیوں اور ساتھیوں کو بھی پلایا پھر کچھ دیر آرام کیا۔ تاریخ اعثم کوفی۔ ۳۵۰۔

بروایت شیخ مفید۔ پھر مسلم بن عقیل نے مضیق سے قیس بن مسہرہ کی معرفت خط لکھا۔ ابا بعد میں دور راہبروں کے ساتھ روانہ ہوا، وہ راستہ سے ایک طرف ہو گئے اور راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ اور اورم چلتے چلتے پانی تک تو جا پہنچے مگر اس حالت میں کہ ہم میں معمولی سی رمق کے سوا جان باقی نہ تھی اور یہ پانی جنت کے درہ میں اس مقام پر ہے جسے مضیق کہا جاتا ہے ان واقعات کے پیش آنے سے میں نے بدفالی لی ہے۔ حضرت امام حسین نے حضرت مسلم کی طرف جواب لکھا۔ ابا بعد جس طرف میں نے تجھے روانہ کیا ادھر آپ تشریف لیجاؤں والسلام جب حضرت مسلم نے خط پڑھا تو یہاں سے روانہ ہو گئے اور بنی طے کے پانی پر جا کر اترے پھر اس جگہ سے روانہ ہوئے تو ایک آدمی کو شکار کے لئے تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے ایک ہرن کو تیر مارا جو زمین پر گر کر ہلاک ہو گیا حضرت مسلم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے

دشمنوں کو قتل کریں گے پھر حضرت مسلم نے سفر شروع کیا یہاں تک کہ کوفہ میں وارد ہوئے۔ کتاب الارشاد - ۳۷۰ - ۳۸ -

علامہ قندوزی نے نیا بیع المودۃ صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم رات کے وقت کوفہ میں پہنچے۔

عبدالرحمن ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون حصہ دوم صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشادِ بکرم ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے۔

علامہ محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۱۸ پر شیخ عباس قمی نے منتهی الامال جلد اول صفحہ ۲۲۳ پر اور علامہ سعودی نے مروج الذهب صفحہ ۶۴ پر لکھا

ہے کہ حضرت مسلم ماہ شوال کی پانچویں تاریخ کو کوفہ میں وارد ہوئے۔ علامہ طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے ابن عوف کے

گھر میں نزول اجلال فرمایا اور صفحہ ۱۹۵ پر لکھا ہے کہ مختار بن عبیدہ کے گھر قیام فرمایا۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے سلیمان بن مرد

نزاعی اور بعض کے نزدیک مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے مکان میں قیام کیا شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۸ پر، سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۲۲ پر

علامہ طبرسی نے اعلام الوری صفحہ ۱۳۲ پر، خواجہ اعظم کوفی نے تاریخ اعظم کوفی صفحہ ۳۵۱ پر اور علامہ باقر نے بحار الانوار صفحہ ۳۲۱ پر لکھا ہے کہ جناب مسلم بن عقیل نے مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر میں نزول اجلال فرمایا۔

بروایت شیخ مفید۔ شیخ حضرت مسلم بن عقیل کے پاس آنے جانے لگے جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو مسلم بن عقیل نے امام حسین علیہ السلام کا خط

پڑھ کر انہیں سنا یا سب اسے سن کر رونے لگے اور بیعت کرنے لگے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کتاب الارشاد

جلد دوم - ۳۸ -

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے سرالشہادین صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ بارہ ہزار سے زائد آدمیوں نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر امام حسینؑ کے لئے بیعت کی فضل بن حسن نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۴ پر، علامہ مسعودی نے مروج الذهب صفحہ ۶۷ پر، سید علامہ ابن طاووس نے مقلد بہوف صفحہ ۲۴ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۸ پر حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار لکھی ہے عمر ابو النصر نے تاریخ "الحین" صفحہ ۶۲ پر ان کی تعداد تیس ہزار لکھی ہے۔ مرزا محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۸۳ پر لکھا ہے کہ ابو مخنف کی روایت کے مطابق اسی ہزار کو فیوں نے حضرت مسلمؑ سے بیعت کی اور ابو مخنف خود اس وقت موجود تھا۔ ابو مخنف، لوط بن یحییٰ کی کنیت ہے یحییٰ کا شمار امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے، جیسا کہ کتاب علی میں مذکور ہے لوط حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں سے تھا اس لئے یقیناً اس کی روایت دوسرے راویوں کی نسبت سچائی کے زیادہ قریب ہے۔

بروایت شیخ مفید اس وقت حضرت مسلمؑ نے امام حسینؑ کی طرف ایک خط لکھا اور اس تمنا کا اظہار بھی کیا کہ آنحضرتؐ کو ذر شریف لے آئیں۔

کتاب الارشاد - ۳۸ -

بروایت اعثم کوفی۔ اس وقت یزید کی طرف سے نعمان بن بشیر کو ذر کا حاکم تھا۔ اس نے حضرت مسلمؑ کے آنے کی خبر سن کر جامع مسجد میں آکر لوگوں کو طلب کیا۔ جب سب لوگ آگئے تو منبر پر بیٹھ کر تقریر کی اور کہا اسے کو ذر والو تم کب تک فتنہ و فساد برپا رکھو گے۔ تم خدا سے نہیں ڈرتے اور نہیں جانتے کہ فساد کرنے سے بربادی اور خون ریزی کے سوا اور کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ فساد سے بچو

اپنے حال پر رحم کرو اور یاد رکھو میں اس شخص سے جنگ کرونگا جو مجھ سے لڑنا چاہے گا۔ البتہ میں سوتے ہوئے کو جگانا نہیں اور نہ جاگے ہوئے کو ڈرانا ہوں نہ کسی شخص کو محض تہمت کی بنا پر گرفتار کرنا ہوں مگر تم اپنے کرتوت مجھ پر ظاہر کرتے اور نقصان کی راہ چلتے ہو یزید کی بیعت و اطاعت سے نکل گئے ہو اگر تم اس فساد سے باز آ گئے اور فرمانبرداری سے رہے تو تم کو معاف کروں گا ورنہ تلوار سے کام لوں گا۔ اس قدر کشت و خون کرونگا کہ تلوار پُزرے پُزرے ہو جائے گی اگر میں اکیلا ہی رہ جاؤں تب بھی اس موکہ اور کوشش سے باز نہ رہوں گا۔

مسلم بن عبداللہ بن سعید حصی نے کہا امیر کا بیان کمزور شخصوں کا سا ہے اور اس میں ذرا بھی یقین نہیں پایا جاتا ہے، تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس میں عمل نہ کر سکتے گانعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میرا کمزور ہونا اس سے بہتر ہے کہ گناہ گاروں کے ساتھ گمراہیوں میں شریک ہو جاؤں پھر اس کے بعد تاکید و تنبیہ کی اور منیر سے اتر کر دارالامارہ میں چلا آیا۔

عبداللہ بن مسلم نے جو یزید کا دوست تھا فوراً یزید کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا۔ میرے کوئی دوستوں اور خاص کہ میری طرف سے امیر یزید کو معلوم ہو کہ مسلم بن عقبیل نے وارد کوذہ ہو کر علی ابن ابی طالب کے بہت سے دوستوں سے حسین بن علی کے لئے بیعت لے لی ہے اگر تجھے کوذہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہے تو کسی سخت گیر شخص کو یہاں بھیج کہ تیرے احکام کو حسب ایما جاری اور دشمنوں کو تیری منشاء کے مطابق نیست و نابود کرے کیونکہ نعمان بن بشیر کمزور آدمی ہے اگر کمزور بھی نہیں تو وہ لوگوں پر اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتا ہے والسلام۔

عمار بن ولید اور عمرو بن سعید نے بھی اسی مضمون کے خط روانہ کئے یزید

ان خطوں کو پڑھ کر بہت برا فروختہ ہوا اپنے باپ کے غلام سرجون کو بلایا اور کہا مجھے ایک مہم پیش آگئی ہے کیا تدبیر کی جائے اس نے کہا وہ کیا مہم ہے یزید نے کہا مسلم بن عقیل نے داخل کو ذہوک ہو کر علی بن ابی طالب کے دوستوں کی ایک جمیعت فراہم کر لی ہے اور ان سے حسین بن علیؑ کے واسطے بیعت لی ہے اب کیا کرنا چاہئے اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے، سرجون نے کہا اگر میری بات مانے تو کچھ کہوں یزید نے کہا بیان کر۔ اس نے کہا تو نے عبداللہ ابن زیاد کو حاکم بصرہ مقرر کیا ہے کو ذہ بھی اس کے حوالے کر دے پھر جب اس طرف سے اطمینان ہو جائیگا تو وہ تیرے دشمنوں کو منتشر کر دیگا یزید کو اس کی رائے بہت پسند آئی عبداللہ ابن زیاد کے نام خط لکھا کہ مجھے میرے بعض دوستوں نے کو ذہ سے اطلاع دی ہے کہ مسلم بن عقیل نے کو ذہ میں آکر بہت سے آدمیوں کو جمع کیا ہے اور ان سے حسین بن علیؑ کے واسطے بیعت لی ہے تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی فوراً کو ذہ چلا جا اور اس فساد کی آگ کو بجھا کر اس مہم کو انجام دے میں نے قبل ازیں تجھے بصرہ کی حکومت عطا کی تھی اب کو ذہ کی امارت بھی تجھے دیتا ہوں۔ مسلم بن عقیل کو اس طرح تلاش کر جس طرح نجیل آدمی گرے ہوئے روپے کو ڈھونڈتا ہے، جس وقت اُسے گرفتار کر لے تو فوراً قتل کر کے سر میرے پاس بھیج دے خوب یاد رکھ کہ میں اس معاملہ میں تیرے کسی جیلہ اور بہانہ کو نہ سنوں گا اس حکم کی تعمیل میں جلدی کر والسلام۔ پھر یہ خط مسلم بن عمر باہلی کو دیکر کہا بہت جلد یہ خط بصرہ لے جا اور عبداللہ کے حوالے کر اور راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہرنا۔ منبر پر بیٹھ کر کہا اسے بصرہ والو! آج یزید کا ایک فرمان آیا ہے اس نے ولایت کو ذہ بھی مجھے دیدی ہے میں کل کو ذہ جاؤں گا اپنے بھائی عثمان کو تمہارا امیر مقرر کرنا ہوں لازم ہے کہ



تم سب اس کو عزت سے رکھنا اور ہر امر میں اسکی اطاعت کو اختیار کرنا۔ مخالفت سے دور رہنا اگر کسی نے اسکی خلاف ورزی کی تو میں اسے قتل کر ڈالوں گا اور جب تک انتظام ٹھیک نہ ہو گا دشمن کو دوست کے عوض گرفتار کرونگا۔ اب میں نے تمہیں سمجھا دیا ہے ہرگز ہرگز مخالفت نہ کرنا ورنہ تم جانتے ہو کہ میں زیادہ کا بیٹا ہوں میرے ماموں اور چچا بھی میری مخالفت سے پہلو بچاتے ہیں۔ والسلام۔

اس کے بعد منبر سے اتر کر دوسرے دن جانب کوفہ روانہ ہوا۔ بصرہ کے

نامور دانشمندانہ مورثی شخص مسلم بن عمر باہلی منذر بن جارو و عبیدی اور شریک بن عبد اللہ اور ہمدانی کو اپنے ہمراہ لیا کوفہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ ٹھہر گیا اور اتنی دیر ٹھہرا ہا کہ آفتاب غروب ہو کر دو گھنٹے رات گزر گئی اس کے بعد سپاہ عمامہ باندھا تلوار کمر میں لگائی۔ کمان کندھے پر لٹکائی۔ ترکش لگا کر گز با تھ میں لیا اور قنک گھوڑے پر سوار ہو کر مع خادم و شتم ہنیابان کی راہ سے داخل کوفہ ہونے کے لئے کوچ کیا۔ اب چاند پوری روشنی ڈال رہا تھا لوگوں کو خیال تھا کہ امام حسین تشریف لائے ہیں گردہ در گردہ لوگ آنے شروع ہو گئے عبید اللہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا آخر کار مسلم بن عمر باہلی نے ایک شخص سے کہا یہ عبید اللہ بن زیاد ہے، حسین ابن علی نہیں ہیں تم کو محض دھوکا ہوا ہے کوفہ والے اس حال سے مطلع ہو کر جھاگ کر منتشر ہو گئے۔ تاریخ اعظم کوفی۔ ۲-۳۵۱۔

یروایت مجلسی۔ عبید اللہ ابن زیاد قصر الامارہ کے نیچے آ پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسین شاید تشریف لائے ہیں، بالائے قصر جا کر کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں یہاں سے تشریف لے جائیں اور میرے مترض نہ ہوں اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دوں گا اور آپ سے مقابلہ بھی نہ کروں گا جب ابن زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی اور کہا دروازہ کھول دے

نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہل کوفہ اس کے آنے سے پراگندہ ہو گئے جب صبح ہوئی اس کے منادی نے کوفہ میں ندا کی کہ اہل کوفہ جمع ہوں۔ جب جمع ہو گئے تو وہ شقی باہر آیا۔ خطبہ پڑھ کر کہا یزید بن معاویہ نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم مقرر کیا ہے۔ مجھے حکم دیا ہے کہ مطیعوں کو توازش اور مخالفوں کو نازیبا نہ دیکھو۔ شمشیر سے نادیب کروں لازم ہے کہ مخالفت قلیفہ اور اس کے عقوبات سے خوف کرو۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا اور رؤساء قبائل کو طلب کر کے ان کو تاکید کی کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے اس کی فہرست اسامی میرے پاس لاؤ اور اگر مجھے علم ہو گیا کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا اس وقت تمہارا خون و مال مجھ پر حلال ہو گا۔ جب خیر و اخلہ عبد اللہ بن زیاد مسلم بن عقیل کو پہنچی تو مختار کے گھر سے برآمد ہو کر بانی بن عروہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جلا العیون۔

بروایت اعثم کوفی عبد اللہ نے آدمی مقرر کئے کہ مسلم کو ڈھونڈ لائیں مگر کسی شخص نے آپ کا پتہ نہ بتلایا لوگ پوشیدہ طور پر مسلم کے پاس حاضر ہوتے اور از سر نو بیعت کرتے تھے مسلم ان پر حجت قائم کرتے تھے کہ تم اپنے وعدوں پر ثابت قدم رہنا بیوفائی نہ کرنا وہ قسمیں کھاتے تھے یہاں تک کہ بیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی اب مسلم نے وارا لامارہ پر ان لوگوں کے ہمراہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر بانی نے کہا آپ جلدی نہ کریں۔

ادھر عبد اللہ نے محفل کو ایک ہزار درہم دیکر کہا کہ مسلم بن عقیل کو شہر میں تلاش کر۔ علی کے گروہ سے کہنا کہ میں علی اور اس کے خاندان کا خیر خواہ ہوں جب تجھے مسلم کے پاس لے جائیں تو اپنی خیر خواہی جتلا کر کہنا کہ میں ایک ہزار

درہم لایا ہوں آپ یہ روپیہ اپنے کاموں پر صرف کریں وہ تجھے اپنا خیر خواہ سمجھیں گے اور اپنا دوست جان کر تجھ پر پھر وسوسہ کریں گے پھر جو کچھ تو دیکھے اور سنے مجھ سے آکر بیان کر۔ معقل عبید اللہ کی ہدایت کے مطابق روپیہ لے کر مسجد کوفہ میں آیا وہاں حضرت علیؑ کے گروہ کے ایک شخص مسلم بن عویس ہمدانی کو دیکھا اس کے پاس بیٹھ کر کہا میں شام کا باشندہ ہوں ایک ہزار درہم میرے پاس ہیں سنا ہے کہ خاندان نبوت میں سے کوئی شخص یہاں آیا ہوا ہے اور فرزند رسولؐ خدا کے واسطے لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اگر تو ہر بانی کر کے مجھے اس کے پاس پہنچا دوں اور میں اس کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں تو یہ مال اس کے حوالے کر دوں کہ وہ اپنے خرچ میں لائے میں تیرا بہت ہی احسان مند ہوں گا۔ مسلم بن عویس نے سمجھا کہ وہ سچ بولتا ہے قول تو مٹیکر کہا کل میرے پاس آنا میں تجھے اس کے پاس پہنچا دوں گا معقل وہاں سے چلا آیا اور عبید اللہ سے سب حال کہہ سنایا، اس نے کہا دیکھ مردوں کی طرح اس کام کو انجام دینا۔ پھر لوگوں سے شریک بن عبد اللہ اعور ہمدانی کا حال پوچھا جو بصرہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور کوفہ میں پہنچ کر سخت بیمار ہو گیا تھا۔ عبید اللہ نے کہا ہم اس کی عیادت کے لئے جائیں گے شریک کو مسلم کا حال معلوم تھا اس نے کہا اے مسلم کل عبید اللہ میری عیادت کے لئے آئیگا میں اسے باتوں میں لگا لوں گا اور تم اسے تلوار سے ایک ہلاکت خیز ضرب لگانا پھر شہر کوفہ آپکے قبضہ میں آجائیگا اور اگر میں زندہ رہا تو بصرہ کو بھی آپ کے تصرف لاؤنگا دوسرے دن عبید اللہ شریک کی عیادت کے لئے ہانی کے مکان پر آیا شریک اس سے گفتگو کرنے لگا اور جس امر کو وہ پوچھتا بتاتا رہا اور چاہا کہ مسلم اس کا کام تمام کر دے اور مسلم بن عقیل نے چاہا کہ عبید اللہ کا کام

تمام کر دے ہانی نے کہا خدا کے لئے ایسا کام نہ کریں کیونکہ میرے گھر میں بہت سے بچے اور عورتیں ہیں وہ قتل کے واقعہ سے بہت خوف کھائیں گے مسلم بن عقیل نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی شریک اب بھی عبید اللہ کو باتوں میں مشغول رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تا کہ مسلم اسے مار ڈالے آخر عبید اللہ کو بھی کچھ شبہ پیدا ہوا دل میں ڈرا اور وہاں سے چلا گیا۔ عبید اللہ کے جانے کے بعد جناب مسلم اور ہانی باہر آئے شریک نے کہا تم نے اچھا موقع کھو دیا۔ کیوں اسے ہلاک نہ کیا۔ مسلم بن عقیل نے کہا مجھے ہانی نے اس امر سے روک دیا۔  
تاریخ اعثم کوفی ۳۵۳ -

ملاحظہ باقر نے بجا رالانوار جلد دہم صفحہ ۳۴۳ پر لکھا ہے کہ ابن نما رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے شریک ابن اعور نے پوچھا: یا حضرت قتل ابن زیاد سے آپ کو کیا امر مانع ہوا؟ فرمایا میں نے چاہا باہر آؤں زوجہ ہانی میرے دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں ابن زیاد کو میرے گھر میں نہ ماریں اور رونے لگی میں نے یہ حال دیکھ کر تلوار پھینک دی اور بیٹھ رہا۔  
ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے کہ شریک بن اعور نے حضرت مسلم سے پوچھا کس چیز نے آپ کو عبید اللہ ابن زیاد کے قتل سے باز رکھا حضرت مسلم نے فرمایا دو امر مانع ہوئے ایک تو یہ کہ ہانی کو گوارا نہ ہوا کہ ان کے گھر میں خونریزی واقع ہو اور دوسری بات یہ مانع ہوئی کہ لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ (اچانک قتل کرنے کو ایمان مانع ہوتا ہے اور مومن کو چاہیے کہ اچانک قتل نہ کرے)

بروایت خواجہ اعثم کوفی۔ شریک نے کہا اس براء عقدا فاسق کو بہت آسانی سے قتل کر سکتے تھے آپ نے بڑی غلطی کی پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا۔

شریک تین دن کے بعد فوت ہو گیا وہ اکابر بصرہ میں سے تھا اور حضرت علی کے شہزاد  
 میں سے تھا۔ دوسرے دن معقل نے مسلم بن عوسجہ کے پاس آکر کہا تو نے مجھ سے  
 یہ وعدہ کیا تھا کہ مکہ سے آئے ہوئے شخص کے پاس لے چلوں گا کہ میں یہ مال اس  
 کی خدمت میں پیش کروں شاید تو اپنے وعدے سے پھر گیا ہے مسلم بن عوسجہ  
 نے کہا میں اپنے اقرار کو پورا کروں گا۔ شریک کی وفات کے سبب فرصت نہ  
 ملی تھی معقل نے کہا وہ شخص جو مکہ سے آیا ہوا ہے ہانی کے گھر میں موجود ہے  
 مسلم بن عوسجہ نے کہا ہاں پھر اسے اپنے ہمراہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں حاضر  
 کیا مسلم نے اس سے بیعت لی معقل نے درہم پیش کئے اور تمام دن آپ  
 کے پاس رہا اور دوستی کی باتیں کرتا رہا جب رات ہو گئی تو رخصت ہو کر  
 عبید اللہ کے پاس آیا جناب مسلم کا تمام حال کہہ سنایا اس نے کہا تو مسلم بن عقیل  
 کے پاس آتا جاتا رہے کیونکہ اگر تو اس کے پاس نہ جائیگا تو تیری طرف سے شک  
 پیدا ہو جائیگا اور مسلم ہانی کے گھر سے نکل کر کسی دوسرے کے گھر جا رہے گا۔  
 اس کے بعد عبید اللہ نے آدمی بھیج کر محمد بن اشعث، اسام بن خارجہ اور عمرو بن  
 حجاج زبیدی کو بلا یا اور کہا ہانی ایک دفعہ بھی میرے پاس نہیں آیا اور نہ  
 میرا حال دریافت کیا۔ کیا تمہیں اس کا کچھ حال معلوم ہے کہ وہ کس سبب  
 سے نہیں آیا انہوں نے کہا وہ بہت کمزور ہے اس لئے امیر کی خدمت  
 میں حاضر نہیں ہو سکتا اس نے کہا پہلے تو علیل تھا اور اب تندرست ہے کل تم  
 اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے انہوں نے کہا بس و چشم  
 ابھی یہ یا نہیں ہو رہی رہی تھیں کہ عبید اللہ کا ایک خدمت گار مالک بن ربیع تیمی  
 آیا اور کہا میں سیر کے ارادے سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا کہ ایک شخص کو کوثر سے  
 مدینہ کی طرف نہایت تیز رفتاری سے جاتے ہوئے دیکھا میں نے اس کے پیچھے

گھوڑا دوڑایا اور اُسے جا لیا پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں مدینہ کا رہنے والا ہوں پھر میں نے گھوڑے سے اتر کر دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس کوئی خط ہے؟ اس نے اقرار نہ کیا تو میں نے اس کے کپڑوں کی تلاشی لی ایک سر بند خط ملا وہ یہ ہے اور اس شخص کو امیر کے دروازہ پر پہرہ کے اندر دے دیا ہے۔ عید اللہ نے خط کھولا مضمون یہ تھا مسلم بن عقیل کی طرف سے حسین ابن علیؑ کو معلوم ہو کہ میں کوفہ میں پہنچا تمام شیعوں سے بلا آپ کے لئے بیعت لی بسیں ہزار اشخاص نے برضا و رغبت آپ کی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے ان کے نام لکھ لئے ہیں آپ اس خط کے مضمون سے مطلع ہوتے ہی فوراً تشریف لے آئیں کسی وجہ سے بھی دیر نہ کریں کیونکہ کوفہ والے دل سے آپ کے خیر خواہ اور دوست ہیں اور یزید سے سخت متنفر ہیں و السلام۔

عید اللہ نے کہا جس شخص کے پاس سے یہ خط ملا ہے اسے میرے پاس لا۔ مالک جا کر لے آیا عید اللہ نے پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا میں بنی ہاشم کا خیر خواہ ہوں۔ پوچھا تیرا نام کیا ہے، اس نے کہا عید اللہ لقطر۔ پھر پوچھا یہ خط تجھے کس نے دیا ہے کہ حسین کے پاس لے جائے اس نے جواب دیا ایک بوڑھی عورت نے دیا ہے اس نے کہا تو اس کا نام جانتا ہے اس نے کہا میں اس کے نام سے واقف نہیں ہوں عید اللہ نے کہا تو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کر یا تو خط دینے والے کا نام بتا دے کہ میرے ہاتھ سے بچ جائے ورنہ تجھے قتل کرادوں گا اس نے کہا نام نہ بتاؤں گا اگر اس میں میری جان بھی جاتی رہے تو کچھ پرواہ نہیں! عید اللہ نے اسے قتل کرادیا۔

پھر محمد بن اشعث، عمرو بن حجاج اور اسامہ بن خارجہ کی طرف منوچہ ہو کر کہا جاؤ ہانی سے کہو کہ وہ میرے پاس آتا رہے وہ وہاں سے اٹھ کر ہانی کے گھر آئے اسے

سلام کیا اور پوچھا امیر کے پاس کس لئے نہیں جاتا اس نے تجھے کئی مرتبہ یاد کیا ہے اس نے جواب دیا بیماری کی وجہ سے نہیں جاسکا انہوں نے کہا ہم نے تیری طرف سے یہ عذر پیش کیا تھا اس نے قبول نہ کیا اور کہا میں سنتا ہوں کہ وہ تندرست ہو گیا ہے اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور آدمی اس کے پاس صبح ہوتے ہیں اب مناسب ہے کہ تو اس کے پاس جائے کیونکہ وہ برسرِ اقتدار ہے تو اپنے قبیلہ کا سردار ہے تم تجھے قسم دلاتے ہیں تو اپنے حال پر رحم کرو اور ہمارے ساتھ امیر کے پاس چل بانی نے کہا اچھا میں چلوں گا اس کے بعد انہی پوشاک منگوا کر پہنی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوا اب اس کا دل گھبرا بادی اور شرارت کا برتاؤ ہونے کا خیال گزرا۔ اسماء بن خارجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا بھائی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بُرائی وقوع میں آئیگی اسماء نے کہا چچا تمہارے خیالات بالکل غلط ہیں اپنے دل سے تشویش دور کرو اور ہر طرح سے مطمئن رہو بھلائی کے سوا اور کوئی امر ظاہر نہ ہوگا غرض عبید اللہ کے پاس آئے اس وقت قاضی شریح عبید اللہ کے پاس بیٹھا تھا۔ عبید اللہ نے کہا اے بانی خدا کی قسم تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دے رکھی ہے اور آدمی اور ہتھیار جمع کر لئے ہیں اور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں ان باتوں سے بے خبر ہوں تیری تمام حرکات مجھے معلوم ہیں۔ بانی نے کہا مجھے ان امور کی خبر نہیں ہے عبید اللہ نے معقل کو بلا کر بانی سے کہا کیا تو اسے جانتا ہے اب بانی سمجھ گیا کہ معقل عبید اللہ کا جاسوس تھا۔ اب بانی نے اقرار کر لیا اور کہا میں نے کسی شخص کو مسلم کے بلانے کو نہیں بھیجا اور نہ اسے بلایا نصف شب کے وقت وہ پناہ کا طالب ہوا مجھے اس بات پر شرم آئی کہ اسے پناہ نہ دوں اور تنہا چھوڑ دوں اس لئے اس کو پناہ دے دی۔ اجازت دے کہ جا کر اس سے عذر کروں کہ کہیں اور چلے جائیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب اسے اپنے گھر سے روانہ

کر دوں گا تو تیرے پاس حاضر ہو جاؤں گا اس نے کہا جب تک تو اسے حاضر نہ کریگا،  
 میرے پاس سے نہ جا سکے گا۔ ہانی نے کہا میں کبھی ایسی بات نہ کروں گا کیونکہ از روئے  
 شرع و مروت جائز نہیں کہ پناہ دئے ہوئے شخص کو دشمن کے حوالے کر دوں عبید اللہ  
 نے کہا کہ اگر تو اسے میرے پاس نہ لائیگا تو تیرا سہرا ڈال دوں گا۔ ہانی نے کہا کس کی  
 مجال ہے جو میرے ساتھ اس طرح پیش آ سکے اگر تو ایسا خیال دل میں لائے گا  
 تو ایک جماعت کثیر میرے خون کے قصاص کے واسطے تیرے گھر کو گھیر لے گی۔  
 عبید اللہ نے کہا تو مجھے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ڈراتا ہے یہ کہہ کر ایک  
 آہنی تازیانہ ہانی کے منہ پر مارا جس سے ایک بھوں اور ناک بھٹ کر خون بہہ  
 نکلا قریب ہی عبید اللہ کا ایک سپاہی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا تھا ہانی نے  
 اس کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر چالا کہ تلوار جھین لے مگر ایک اور سپاہی نے اسے  
 پکڑ لیا۔ عبید اللہ نے چیخ مار کر کہا اسے گرفتار کر کے اسی مکان کی ایک کٹھری میں  
 بند کر دو۔ اسماء بن خارجہ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر تو نے ہم سے کہا تھا اور  
 ہم اسے تیرے پاس لائے تھے۔ اس کے آنے سے پہلے تو نے اس کے واسطے  
 اچھے اچھے وعدے کئے تھے اب وہ آیا تو غیض و غضب سے پیش آیا ناک  
 توڑ دی اور اس کے چہرے اور داڑھی کو خون سے رنگین کر دیا پھر اسے قید خانہ  
 میں ڈال دیا اور اسے قتل کرانا چاہتا ہے تجھے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے تھا۔  
 عبید اللہ نے غصے کی حالت میں جواب دیا کہ اسے اس قدر مارو کہ یہ مر جائے  
 جب اس کے زندہ رہنے کی اُمید نہ رہی تو اسماء بن خارجہ نے کہا انا للہ و  
 انا الیہ راجعون۔ اسے ہانی ہم تجھے موت کا پیغام سناتے ہیں اور اب یہ سعاد  
 ہاتھ سے نکل چکا ہے ہانی کے رشتہ دار بنی ندیح والے سوار ہو کر دارالامارہ  
 پر آئے اور ہجوم کر کے بلند آوازوں سے بولتے تھے عبید اللہ نے پوچھا یہ کیسا



شور و غل ہے لوگوں نے کہا ہانی کے عزیزوں کو خبر لگی ہے کہ امیر نے اسے ہلاک کر دیا ہے اس لئے وہ جمع ہو کر دروازہ پر آپہنچے ہیں عبد اللہ نے قاضی شریح سے کہا اٹھ کر ذرا ہانی کو دیکھ، پھر مکان سے نکل کر اس کے رشتہ داروں کو سمجھا دے کہ ہانی صحیح و سلامت ہے تم کس لئے فریاد کرتے ہو جس کسی نے ایسا کہا ہے کہ امیر نے ہانی کو مراد دیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ شریح نے مکان سے نکل کر اس کے عزیزوں کو یہی بات سنادی وہ واپس چلے گئے۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۵۳ تا ۳۵۶۔

ابن زیاد مع ملازمان و یاران و ناصران مسجد میں آیا اور اشرف کو ذبح کر کے بالائے منبر گیا۔ لوگوں کو مخالفت یزید سے ڈرایا اور مطیعان یزید کو بنوازش و بخشش امیدوار کیا ناگاہ کچھ لوگ مسجد میں دوڑتے ہوئے آئے اور کہا مسلم نے چڑھائی کر دی ہے اور جانب دار الامارۃ آرہے ہیں۔ ابن زیاد بے تابانہ منبر سے نیچے آیا اور دارالامارۃ میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ جلاء العیون - ۳۶۳۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب جناب مسلم نے قصر کا احاطہ کر لیا۔ ابن زیاد نے کثیر ابن شہاب حارثی اور محمد بن اشعث کندی کو باب الروین کی طرف سے امان کا جھنڈا دیکر بھیجا۔ ان دونوں نے باواز بلند پکار کر کہا جو اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا اس کے لئے امان ہے یہ سن کر رؤسا قبائل اس کے نیچے آگئے اور ابن زیاد نے ان کو قصر کے اندر بلا کر کہا اپنے اپنے لوگوں کو کہو کہ اطاعت یزید میں تم کو انعام و اکرام سے نوازا جائیگا اور در صورت نافرمانی سخت سزا دی جائے گی یہ سن کر لوگ منتشر ہونے لگے یہاں تک کہ جناب مسلم کے پاس صرف تیس نفر رہ گئے اور جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو ایک بھی باقی نہ رہا یہ حال دیکھ کر آپ پریشان حال کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرنے

لگے یہاں تک کہ آپ طوع نامی ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے  
 وہ محمد اشعث کی کنیز تھی اس کی شادی اسید حضرمی سے کر دی گئی تھی اس سے ایک  
 لڑکا بلال نامی پیدا ہوا وہ لوگوں کے ساتھ گھر سے باہر اس ہنگامہ میں گیا ہوا  
 تھا طوع دروازہ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی جناب مسلم نے اس سے کہا  
 اے کنیز خدا مجھے پانی پلا جب اس نے پانی لاکر پلا دیا تو آپ اس کے دروازے  
 پر بیٹھ گئے اس نے کہا اے بندہ خدا اب اپنے گھر جا۔ آپ خاموش ہو گئے  
 اس نے پھر یہی کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا اس نے کہا اے شخص میں  
 بار بار کہہ رہی ہوں کہ اپنے گھر جا اور تو جواب تک نہیں دیتا حضرت مسلم نے  
 سرد آہ بھر کر کہا کہاں جاؤں اس شہر میں میرا گھر نہیں ہے میں ایک غریب الوطن  
 ہوں اس عورت نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مسلم بن عقیل ہو آپ نے  
 فرمایا ہاں میں وہی ہوں اس کو رحم آیا اور اپنے گھر کے اندر لے گئی مناقب۔  
 بروایت ابی مخنف اس نے آپ کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں چھپا  
 دیا کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن آپ نے پانی کے سوا کوئی چیز نہیں  
 چھوٹی۔ تاریخی خوب چھا گئی تو آپ نے باہر جانے کا قصد کیا اسی اثنا میں  
 طوع کا لڑکا جس کا باپ ابن زیاد کے ہاں ایک افسر تھا۔ سامنے آتا ہوا نظر  
 آیا۔ جب اس نے اپنی ماں کو اس کو ٹھٹھی کی طرف بہت زیادہ آنے جاتے دیکھا  
 تو اس بات پر تعجب کیا اور پوچھنے لگا کہ اے ماں اس حجرہ کی جانب کیوں  
 اس قدر زیادہ آمد و رفت ہے اس نے کہا کہ اس بات کو جانے دے لیکن  
 وہ نہ مانا عاجزی سے پوچھنے لگا اور کہا کہ مجھ کو تو یہ بات بتلا ہی دو۔ اس کی  
 ماں نے کہا کہ میں خدا کے سامنے تجھ سے عہد لیتی ہوں کہ تو یہ جھید ظاہر نہ کریگا۔  
 اس نے اس بات پر عہد کر لیا کہ میں یہ راز ظاہر نہیں کروں گا جب اس سے عہد

لے لیا تو کہا کہ یہ مسلم بن عقیل ہیں جو بچکر اور بے مددگار ہو کر یہاں آئے ہیں اور میں نے رات کو ان کو اس لئے چھپا لیا ہے کہ تلاش سے بے خوف ہو جائیں اسے فرزند خیر دار امانت میں خیانت نہ کرنا وہ ملعون شب کو خاموش ہو کر سو رہا صبح ہوتے ہی حضرت مسلم اٹھے تو دیکھا کہ وہ عورت پانی لئے گھڑی ہے جب آپ نے پانی لے لیا تو اس عورت نے پوچھا کہ اسے جو ان مرد میں نے آپ کو آج کی شب بالکل سوتے بھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس وقت سو گیا تو اپنے چچا امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ مسلم! جلدی جلدی آؤ اب میرا یہ خیال ہے کہ یہ وقت میرے لئے زندگانی دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی ساعت ہے۔

صبح ہوتے ہی وہ لڑکا فوراً اپنے گھر سے نکلا اور قصر حکومت پر پہنچ کر کہا کہ میں خیر خواہی کی خبر لیکر آیا ہوں اسکے باپ نے پوچھا کونسی خیر خواہی کی خیر لایا ہے اس نے کہا کہ مسلم بن عقیل ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ ابن زیاد نے سونے کی ہنسی اور چاندی کا تاج پہنا کر ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار کر دیا اور محمد بن اشعث کو پانچ سو سوار دیکر کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے جاؤ اور مسلم بن عقیل کو قتل کر کے یا قید کر کے لے آؤ یہ لوگ طوعہ کے مکان کے پاس پہنچے طوعہ نے گھوڑوں کی ہنٹھناہٹ اور لوگوں کے شور و غل کی آواز سنکر حضرت مسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ بس یہ میری ہی فکر میں ہیں تم میری تلوار لے آؤ آپ نے عمامہ سے کمر کسی کو باندھی، بدن پر زہرہ سجائی اور تلوار لیکر اس گروہ کی طرف چلے یہ دیکھ کر ضعیفہ نے عرض کی اسے میرے آقا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور موت کی تیاری فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے یہ فرما کر اس گروہ کے سامنے پہنچ کر جنگ کی

طرح ڈالی معرکہ کارن پڑا۔ آپ نے ایک تو اسی شہسوار مار گرائے اور جتنے باقی  
 رہے وہ بھاگ گئے ابن اشعث نے جب آپ کی اس درجہ کی شجاعت دیکھی تو ابن  
 زیاد کو کہلا بھیجا کہ میری مدد کے لئے سوار اور پیادے روانہ کرو اس نے  
 پانچ سو سوار اور روانہ کئے جناب مسلم ان کے مقابلے میں بھی آئے بڑی  
 شدت کی جنگ ہوئی تو ابن اشعث نے پھر سوار اور پیادوں کی مدد منگوائی  
 کیونکہ جناب مسلم نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے تھے ابن زیاد نے کہلا  
 بھیجا ایک تنہا آدمی نے تمہارے اتنے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اگر میں تم کو ایسے  
 شخص کے مقابلہ میں روانہ کرتا جو مسلم سے زیادہ بہادور ثابت قدم ہے تو تمہارا  
 کیا حشر ہوتا محمد بن اشعث نے اس کو لکھ بھیجا شاید تم نے اپنے خیال میں مجھ کو  
 کسی کا شکر کے مقابلہ پر بھیجا ہے اس خیال کو دور رکھیے تم نے مجھے ایسے  
 شخص کے مقابلہ کے لئے بھیجا ہے جو بہادر، سردار، شجاع، شیر اور رسول اللہ  
 کی تلوار ہے ابن زیاد نے پانچ سو سوار اور بھیج دئے اور یہ کہلا بھیجا کہ اس کو مان  
 دے دو ورنہ تم سب کا خاتمہ کر دیگا ان لوگوں نے پہنچ کر حضرت مسلم کو آواز  
 دی کہ ہم آپ کو امان دیتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اے خدا اور اس کے رسول  
 کے دشمن تمہاری آمان پر مجھ کو اعتبار نہیں ہے یہ فرما کر آپ مقابلہ کے لئے بڑھے  
 گھسان کارن پڑا اس جنگ میں حضرت مسلم اور بکر بن حمران میں چند تلواروں کے  
 وار اور تیزی کی چوٹیں چلیں لیکن حضرت مسلم نے پھرتی سے اُس کے سر پر ایک  
 وار لگا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ کوٹھوں پر چڑھ کر جلتی ہوئی آگ جناب  
 مسلم پر برسانے لگے آپ نے اس گروہ پر حملہ فرما دیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ یہ حال  
 دیکھ کر ان لوگوں سے ایک ملعون نے کہا کہ میں اس کے لئے ایک ایسا جال بھیلانا ہوں  
 جس سے وہ بچ کر نکل ہی نہیں سکتے اول ان کے لئے راستہ میں ایک کنواں کھود کر اس کا

مٹ گھاس اور مٹی سے چھپادیں اور پھر ان پر حملہ کر کے سامنے سے پسپا ہونا شروع  
 کریں تو وہ اس کنوئیں سے نہیں بچ سکیں گے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا جب ان سب  
 نے حضرت مسلمؓ پر حملہ کیا تو انہوں نے آپ کے سامنے سے ہٹنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ  
 ہوا کہ آپ اس کنوئیں میں گر پڑے۔ انہوں نے ہر سمت سے آپ کو گھیر لیا اور باہر  
 نکالا۔ نکلنے ہی پہلا دار ابن اشعث نے آپ کے سامنے کے رخ چہرہ پر نگایا تلوار  
 ناک کے بالے میں اتر گئی اور آپ کے دانت گر پڑے لوگوں نے آپ کو پکڑ کر قید  
 کر لیا اور کھینچتے ہوئے دارالحکومت تک لے گئے جب آپ دارالامارۃ کی ڈیوٹی میں  
 ہیں پہنچتے تو پانی کی بھری ہوئی صراحی پر آپ کی نظر پڑی حضرت مسلمؓ کو پانی سے آشنا  
 ہوئے دو دن گذر چکے تھے اس لئے کہ آپ کا دن توجہ اور رات سجدے میں گذرتی  
 تھی آپ نے پانی پلانے والے سے فرمایا کہ بھائی ایک پیاس پانی پلا دے۔ اگر میں زندہ  
 رہ گیا تو اس کا صلہ دے دوں گا اور اگر موت آگئی تو خدا اور اس کا رسولؐ اس کا اجر دیں  
 گے۔ ساتی نے آپ کو پانی کی صراحی دے دی حضرت مسلمؓ نے پانی بیکر لبوں سے نگایا  
 اور پانی کی ٹھنڈک خون کی گرمی سے ملی تو دندان مبارک ٹوٹ کر تین میں گر پڑے حضرت  
 مسلمؓ نے پانی واپس کر دیا اور فرمایا اب مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لوگ اس کے بعد  
 آپ کو ابن زیاد کے سامنے لے گئے حضرت مسلمؓ نے اس کا تکبر دیکھ کر فرمایا جو راہ  
 راست پر چلتا اور انجام ہلاکت سے ڈرتا اور خدا سے بزرگ کی اطاعت کرتا ہے  
 اس پر میرا سلام ہو۔ ابن زیاد کے ایک حاجب نے کہا کہ اے مسلمؓ اگر السلام علیک  
 ایہا الامیر کہہ کر سلام کرتے تو تمہارا کیا بگڑ جاتا حضرت مسلمؓ نے فرمایا میں تو آقا امام  
 حسین کے سوا کسی کو امیر نہیں جانتا۔ ابن زیاد کو تو وہ امیر کہہ کر سلام کرے جو اس سے  
 ڈرتا ہو۔ ابن زیاد نے کہا خواہ سلام کرو یا نہ کرو صبح ہی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت  
 مسلمؓ نے فرمایا کہ اگر میرا قتل کرنا ہی ضروری ہے تو میں کسی قریش سے وصیتیں کرنا چاہتا ہوں

وصیت سننے کے لئے عمر بن سعد آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلی وصیت تو میری یہ ہے کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جس کا کوئی شریک نہیں نیز میں اس کی گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور علی خدا کے ولی ہیں، دوسری وصیت یہ ہے کہ یہ میری زہرہ بیچ کر ایک ہزار درہم جو میں نے تمہارے شہر میں فرض لئے تھے ادا کر دینا تیسری وصیت یہ ہے کہ مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ میرے آقا امام حسینؑ میں اہل و عیال روانہ ہو چکے ہیں ان کو لکھ دو کہ وہ تمہارے پاس نہ آئیں تاکہ جو آفت مجھ پر آئی ہے آنحضرت پر نہ آئے۔

عمر بن سعد نے وصیتیں سن کر کہا کہ دربارہ شہادت جو تم نے کہا ہے ہم سب اس کا اقرار کرتے ہیں اب رہا زہرہ فروخت کر کے قرضہ ادا کرنا اس کا ہم کو اختیار ہے خواہ ادا کریں یا نہ کریں۔ اب رہی تیسری وصیت امام کے بارہ میں تو یہ ہو کر رہے گا۔ کہ امام حسینؑ یہاں آئیں اور ہم ان کو موت کا مزہ چکھائیں۔ اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو سقف ایوان پر لے جائیں اور سر کے بل نیچے گرا دیں جب آپ کو اوپر چڑھا کر لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو پھر جو جی چاہے کرنا لیکن ان لوگوں نے کسی طرح مہلت نہ دی جناب مسلم رو پڑے بمقتل ابی مخنف - ۳۸ تا ۴۲۔

امام حسینؑ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیل ایوان کی چھت پر پہنچے تو مکہ معظمہ کی طرف متہ کر کے کہا اے فرزند رسولؐ آپ پر سلام ہو کیا حضور کو مسلم بن عقیل کے حال کی بھی کچھ خبر ہے۔ اور چند اشعار پڑھے پھر کہا اے فرزند رسولؐ میری تمنا تو یہ تھی کہ ایک دفعہ پھر اپنی مصیبت زدہ آنکھوں کو آپ کی زیارت سے مشرف کروں مگر زندگی نے مہلت نہ دی اور زیارت کا وعدہ قیامت کا ہوا۔

نورالائمہ خوارزمی نے اپنی مقتل کی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے ایوان کی چھت

سے نیچے نگاہ کی تو بہت سے کوفیوں کو کھڑے ہوئے دیکھا اور وہ آپ کو دیکھ رہے تھے حضرت مسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عربی کے چند اشعار پڑھے اور جب حضرت مسلم نے بات ختم کی تو دستِ دعا بلند کئے اور عرض کیا اے خداوند تعالیٰ اپنے دونوں کو کامیابی عطا فرما اور دشمنوں کو ناکام کراتنی بات کہی اور شہادت کی انتظار میں کھڑے ہو گئے ابن بکیر بن عمران نے چاہا کہ حضرت مسلم پر تلوار چلائے اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور حیران ہو کر بیٹھ رہا لوگوں نے ابن زیاد کو اطلاع دی اس نے ابن بکیر کو بلایا اور پوچھا کہ تجھے کیا ہوا اس نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے ایک ہدیت ناک آدمی کو دیکھا وہ میرے سامنے آیا اور اپنی انگلی کو اپنے دانتوں سے چباتا تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ اپنے ایک ہونٹ کو دانتوں سے پکڑے ہوئے تھا میں اس شخص سے ایسا ڈرا کہ تمام عمر کسی شے سے نہیں ڈرا ابن زیاد نے کہا جب تم نے معمول کے خلاف کام کرنا چاہا تو تم پر خوف طاری ہو گیا اور ایک تصویر تیری نظروں کے سامنے آگئی پھر ایک دوسرے شخص کو بھیجا جب وہ ایوان کی چھت پر پہنچا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نظر آئے جو وہاں کھڑے ہوئے تھے اس کا پتہ پھٹ گیا اور وہ مر گیا اس کے بعد ایک شامی مرد کو بھیجا اس نے حضرت مسلم کو آ کر شہید کیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ ابن بکیر نے حضرت مسلم کو شہید کیا اور آپ کا سر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور آپ کے تن اظہر کو ایوان سے نیچے گرا دیا۔

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل کے قاتل لعین کے نام کے متعلق علماء تاریخ کر بلا نے اختلاف کیا ہے احمد بن داؤد الدینوری نے الاخبار الطوال صفحہ ۲۲۸ پر اس ملعون کا نام اُحمر بن بکیر لکھا ہے شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۶۴ پر، فضل بن حسن طبرسی نے اعلام الوری صفحہ ۱۳۲ پر، علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۲۰ پر، علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون صفحہ ۹۵ پر،

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابرہہ طالب صفحہ ۵۶۶ پر اور علی بن حسین مسعودی نے مردح الذهب حصہ سوم صفحہ ۶۹ پر اس کا نام بکیر بن حمران نقل کیا ہے مگر ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۷ پر مرزا محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۰۳ پر، سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۳۷ پر اور محمد قزوینی نے ریاض القدس وحدائق الانس جلد اول صفحہ ۱۲۵ پر اس کا نام بکر بن حمران لکھا ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جناب مسلم بن عقیل کی تاریخ وفات کے متعلق بھی مؤرخین نے اختلاف کیا ہے احمد بن واؤد الدینوری نے الاخبار الطوال صفحہ ۴۲۹ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل کا قتل ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ ۶۰ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے نیایح المودۃ صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل منگل کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو منصب شہادت پر متمکن ہوئے مگر شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۶۷ پر، ملا محمد باقر نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۸ پر اور علامہ محمد قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل نے کوفہ میں منگل کے دن آٹھ ذی الحجہ ۶۰ھ کو ظہور کیا اور نویں ذی الحجہ بروز عرفہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

بروایت محمد ہاشم قنقام میں ابن ابی الحدید سے منقول ہے کہ جب حضرت عقیل نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو حضرت مسلم اٹھارہ سال کے تھے جناب عقیل نے سچا سچ ہمیں رحلت فرمائی حضرت مسلم بوقت شہادت کے سن ۶۰ ہجری تھا اٹھائیس سال کے تھے۔ منتخب التواریخ - ۲۹۳ -

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے حضرت مسلم بن عقیل شہید اول ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں جس کا نام حلیہ تھا۔ حضرت عقیل نے اسے شام سے خریدیا تھا اور حضرت مسلم ان کے لہن سے پیدا ہوئے اس کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔



ابن زیاد نے آپ کی لاش اطہر کو کوفہ کی گلیوں میں پھرایا اور آپ کے سراقس کو زید کے پاس بھیج دیا زید نے آپ کے سربارک کو دمشق کے دروازہ پر لٹکوا دیا۔ آپ کی لاش اطہر کو کوفہ میں دفن کی گئی جہاں آج بھی آپ کا روضہ زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ جناب مسلم کی ایک زوجہ جناب رقیہ بنت عثمان سے ایک صاحبزادی حمیدہ اور صاحبزادی عبداللہ تھیں جو کربلا میں شہید ہوئے آپ کی دوسری زوجہ سے جو کنیز تھیں محمد پیدا ہوئے جو کربلا میں اپنے بھائی عبداللہ کے بعد شہید ہوئے آپ کی تیسری زوجہ سے جو جناب جعفر طیار کی صاحبزادی تھیں محمد و ابراہیم پیدا ہوئے جو شہادت جناب مسلم کے ایک سال بعد کوفہ میں دریائے فرات کے کنارے حارث کے دستِ ظلم و ستم سے شہید ہوئے آپ کی صاحبزادی جناب حمیدہ مع اپنی مادر گرامی، امام حسین کی محذرات عصمت و طہارت کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ رسالہ مسلم بن عقیل - ۸۰۷ -

## حضرت ہانی بن عروہ المرادی

علامہ طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۲۲۱ پر، علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون حصہ دوم صفحہ ۹۵ پر، شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۶۴ پر، لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۶ پر، خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۵۹ پر، سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۳۸ پر، علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۸ پر، علامہ میرزا محمد تقی نے نسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۰۵ پر، اور شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۰۵ پر لکھا ہے کہ ہانی بن عروہ حضرت مسلم کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

بروایت اعثم کوفی پھر حکم دیا کہ ہانی کو قید خانہ سے نکال کر حضرت مسلم کے پاس

پہنچا دیں محمد بن اشعث نے کہا کہ ہانی ایک بڑا نامور اور ایک بڑا مشہور آدمی ہے بصرہ میں تو بھی اس کے عالی مرتبہ اور بلند درجہ سے آگاہ ہے اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا ایک بہت زیادہ گروہ ہے اسکی تمام قوم کو معلوم ہے کہ میں اور ابن خارجہ اس کو تیرے پاس لے آئے ہیں اس لئے میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اس کی خطا بخش دے ہمیں اس کی قوم کے سامنے شرمندہ نہ کر عبید اللہ نے کہا چپ رہ کب تک ایسی بیہودہ گوئی کرتا رہے گا غرض اس کے حکم کے مطابق لوگوں نے ہانی کو قید خانہ سے نکالا بازار میں سے گزرا قصابوں کے محلے میں لے گئے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں ہانی سمجھ گیا کہ مجھے قتل کریں گے، شور و غل مچایا کہ اسے مذبح والو! اور میرے رشتہ دارو دوڑو اب عبید اللہ کے ملازموں نے اس کے ہاتھ کھول دیئے تھے، پھر چپنا اور کہا کہ کوئی ہتھیار ہے مجھے دے دو کہ اس بلا کے ہاتھوں سے میں اپنے آپ کو بچاؤں۔ یہ سن کر پھر حلابادوں نے ہاتھ باندھ دیئے اور کہا گردن اونچی کر ہانی نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی بات کہتے ہو میں اپنے قتل کے واسطے خود کو شمشیر نہ کروں گا اتنے میں ابن زیاد کے ایک غلام رشید نے اسکی گردن پر تلوار ماری مگر وار پورا نہ بیٹھا، اب دوسرے وار میں ہانی کی گردن قطع کر لی۔ تاریخ اعم کوفی۔ ۳۵۹۔

بروایت ابی مخنف۔ جب بنی مذحج کو یہ خیر ملی تو ان سب نے ابن زیاد پر چڑھائی کر دی اور جنگ کی طرح ڈال کر حق جنگ ادا کیا ابن زیاد کے آدمی ہانی اور سلم کی لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹ رہے تھے بنی مذحج نے حملہ کر کے ان کو تو بھگا دیا اور حضرت سلم و ہانی کو غسل و کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ مقتل ابی مخنف۔ ۳۷۔ ۳۸۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۲۲ پر لکھا ہے کہ جناب ہانی کے قاتل کو عبدالرحمن بن حصین نے مقام خازر میں ابن زیاد کے ساتھ دیکھا لوگ کہہ رہے

تھے کہ دیکھو ہانی کا قاتل یہی ہے یہ سن کر عبدالرحمن نے اس پر برہمی کا وار کر کے اسے وہیں قتل کر دیا۔

شیخ عباس قمی نے منتهی الامال جلد اول صفحہ ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ حبیب البیر میں منقول ہے کہ ہانی بن عروہ کا شمار شرفاء کوفہ اور امراء شیعہ میں ہوتا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا انہیں شرف حاصل تھا۔ جس روز آپ شہید ہوئے نواسی برس کے تھے۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۵-۲۹۴ پر لکھا ہے کہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ جناب ہانی کی عمر نوے سال سے زائد تھی اس بنا پر جناب ہانی نے چالیس برس سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ حیات پایا۔

ابصار العین میں منقول ہے کہ ہانی اپنے والد کی طرح صحابی تھا اور وہ سن رسیدہ تھا۔ وہ اور اس کا والد ممتاز شیعوں میں سے تھے ان دونوں نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ تین جنگوں میں بھی حصہ لیا تھا۔

عسقلانی نے اصحاب میں کہا ہے کہ ہانی حضرت علیؑ علیہ السلام کے خواص میں سے تھا۔

علامہ علی بن حسین مسعودی نے مروج الذهب حصہ سوم صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ جناب ہانی قبیلہ مراد کا سردار اور رئیس تھا جب وہ سوار ہوتا تھا تو چار ہزار زرہ پوش سوار اور آٹھ ہزار پیدل آپ کے ہم رکاب ہوتے تھے جب قبیلہ مراد کے حلیف قبیلہ کندہ اور دوسرے قبائل کے لوگ قبیلہ مراد کی دعوت پر آتے تھے تو تیس ہزار زرہ پوش سوار ساتھ ہوتے تھے ان کا سرداران میں سے ہر ایک کو مستعد اور مددگار پانا تھا۔

بروایت مجلسی شیخ مفید و تہذیب طائوس و شیخ ابن نما اور تہذیب محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ جب سید الشہداء تیسری شعبان ۶۰ھ کو مخالفوں کے خوف سے مکہ معظمہ تشریف لائے تو تھیہ ماہ شعبان و رمضان و شوال اور ذیقعد

اسی مقام متبرک میں بعبادت الہی قیام فرمایا، اس مدت میں شیعان اہل حجاز و بصرہ  
 و جمیع بلاد امام حسینؑ کے پاس جمع ہوئے جب ماہ ذی الحجہ آیا تو امام حسین علیہ السلام  
 نے احرام حج باندھا۔ جلاء العیون۔ ۳۶۸۔

بروایت شیخ عباس قمی جب روزِ ترویج یعنی ۸ ذی الحجہ کی تاریخ ہوئی تو عمرو بن  
 سعید بن العاص ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج کے بہانے سے مکہ میں وارد  
 ہوا اور ان لوگوں کو یزید کی طرف سے امر کیا گیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو پکڑ  
 کر یزید کے پاس لے جائیں یا اسے قتل کر دیں۔ منتہی الامال۔ ۲۳۳۔

بروایت علامہ محمد تقی فخر الدین بن طریح نجفی نے منتخب میں لکھا ہے کہ یزید بن  
 معاویہ نے بنی امیہ کے شیطاں میں سے تین آدمیوں کو حکم دیا کہ زائرین بیت اللہ  
 کے ساتھ کوچ کر کے امام حسین علیہ السلام کو مکہ میں گرفتار کریں اگر وہ گرفتار نہ کر سکیں  
 تو انہیں قتل کر دیں۔ ناشخ التواریخ۔ ۲۱۰۔

بروایت سلیمان حنفی یزید نے بنی امیہ کے شیطاں میں سے تین آدمیوں کو  
 حجاج کے ساتھ مکہ معظمہ بھیج دیا اور انہیں امام حسین علیہ السلام کو ہر حالت میں  
 قتل کرنے کا حکم دیا۔ نیابیع المودۃ۔ ۴۰۳۔

بروایت شیخ عباس قمی جب امام حسینؑ ان کے مافی الضمیر سے مطلع ہوئے تو  
 آپ نے حج کو عمرہ میں بدل دیا۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مردہ کے درمیان  
 سعی کی، احرام کھولا اور اسی دن عراق کی طرف جاتے کا قصد فرمایا۔ منتہی الامال۔ ۲۳۳۔

بروایت اعثم کوفی جب امام حسینؑ کو جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر ہوئی اور وہ  
 اس طرح کہ ایک شخص کوفہ سے وارد ہوا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہاں سے  
 آ رہا ہے اس نے جواب دیا کوفہ سے۔ پھر آپ نے پوچھا تجھے مسلم بن عقیل کی  
 بھی کچھ خبر ہے اس نے کہا اے رسولِ خدا کے فرزند جس وقت میں کوفہ سے باہر آ رہا

تھا تو عبید اللہ بن زیاد نے مسلم اور ہانی بن عروہ کی لاشیں سولی پر لٹکا رکھی تھیں اور ان کے سر نرید کے پاس دمشق بھیج دیئے تھے۔ آپ سخت ننگین ہو کر بولے  
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اور اسی وقت عراق کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تاریخ  
 اعظم کوئی - ۳۵۹ -

بروایت علامہ قزوینی امام حسین کے مکہ سے روانہ ہونے کے واسطے تھے ایک قضا و  
 قدر کے حکم کا جاری ہونا دوسرا خانہ خداوند اکبر کے احترام کا قائم رکھنا۔ ریاض القدس  
 جلد اول - ۱۴۱ -

بروایت ابن شہر آشوب جب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے عراق جانے کا  
 ارادہ کیا تو عمرو مخزومی نے آپ کو منع کیا اور کہا آپ ہمارے نزدیک بہترین مشیر اور  
 بہترین ماسح ہیں آپ یہاں سے کہیں نہ جائیں۔ عبداللہ ابن عباس آپ کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے اور بہت دیر تک اس بارہ میں گفتگو کرتے رہے لیکن حضرت نے  
 فرمایا میں اس امر میں ابھی غور کرونگا اور استخارہ دیکھوں گا جو رائے ہوگی اس پر  
 عمل کروں گا۔ عبداللہ بن جعفر نے مدینہ سے خط لکھا حضرت نے جواب دیا کہ میں نے  
 اپنے جد حضرت رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے سائے حال سے آگاہ  
 کر دیا پس چاہے جو کچھ بھی ہو میں اسے ضرور پورا کرونگا واللہ اعلم میرے ابن عم  
 یہ لوگ میرے ساتھ اسی طرح زیادتی کریں گے جس طرح یہود نے یوم سبت کی تھی۔  
 مناقب ابن شہر آشوب - ۵۶۴ -

بروایت شیخ عباس ثنی عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے اس نے کہا کہ میں  
 نے امام حسین علیہ السلام کو مکہ سے عراق کی طرف جانے سے قبل کعبہ کے دروازے  
 پر کھڑے ہوئے دیکھا اور جبرئیل کا ہاتھ حضرت امام حسین کے ہاتھ میں تھا اور  
 جبرئیل لوگوں کو آنحضرت سے بیعت کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور ندا کر رہا

تھا کہ اسے لوگوں کو باسعت خدا کی طرف جلدی کرو۔ منتهی الامال جلد اول - ۲۳۴ -  
 بروایت علامہ قزوینی محمد بن یعقوب کلینی کی کتاب وسائل میں منقول ہے کہ  
 جب بادشاہ حجاز نے مکہ سے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حکم دیا کہ کاغذ  
 اور دوات لے آئیں اور حضرت نے بنی ہاشم رشتہ داروں کی طرف اس مضمون کا  
 خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من جانب حسین بن علی بطرف بنی ہاشم اما بعد  
 تحقیق تم میں سے جو میرے ساتھ آکر ملے گا وہ راہ خدا میں درجہ شہادت پر فائز  
 ہوگا اور جو مجھ سے پیچھے رہ جائیگا وہ فتح و فیروزی نہیں پائیگا۔ والسلام۔

اس خط کے لکھنے کے بعد حضرت نے حکم دیا کہ سفر کی تیاری کریں اور وہ  
 حضرت جن کے اسماء گرامی فہرست آل محمد میں ثبت ہیں انہیں چاہیے کہ وہ ہمراہ  
 رہیں اور شہید راہ حق ہوں۔ ریاض القدس ۱۴۷ -

بروایت ملا حسین پھر امیر المومنین حسین علیہ السلام نے اپنے بھائیوں،  
 رشتہ داروں اور دوستوں کو جمع کیا اور مخدرات اور معصوموں کے لئے محلوں کا  
 انتظام فرمایا اور ماہ ذالحجہ کی تیسری تاریخ کو کہ اتفاقاً مسلم بن عقیل اسی دن درجہ  
 شہادت پر فائز ہوئے تھے مکہ سے روانہ ہوئے۔ روضۃ الشہداء - ۲۴۰ -

بروایت اعثم کوئی اب جناب امیر المومنین حسین نے عراق کا قصد کیا  
 جس شخص کو ہمراہ لینا تھا دس دینار سرنج اور ایک ایک اونٹ دیکر کعبہ و صفاء  
 مروہ کا طواف کیا پھر اہل بیت کے لئے کجاوے تیار کئے بروز منگل ترویہ  
 کے دن آٹھ ذی الحجہ کو مکہ سے روانہ ہوئے۔ عزیز، دوست رشتہ دار  
 اور ملازم سب مل کر ۸۲ آدمی ہمراہ تھے۔ تاریخ اعثم کوئی - ۳۶۱ -

بروایت علامہ ابن خلدون امام حسین بن علیؑ ۱۰ ذی الحجہ ۶۰ھ کو مع اپنے  
 اہلبیت کے مکہ سے کوثر کو روانہ ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون - ۹۷ -

علامہ مسعودی نے مروج الذهب حصہ سوم صفحہ ۴۹ پر اور علامہ طبری نے  
 اعلام الوبی صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم بن عقبیل کا کوذ میں منگل کے دن  
 آٹھویں ذی الحجہ اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن نویں ذی الحجہ ۶۰ھ کو ظہور  
 ہوا یہ وہ دن ہے جس روز حضرت امام حسینؑ مکہ سے کوذ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔  
 شیخ مفید الارشاد حصہ دوم صفحہ ۶۷ پر مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم  
 صفحہ ۲۱۰ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول ۲۳۳ پر، ملا محمد باقر مجلسی  
 نے بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۷۷ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۲۳ پر اور  
 علامہ قدوسی نے نیا بیع المودۃ صفحہ ۴۴۰ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ  
 منگل کے دن ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔  
 شیخ مفید نے الارشاد حصہ دوم صفحہ ۹-۶۸ پر لکھا ہے کہ فرزدق شاعر  
 سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں ۶۰ھ میں حج کرنے کے ارادے سے اپنی  
 ماں کے ہمراہ مکہ معظمہ جا رہا تھا میں اپنی والدہ کے اونٹ کو ہانک رہا تھا کہ  
 حرم شریف میں داخل ہونا گہانی طور پر حسین بن علیؑ علیہما السلام کی زیارت کی جو  
 تلواریں اور ڈھالیں لئے ہوئے مکہ سے باہر تشریف لارہے تھے میں نے  
 دریافت کیا یہ اونٹوں کی قطار کس کی ہے لوگوں نے جواب دیا کہ امام حسینؑ  
 کی ہے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کر کے عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو  
 اپنے ولی مقاصد میں کامیاب فرمائے اے رسول خدا کے فرزند میرے ماں باپ آپ  
 پر فدا ہوں آپ نے قبل ادائے مناسک حج مکہ سے باہر تشریف لانے میں کیوں  
 جلدی کی امام حسینؑ نے فرمایا اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کیا جانا پھر حضرت نے  
 مجھ سے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کیا میں عرب کا رہنے والا ہوں خدا کی  
 قسم ہے اس سے زیادہ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا پھر فرمایا ان لوگوں کے حالات

سے مجھے مطلع کریں جن کو تو اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے میں نے عرض کیا حضور نے ایک باخبر آدمی سے پوچھا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور انکی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ قضا آسمان سے نازل ہوتی ہے خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے امام حسینؑ نے فرمایا تم نے سچ کہا تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ ہر روز وہ ساعت امور خلایق میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے اگر قضاے خدا ہماری تمنا اور خواہش کے مطابق نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہم اُس کا شکر ادا کریں گے اور اسکی شکر گذاری پر ہم توفیق چاہیں گے اگر قضاے الہی برخلاف اُمید جاری ہوئی تو وہ شخص اپنے مقصد سے دور نہیں رہ سکتا جس کی نیت حق ہو اور تقویٰ اسکی سیرت ہو میں نے عرض کیا یا حضرت آپ نے حق فرمایا خدا نے تعالیٰ آپکو آپکے مقصد تک پہنچائے اور جس امر سے پرہیز کرتے ہیں اُس سے محفوظ رکھے اس کے بعد میں حج کے کئی مسئلے حضرت پوچھے حضرت نے ان کے جواب دیئے اس کے بعد حضرت نے اپنی سواری آگے بڑھا کر فرمایا السلام علیک اور حضرت کو وداع کر کے روانہ ہوا۔

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے کربلا معلیٰ تک جو سفر استحکام اور تکمیل دین اسلام کی خاطر اختیار کیا تھا اس میں حضرت نے کئی منازل پر نزول اجلال فرمایا تھا ان منازل کے نام، تعداد، ترتیب اور واقعات کے متعلق علماء تاریخ کرب و بلا میں اختلاف ہے اس لئے یا احتراز طوالت و باحتضار تفاوت، ان منازل کے نام، تعداد اور ترتیب کے متعلق چند علماء تاریخ کربلا کی اراء کا خاکہ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔

فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل جناب امام حسینؑ بروایت ملامحمد باقر مولف جلا والعیون یہ ہے۔ ۱۔ (۱)، مکہ (۲)، تنعیم (۳)، مقام ثعلبہ (۴)، مقام غدیب۔



(۵) مقام رہیمیہ (۶) مقام حاجز (۷) مقام خزیمہ (۸) مقام زبالہ (۹) مقام

بطن عقبہ (۱۰) مقام شراف (۱۱) قصر بنی مقاتل (۱۲) قطقظانیہ (۱۳) کربلا معلیٰ

فہرست منازل سفر امام حسینؑ بطابق مفضل ابی مخنف مولف ابی مخنف یہ ہے

(۱) مکہ (۲) مدینہ (۳) ذات عراق (۴) بطن رملہ کا مقام جنابہ (۵) منزل زبالہ

(۶) ثعلبیہ (۷) غزیب الجانات (۸) قصر بنی مقاتل (۹) کربلا -

فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل سفر امام حسینؑ علیہ السلام بروایت

میرزا محمد تقی مؤلف ناسخ التواریخ یہ ہے (۱) مکہ معظمہ (۲) منزل تنعیم (۳) مدینہ

منورہ (۴) ذات عراق (۵) ثعلبیہ (۶) حاجز از بطن رملہ (۷) خزیمہ (۸) زبالہ

(۹) قصر مقاتل (۱۰) بطن عقبہ (۱۱) منزل شراف (۱۲) منزل ذونخشب (۱۳)

منزل رہیمیہ (۱۴) غزیب الجانات (۱۵) کربلا معلیٰ -

فہرست نام، ترتیب اور تعداد منازل سفر امام حسینؑ بحوالہ مفضل لہوٹ تالیف

سید علی بن طاووس یہ ہے (۱) مکہ معظمہ (۲) منزل تنعیم (۳) ذات العراق (۴) منزل

ثعلبیہ (۵) خزیمہ (۶) زبالہ (۷) امام حسینؑ اور حمزہ کے مقام ملاقات کے نام

اندراج نہیں ہے (۸) منزل ہجانات (۹) کربلا معلیٰ -

وزح ذیل فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل سفر امام حسینؑ، علامہ ابن

شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب میں نقل کی ہے (۱) مکہ (۲) ذات

عراق (۳) حاجز (۴) ثعلبیہ (۵) سقوق (۶) شراف (۷) غزیب ہجانات

(۸) کرب و بلا معلیٰ -

امام حسینؑ کے مکہ سے کربلا کی طرف سفر کی منازل کے نام، ترتیب اور تعداد

کے متعلق فتوح اعظم کوفی میں یہ فہرست ملتی ہے (۱) مکہ (۲) عراق کے دیہات کی

منزل جس کا نام خواجہ اعظم کوفی نے نہیں لکھا ہے (۳) خزیمہ (۴) ثعلبیہ (۵)

سقوق (۶) قصر مقاتل (۷) مقام ملاقات حر کے متعلق ۶۳ ۳ پر لکھا ہے۔  
 وراثت نامی راہ امیر المؤمنین حسین علیہ السلام لشکر براء وید (۸) عذیب ہجانات -  
 (۹) کربلا معلیٰ ۔

جب سلطان دنیا و آخرت کا سعادت مند قافلہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوا تو  
 داوی تنعیم میں پہنچا امام حسین علیہ السلام کی پہلی منزل دادی تنعیم تھی۔ ریاض القدس  
 ۱۴۹ - ۱۵۷ -

تنعیم ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ سے تین یا چار میل دُور ہے۔ ترجمہ الارشاد۔  
 سید ہاشم رسولی - ۶۹ -

منزل تنعیم پر حضرت امام حسین ایک قافلے سے ملے جو مین سے آرہا تھا حضرت  
 نے کئی اونٹ اس قافلہ سے اپنے اسباب اور اصحاب کے لئے کرایہ پر لئے امام  
 حسین نے شتر بانوں سے کہا جو شخص ہمارے ساتھ عراق تک چلے گا ہم اس کا  
 پورا کرایہ دیں گے اور اس سے احسان کریں گے اور جو کوئی راستہ میں ہم سے جدا  
 ہو جائیگا اسے طے کردہ مسافت کے مطابق کرایہ دیں گے بعض آدمیوں نے اپنے  
 اونٹ حضرت کو کرایہ پر دے دیئے اور بعض آدمی رک گئے۔

عبداللہ بن جعفر طیار نے اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد کو ایک خط دے کر  
 حضرت امام حسین کی خدمت میں بھیجا۔ اس میں التماس کی کہ برائے خدا میرے اس  
 خط کو دیکھتے ہی مراجعت فرمائیں مجھے خوف ہے کہ آپ اور آپ کے اہلبیت اس  
 سفر میں شہید نہ کئے جائیں، اگر آپ شہید ہو گئے تو روئے زمین کا نور جاتا رہے گا۔  
 کیونکہ اس وقت آپ ہی مومنین کے امام اور پیشوا ہیں اس سفر میں تعجیل نہ فرمائیں۔  
 میں بھی اس خط کے پیچھے آ رہا ہوں والسلام ۔

پھر عبداللہ بن جعفر و عمرو بن سعید حاکم مدینہ کے پاس تشریف لے گئے اور اس

سے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں خط لکھے اور انہیں امان دے اور واپس آنے کی التماس کرے عمرو نے حضرت کو ایک عریفہ لکھا اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ہاتھ روانہ کیا عبداللہ بن جعفر یحییٰ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو ہر چند مراجعت کی کوشش کی مگر کچھ مفید نہ ہوئی حضرت نے فرمایا میں نے جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا ہے حضرت نے جو حکم فرمایا ہے، میں اس سے تجاوز نہ کروں گا یحییٰ ابن سعید اور عبداللہ بن جعفر نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے حضرت نے فرمایا میں اسے بیان نہ کروں گا اس کا اثر عنقریب ظاہر ہو جائیگا۔ جب عبداللہ بن جعفر حضرت کی مراجعت سے ناامید ہوئے تو اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت کے ہمراہ رہنے، سفر کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود یحییٰ بن سعید کے ساتھ روتے ہوئے مکہ واپس تشریف لے آئے اور امام حسینؑ لیسرعت تمام منوجہ عراق ہوئے۔ جلاء العیون ۲۰ - ۳۱ - بحار

الانوار - ۳۶۶ -

اب مولف جامع التورخ ایک نکتہ کی وضاحت کے باب میں عرض کرتا ہے کہ لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسينؑ معروف بمقتل ابی مخنف مطبع النجف مطبوعہ ۱۳۷۳ھ صفحہ ۳۹-۴۰ پر لکھا ہے ابو مخنف نے کہا کہ حضرت مسلمؑ اور ہانی بن عروہ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ کو ان کی کچھ خبر نہیں ملی تو آپ یسے پھین ہو کر آئے اور اہل و عیال کو بلا کر جو خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے ان کو بیان فرمایا اور مدینہ کی طرف سفر کا حکم دیا۔ وہ سامنے کے رخ سمت مدینہ پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے امام حسینؑ رسول اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور لپٹ کر بہت ہی رونے رہے اسی حالت میں آپ پر کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی تو خواب میں اپنے نانا رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے میرے نواسے جلد از جلد

ہمارے پاس پہنچ جاؤ کہ ہم آپ کے مشتاق ہیں امام حسینؑ اپنے نانا کے اشتیاق میں بے قرار ہو کر خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے پاس آ کر دلی ارادوں کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میرا سفر عراق کا اس لئے ارادہ ہے کہ میں اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے لئے بہت ہی بے قرار اور پریشان ہوں محمد بن حنفیہ نے فرمایا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسی قوم کے پاس نہ جائیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا اور آپ کے بھائی کے ساتھ بے وفائی کی اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کی اس لئے اپنے نانا رسولؐ خدا کے حرم میں قیام پذیر رہیے اور اگر یہ ممکن نہیں تو حرم خدا رکعبہ کی طرف واپس تشریف لے جائیں وہاں آپ کے بہت سے مددگار ہیں حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ عراق جانا میرے لئے از حد ضروری ہے حضرت محمد بن حنفیہ اپنے بھائی سے یہ بات فرما کر کہ میں اس بات سے بہت ترساں ہوں رونے لگے اور فرمایا اللہ کی قسم ہے میں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اپنی تلوار کا قبضہ اور نیزے کی گرہ تھام سکوں میں آپ کے بعد ہرگز خوش بھی نہیں رہ سکتا پھر آپ کو وداع کیا اور فرمایا کہ آپ جیسے مظلوم شہید کو اللہ کے حوالے کیا۔

حضرت امام حسینؑ کے مکہ سے کربلا جاتے ہوئے مدینہ واپس جانے کی روایت کو بسند ابی مخنف علامہ میرزا محمد تقی نے بھی تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران مطبوعہ صفر ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۱۳ پر نقل کیا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے مکہ سے مدینہ واپس آنے اور مدینہ سے عراق جانے کی روایت کو مرزا صدر الدین قزوینی نے ریاض القدس جلد اول مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۲۳ھ صفحات ۱۶۱ تا ۱۶۳ و ۱۶۰ و ۱۶۱ پر بایں تحقیق لکھا ہے "میرے والد نے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو" ریاض الاحزان و

حدائق الاشجان " میں فرمایا ہے کہ جب امام حسینؑ مکہ سے بعزم عراق روانہ ہوئے تو مدینۃ الرسولؐ میں تشریف لے آئے اور اپنے نانا سید لولاک کی پرنور مزار کی زیارت کر کے اپنے دوستوں اور ہم وطنوں سے وداع کر کے مدینہ سے عراق روانہ ہوئے اور تمام ارباب مقاتل، ماہرین فن سیرا اور کاطین اصحاب تاریخ مخالف اور موافق جتنے بھی ہیں کسی نے اپنی کتب اور تالیفات میں یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا عزم کیا تھا اور مدینہ سے عراق تشریف لے گئے لیکن ان کے کلمات اور ظاہری عبارات کی روانی سے واضح دلائل اور ظاہر اشارات پائے جاتے ہیں کہ سلطان العالمین مکہ سے مدینہ آئے اور مدینہ سے پھر کوفہ تشریف لے گئے میرے والد مرحوم اس عقیدہ میں منفرد اور اس واقعہ میں منفرد ہیں اور حق پر بھی ہیں کیونکہ حضرت امام حسینؑ ۲۸ رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے بالکل عراق جانے کا ارادہ نہ رکھتے تھے بلکہ محض اللہ کے حرم (کعبہ) میں پناہ لینا بصورتِ خائفانہ تیرق رات کو بغیر خبر دئے روانہ ہوئے جس کی کسی کو خبر نہ ہوئی بلکہ انہوں نے اپنے ارادے کو سب سے پوشیدہ رکھا ماسوائے محمد بن حنفیہ جس کو مدینہ میں چھوڑ کر حکم دیا کہ تو مدینہ کی مجھے خبر پہنچاتا رہ۔ میں مکہ میں پناہ لول گا اور اقامت پذیر ہوں گا۔

مبطل ان دلائل کے جو مذکورہ مطلب پر وال ہیں ابوحنفہ کی روایت ہے جو اپنے مقتل میں فرماتا ہے جب جناب مسلم کوفہ میں شہید ہو گئے کوئی دوسری خبر کوفہ سے حضرت کو نہ پہنچی تو خبر کے نہ آنے سے ابا عبد اللہ بیقرار ہوئے اور اپنے خویش و اقارب اور ہمراہیوں کو بلا کر اپنی پریشانی کو ان کے سامنے کھول کر بیان کیا اور مدینہ کی طرف روانگی کا حکم دیا انہوں نے محل اور کجاوے تیار کئے اور ضروری سامان اور اسباب باندھ کر حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ

ہوئے اور شہر مدینہ میں داخل ہوئے ابو مخنف حضرت امام حسین کے مکہ سے مدینہ کی طرف آنے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت جب مدینہ تشریف لائے تو مزارِ رسولؐ پر حاضر ہوئے چونکہ حضرت امام حسین کو مزارِ رسولؐ اور مدینۃ النبیؐ سے جدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لئے اب دوسری دفعہ مزارِ رسولؐ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور دو سے بھری ہوئی گریہ وزاری آنکھوں کے چشمہ سے جاری کی حضرت رو رہے تھے کہ آنحضرتؐ کو نیند آگئی عالم خواب میں جناب پیغمبرِ خدا کو دیکھا انہوں نے فرمایا اے میرے نواسے ہمارے پاس آنے میں جلدی کرو کیونکہ ہم آپ کے مشتاق ہیں حضرت نیند سے بیدار ہوئے بہت بیقراری سے مسجد سے باہر تشریف لائے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کی ملاقات کی اور فرمایا اے میرے بھائی میں عراق جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

حضرت کے مکہ سے مدینہ تشریف لانے اور پھر مدینہ سے کوفہ کی طرف جانے کے جملہ دلائل میں سے ایک یہ ہے جو کہ ریاض میں قوادحِ حسینیہ سے نقل کرتا ہے جب امام حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ تشریف لے آئے رات کو اپنے نانا کے مزار پر آئے اور عرض کیا اے خدا کے رسولؐ آپ پر سلام ہو اے نانا آپ پر سلام ہو، اے نانا میرا آپ پر سلام ہو، سلام کرنے کے بعد چند رکعت نماز پڑھی بعد ادا لئے نمازِ آسمان کی طرف مُنہ اور پیغمبرِ خدا کے مزار کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا اے میرے اللہ بیشک یہ تیرے نبی کی قبر ہے میں اس کا نواسہ ہوں جو امر درپیش ہے آپ اسے جانتے ہیں میں نیکی کا حکم دیتا ہوں اور بُرائی سے روکتا ہوں اے الہی بحق صاحب اس قبر کے میرے لئے وہ امر پسند فرما جس میں تیری رضا ہو امام حسینؑ اپنے نانا کی قبر کے پاس تقریباً فجر تک گریہ وزاری اور اللہ تعالیٰ اس

تقرب حاصل کرنے میں مشغول رہے پھر حضرت کو نیند آگئی آپ نے اپنے نانا کو خواب میں دیکھا جو حضرت امام حسینؑ کی طرف فرشتوں کی جماعت کو دایئیں اور بائیں جانب لئے ہوئے آرہے تھے جناب پیغمبر خدا نے امام حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اے میرے حبیب حسین! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے خون میں لوٹ رہا ہے پس گردن سر سے شہید ہو گا تیری سفید ریش کو تیرے خون سے خضاب کیا جائیگا اور تو زمین کربلا میں میری امت میں سے اپنے یار و انصار کے درمیان بحالت تنہائی مسافر ہو گا اور تو فریاد کرے گا مگر کوئی تیری فریاد کو نہیں پہنچے گا، تو پیاسا ہو گا مگر کوئی تجھے پانی نہیں دے گا۔ اشقیاء تیرے حرم محترم کو اسیر کریں گے اور تیرے شیر خوار بچوں کو ذبح کریں گے۔ اے میرے حبیب حسینؑ تیرا والد، تیری والدہ اور تیرا بھائی میرے پاس تشریف لائے ہیں اور تیرے مشتاق ہیں اور جنت میں تیرے لئے بلند درجے مقرر ہیں تم انہیں بجز شہادت نہیں پاسکتے پس اپنے درجات تک پہنچنے میں جلدی کرو امام حسینؑ نے عالم خواب میں رونا شروع کیا، اور کہتے تھے اے نانا مجھے اپنے پاس قبر میں جگہ دے دیں کیونکہ مجھے دنیا کی طرف واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے جناب رسول خدا نے فرمایا تمہارے لئے دنیا کی طرف واپس جانا از حد ضروری ہے یہاں تک کہ تمہیں شہادت نصیب ہوتا کہ تم وہ سعادت حاصل کرو جو تمہارے لئے لکھی جا چکی ہے۔

اس مطلب پر واقع ہونے والے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے :-  
 شیخ مفید کتاب مولوالنبی میں اور مرحوم سید صحیح شدہ نقل لہوف میں ذکر کرتا ہے کہ جب امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے تاکہ مدینہ میں داخل ہوں تو فرشتوں کی جماعتیں حضرت سے طہیں اور حضرت کو سلام کیا اور عرض کیا اے خلق خدا پر اللہ تعالیٰ کی

دلیل تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا رسول خدا کی بہت سے کاموں میں ہمارے ذریعے امداد فرمائی تھی حضرت نے ان سے فرمایا ہمارا اور آپ کا وعدہ قبر میں اور اس جگہ پر ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا۔ اور وہ جگہ کر بلا ہے۔

اسی اثنا میں جنگل سے جنوں کا ایک گروہ دوڑتا ہوا خدمت امام حسین میں حاضر ہو کر حضرت کی رکاب کو بوسہ دیا اور زمین پر گر پڑے اور عرض کیا، اے ہمارے سردار ہم آپ کے شیعا اور انصار ہیں آپ جو چاہیں ہمیں حکم دیں، پس اگر آپ ہمیں اپنے دشمنوں کے قتل کرنے کا حکم دیں اور آپ اپنی ہی جگہ پر رہ جائیں تو ہم آپ کی طرف سے اس کام کے لئے کافی ہیں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گی تم نے کتاب اللہ کو جو میرے نانا پر نازل ہوئی، نہیں پڑھائے محمد کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو تو تم میں سے وہ لوگ اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکلیں گے جن کے نصیب میں قتل ہونا لکھا جا چکا ہے۔ اے جنوں کا گروہ اگر میں نواسۂ پیغمبر اپنی جگہ پر رہ جاؤں اور آگے نہ بڑھوں تو اس گمراہ خلقت کا کس چیز سے امتحان لیا جائیگا۔ اور کون میری قبر میں مدفون ہوگا اگر میں وطن میں رہ جاؤں تو کر بلا کون جائے گا۔ اور میری قتل گاہ میں کون شہید ہوگا حقیقت یہ ہے کہ جس دن خدا نے تعالیٰ نے زمین کو بچھا یا تھا کر بلا کو میرا مدفن قرار دیا تھا میرے شیعوں اور محبوں کے لئے مرکز معین فرمایا تھا۔ ان کے اعمال اس سرزمین میں قبول ہوں گے، ان کی دعائیں منظور ہوں گی نماز و نیا زاد و دوسرے اعمال صالحہ اس سرزمین میں مقبول ہوں گے اور جو اس سرزمین میں دفن ہوگا۔ قیامت کے دن عذاب سے محفوظ رہے گا۔ سینچر کے دن عاشورا کو حاضر ہونا کہ اس دن کے آخری حصہ میں شہید ہوں گا اور میرا سر یزید بن معاویہ کو بھیجا جائیگا۔



انہوں نے عرض کیا اے حبیبِ خدا اور حبیبِ خدا کے نواسے اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب اور مخالفت گناہ نہ ہوتی تو آپ کے تمام دشمنوں کو اس سے پہلے کہ وہ آپ تک پہنچ کر آپ کو کوئی نقصان پہنچا میں انہیں فوراً صفحہ ہستی سے مٹا دیتے حضرت نے فرمایا خدا کی قسم ہے ہم ان پر تم سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں، حضرت کا فرمان سن کر جنوں کا گروہ مایوس ہو کر چلا گیا اور محرم کی دسویں تاریخ کو وہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے اور جہاد کی رخصت مانگی حضرت نے اجازت نہ دی حضرت کے حکم کا ما حاصل یہ ہوا کہ اسے جنوں کے گروہ میرادل جوانوں کی حوت کیوجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کا مشتاق ہوں جنوں کا بادشاہ زعفر مایوس ہو کر واپس چلا گیا لیکن ماں کے ساتھ اس وقت واپس آیا جب حضرت کا سر نیزہ پر چڑھایا جا چکا تھا۔“

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علامہ قزوینی نے اس روایت کے اثبات میں کہ امام حسینؑ نے جب مکہ سے عراق جانے کا ارادہ کیا تو مدینہ تشریف لے گئے، دیگر دلائل بھی ریاض القدس میں درج کئے ہیں۔ جو بخوف طوالت جامع التواریخ میں درج نہیں کئے گئے ہیں۔

بروایت میرزا محمد تقی بالجملہ امام حسینؑ کو ذہ کی طرف سفر کرنے ہوئے منزل ذاتِ عرق پر پہنچے۔ ذاتِ عرق اہل عراق کے پڑاؤ کی جگہ ہے اور وہ تہامہ اور نجد کی حدِ فاصل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرق مکہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے اسی سبب سے اس منزل کا نام ذاتِ عرق مشہور ہو گیا۔ یہاں امام حسینؑ کی فرزدق سے ملاقات ہوئی فرزدق کا اصل نام ہمام بن غالب ہے وہ اپنی ماں کو حج کے قصد سے لئے آ رہا تھا اور مکہ جا رہا تھا۔ ذاتِ عرق کی منزل

پر پہنچ کر اس نے دوڑتک میدان میں نصب شدہ خیمے دیکھے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جناب امام حسینؑ تشریف فرما ہیں فوراً آستانہ مقدس پر حاضر ہوا دیکھا کہ امام حسینؑ خیمہ کے دروازے پر قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ تسلیم بجا لاکر فرزدق کھڑا رہا حضرت نے اس سے کوفہ کا حالی پوچھا اس نے عرض کیا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں نبی اُمیہ کے ساتھ ہیں آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ - ناسخ التواریخ جلد ششم - ۲۱۴ -

بروایت مجلسی ذات عرق سے روانہ ہو کر امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دوپہر کے وقت منزل ثعلبہ پر وارد ہوئے۔ ثعلبہ مکہ کی راہ میں ایک منزل ہے یہ ایک گاؤں تھا جو خراب اور ویران ہو گیا تھا اور یہی مشہور ہے۔ ثعلبہ کا حرف ث زبر سے پڑھا جاتا ہے۔ - ناسخ التواریخ جلد ششم - ۲۱۴ -

حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ مقام ثعلبہ پر پہنچے بشیر بن غالب نے آکر عرض کی یا ابن رسول اللہ! مجھ سے آیہ یوم تدعوا کل اناس با ما ہمہم کی تفسیر بیان فرمائیں۔ امام حسینؑ نے جواب دیا ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت کی اور انہوں نے اس کی دعوت قبول کی۔ ایک وہ امام ہے جس نے لوگوں کو جانبِ صلاحت و دعوتِ وحی اور انہوں نے اس متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام و پیشوا کے ہمراہ طلب کریں گے۔ مطیعان ہدایت یا فتنہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب جہنم لے جائیں گے جس طرح خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فسوق فی الجنۃ وفسد یق فی السعیر یعنی ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ آتش جہنم میں ہے۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسینؑ منزل ثعلبہ پر پہنچے تو ایک شخص

حضرت کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو اس نے عرض کیا میں کوفہ میں رہتا ہوں حضرت نے فرمایا اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں جبرئیل کے اثر و نشان دکھاتا کہ کس طرح وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے اور کس طرح ہمارے نانا کو وحی پہنچاتے تھے آیا چشمہ آبِ حیوان علم و عرفان ہمارے گھر میں ہے یا کسی اور کے گھر میں ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ علوم الہی جانیں اور ہم نہ جانیں۔

حضرت ام زین العابدین سے مروی ہے کہ جب سید الشہداء کنارے چشمہ عذیب پر پہنچے تو وہاں قیام کیا اور قبیلہ فرما کر خواب سے گریاں بیدار ہوئے۔ حضرت علی اکبر نے پوچھا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے امام حسین نے جواب دیا اے فرزند گرامی! اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ہاتھ نے مجھے آواز دی کہ تم جلدی کرتے ہو اور موت تمہیں بجا نب بہشت لئے جاتی ہے اس امام زادہ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں، حضرت نے فرمایا اے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں حضرت علی اکبر نے عرض کیا پھر ہمیں موت اور شہید ہوجانے کی کیا پروا ہے حضرت امام حسین نے فرمایا اے فرزند گرامی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کے بعد سید الشہداء نے مقام عذیب سے کوچ کر کے مقام ہیمیمہ میں نزول اجلال فرمایا، اس منزل پر ایک شخص کوفی نے جس کو ابوہریرہ کہتے تھے سلام کر کے عرض کیا اے فرزند رسول اللہ آپ حرم خدا اور حرم رسول خدا سے کیوں چلے آئے حضرت نے فرمایا اے ابوہریرہ نبی امیہ نے میرا مال لے لیا میں نے

صبر کیا، میری ہتک حرمت کی تو میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا کہ مجھے شہید کریں تو اس وقت میں نے ترک وطن کیا خدا کی قسم ہے کہ یہ گروہ طاعنی باغی مجھے شہید کرے گا، اور خداوند قہار ان ظالموں کو ذلت و خواری کا لباس پہنا بیگا۔ اور انتقام کی تلوار ان پر کھینچے گا اور ان پر اس شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں قوم سبا سے زیادہ ذلیل کرے گا کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا۔ اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے اور یہ لوگ مجھے شہید کریں گے اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کریگا جو ظلم و ستم کی تلوار سے انہیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا۔

اکثر مشائخ عظام نے روایت کی ہے جب خبر توجہ امام حسینؑ ابن زیاد شقی کو پہنچی حصین بن نیر کو مع لشکر کثیر سراہ آنحضرت بمقام قادسیہ بھیجا اس نے قادسیہ سے قطع طانیہ تک اپنے لشکر ضلالت کو پھیلا دیا۔ جب امام حسینؑ مقام بطن رمہ پر پہنچے تو عبداللہ بن لقیط نے اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا لیکن ابھی خبر شہادت مسلمؑ، حضرت کونہ پہنچی تھی کہ ایک خط اہل کوفہ کو اس مضمون کا لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ حظ حسین بن علیؑ کی طرف سے برادران مومنین و مسلمین کی طرف تم پر سلام ہو میں حمد کرنا ہوں خدا نے بیگانہ کی کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اما بعد مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس پہنچا اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے پس میں خدا و نذکریم سے سوال کرتا ہوں کہ اپنے احسان کو ہم پر تمام کرے تم کو تنہا سے حسن کردار پر جزائے خیر عطا کرے۔ آگاہ رہو کہ میں بروز منگل آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے تنہا ہی طرف روانہ ہوا ہوں جب میرا قاصد تمہا سے پاس پہنچے تو چاہیے کہ کمر

اطاعت مضبوط باندھو اور اسباب جنگ آمادہ کر کے میری نصرت و باری پرستند  
 رہو میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس خط کے  
 لکھنے کا سبب یہ تھا حضرت مسلم نے ستائیس روز قبل شہادت ایک خط امام حسینؑ  
 کو لکھا تھا اور اس میں اظہارِ اطاعت اہل کوفہ و زنج کیا تھا اور ایک گروہ اہل کوفہ  
 نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں ایک لاکھ تلواریں آپ کے لئے مہیا ہیں۔  
 بہت جلد آپ شیعوں تک پہنچ جائیں۔ جب وہ قاصد منزل قادسیہ پر پہنچا تو  
 حصین بن نیر نے اسے گرفتار کر لیا اور چاہا کہ وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین  
 لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا اور حصین کو نہ دیا حصین بن نیر شقی نے  
 امام حسینؑ کے قاصد کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا  
 تو کون ہے، اس نے کہا میں علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں  
 ابن زیاد نے کہا تو نے خط کیوں چاک کیا قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا  
 کہ تو اس کے مضمون سے مطلع نہ ہو ابن زیاد نے کہا وہ کس نے لکھا تھا اور کس  
 کے نام تھا قاصد نے کہا۔ امام حسینؑ نے وہ خط ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا  
 کہ میں اس کے ناموں سے واقف نہیں ہوں، ابن زیاد شقی غضبناک ہوا اور  
 کہا میں تم سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک تو ان لوگوں کے نام مجھ سے بیان  
 نہ کرے گا۔ اور منبر پر جا کر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر و برادر کو ناسزا  
 نہ کہے گا تو میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈلوں گا، قاصد نے کہا میں ان لوگوں  
 کے نام نہ بتاؤں گا البتہ دوسری بات کرتا ہوں پس وہ قاصد منبر پر گیا۔  
 حمد و ثنائے الہی ادا کر کے درود جناب رسول خدا اور ان کے اہلبیت پر بھیجا  
 صلوة و درود بے شمار سید ابرار امام حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار پر بھیج کر  
 ابن زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی اُمیہ پر لعن بے شمار کیا۔ اور کہا اے

اہل کوفہ میں امام حسینؑ کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اور ان کو فلاں مقام پر چھوڑ آیا ہوں، جسے منظور ہو ان کی نصرت کرے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ اس قاصد کو قصر سے نیچے گرا دیا جائے اسے قصر سے نیچے گرا دیا گیا۔ اور بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ دیگر ایک رفق جان باقی تھی کہ عبدالرحمن بن عمیر روسیہ نے اس قاصد کا سر کاٹ ڈالا۔

جب امام حسینؑ نے منزل حاجز سے جانب کوفہ رخ فرمایا تو ایک نالاب کے کنارے پہنچے۔ عبداللہ بن مطیع کنارہ آب خیمہ زن تھا جب عبداللہ کی نظر حضرت کے حسن و جمال پر پڑی تو استقبال کو دوڑا عرض کرنے لگا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس شہر میں کیوں تشریف لائے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے اہل عراق نے بلایا ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہرگز کوفہ نہ جائیں۔ حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کام پر از جانب خداوند عالم مامور تھے اس کے لئے روانہ ہوئے ابن زیاد نے بصرہ و شام کے راستے بند کر دیئے تھے کوئی شخص بصرہ و شام سے نہ نکل سکتا تھا نہ داخل ہو سکتا تھا۔ پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گزر رہا حضرت نے ان سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا کچھ خیر نہیں ہے مگر اس قدر معلوم ہے کہ کسی شخص کو ان راہوں سے آمد و رفت کی اجازت نہیں ہے۔

ایک جماعت نے قبیلہ فزارہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیس بجلی کے مکہ سے مراجعت کی وقت رفیق تھے تمام منزلوں پر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ جاتے تھے اور حضرت سے بہت دور اترتے تھے تاکہ حضرت کی رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو ایک منزل پر ہم اترے ہوئے تھے اور دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک قاصد امام حسینؑ کی طرف سے آیا اور زہیر سے خطاب

کیا کہ اہلسین تم کو بلاتے ہیں غلبہ و ہمت کی وجہ سے لقمے ہمارے ہاتھوں سے  
 گر پڑے اور حیان رہ گئے زہیر کی زوجہ دیم بنت عمرو نے کہا سبحان اللہ فرزند  
 رسول تم کو بلاتے ہیں اور تم جانے میں تامل کرتے ہو پس زہیر حضرت امام حسین  
 کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا کہ ان کا خیمہ وہاں سے  
 اکھاڑ کر قریب سرا پر وہ ہائے امام حسین نصب کیا جائے اور اپنی زوجہ کو  
 طلاق دے کر کہا اپنے قبیلہ میں چلی جائے منظور نہیں کہ میری زوجہ سے تجھے  
 کوئی ضرر پہنچے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جان امام حسین پر قربان کر ڈالوں وہ  
 رونے لگی اور زہیر کو وداع کرتے ہوئے کہا خدا تعالیٰ تیرے لئے اُمور خیر  
 مہیا کرے آپ سے میری اتھاس ہے مجھے قیامت کے دن حسین بن علی کے  
 نانا پاک کے پاس یاؤ کرنا زہیر بن قین نے اپنے اصحاب سے کہا جو شخص چاہے  
 میرے ساتھ آئے جسے منظور نہ ہو میں نے اسے رخصت کیا اور اس وقت میں تم  
 لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں ہم نے جناب رسول خدا کے زمانہ میں سمندر  
 کے بعض مقامات پر لشکر اسلام کی صحبت میں کفار سے جہاد کیا، اور فتح یاب ہوئے  
 مالِ عنیمت بے شمار پایا سلیمان فارسی نے کہا کیا تم اس فتح و غنیمت سے جو تمہارے  
 ہاتھ آئی شاد ہوئے ہم نے کہا بے شک ہم خوش ہوئے سلیمان نے کہا لیکن جس  
 وقت تم سید جو انان آل محمد کے زیر سایہ جہاد کرو گے تو آج جتنا مال پا کر خوش  
 ہوئے اس سے کہیں زیادہ خوش ہو گے، یہ کہہ کر زہیر نے اپنے رفقاء سے  
 کہا میں تمہیں وداع کرتا ہوں اور امام حسین کے اصحاب سے جا ملے اور ساتھ ہے۔  
 تا آنکہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ جب امام حسین منزل خزیمہ پر پہنچے تو رات  
 کو اسی مقام پر استراحت کی جب رات ہوئی تو جناب زینب خاتون خواہر امام  
 حسین نے فرمایا میں نے رات خواب میں ایک ہاتھ کو کہتے ہوئے سنا۔ اے آنکھ

تو پوری طرح آنسو بہا لے میرے بعد ان شہداء پر کون روئے گا ان کو موت  
ایک قوم کی طرف لئے جا رہی ہے یہ میرا وعدہ پورا کرنے کے لئے جا رہے  
ہیں۔ جلاء العیون - ۲۷۲ تا ۲۷۵ -

بروایت شیخ مفید عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشتمل اسدی نے  
روایت کرتے ہوئے کہا کہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہوئے تو ہمیں اس کے  
سوا اور کوئی فکر نہ تھی کہ ہم راستے ہی میں حضرت امام حسینؑ سے جا کر ملیں  
اور دیکھیں کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے پھر روانہ ہوئے اور اپنی اونٹنیوں  
کو تیز چلایا یہاں تک کہ منزل زرد پر حضرت سے جا ملے پھر ہم آپ کے  
قریب گئے اچانک ہم نے اہل کوفہ میں سے ایک مرد کو دیکھا جب اس نے  
امام حسینؑ کو دیکھا راہ چھوڑ کر دوسری سمت روانہ ہوا حضرت نے اُس جگہ توقف  
فرمایا گویا حضرت اُس کے منتظر تھے پس جب حضرت نے دیکھا کہ وہ اور طرف کو  
چلا تو حضرت بھی روانہ ہوئے ہم بھی آنحضرت کی طرف چلے پھر ہم میں سے  
ایک نے دوسرے سے کہا ہم اس کے پاس چلیں یقیناً اُس کے پاس کوفہ کی کوئی  
خبر ہوگی پس ہم اس کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم اس کے پاس پہنچے  
پس ہم نے السلام علیک کہا اور اس نے وعلیکم السلام کہا ہم نے پوچھا تو کس  
قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا اسدی ہوں ہم نے اس سے کہا ہم بھی اسدی  
ہیں تیرا نام کیا ہے، اس نے کہا میں بکر بن شعبہ ہوں۔ ہم نے بھی اپنا نسب  
بیان کیا پھر ہم نے اس سے کہا اہل کوفہ اور اپنی رائے سے ہمیں آگاہ کرو،  
اُس نے کہا میرے کوفہ سے نکلنے سے پہلے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ قتل کر  
دیئے گئے اور میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ ابن زیاد کے آدمی انہیں پیروں سے  
پکڑ کر بازار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ پھر ہم نے آگے چلنا شروع کیا،



یہاں تک کہ شام کو ثعلبہ میں اترے ہم نے حضرت کو سلام عرض کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا پھر ہم نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں نازل ہوں ہمیں ایک خبر ملی ہے اگر حکم ہو تو ہم اُسے حقیقہ طور پر عرض کریں ورنہ آشکارا بیان کریں، پھر آپ نے ہماری طرف اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا ہمارا کوئی راز ان سے مخفی نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیا آپ نے اس سوار کو دیکھا جو کل عصر کے وقت ملا تھا حضرت نے فرمایا ہاں میں نے اس سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا ہم نے عرض کیا خدا کی قسم ہم نے آپ کی خاطر اس سے حال پوچھا وہ ہمارے قبیلہ کا ایک زبیرک سچا اور عقلمند آدمی ہے۔ اُس نے ہمیں بتایا کہ اس کے کونڈے سے نکلنے سے پہلے حضرت مسلمؓ اور ہانی شہیدؓ کر دیئے گئے تھے اور ان دونوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر ان کی نشتوں کو بازار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ کتاب الارشاد - ۷۵ -

سید علامہ ابن طاووس نے مقفل لہوف صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ خبر شہادت جناب مسلم بن عقیل جناب امام حسینؓ کو منزل زبالہ پر پہنچی اور ملاحین واعطاکاشفی نے روغنہ الشہداء صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر حضرت امام حسینؓ کو منزل سوق پر پہنچی -

بروایت علامہ مجلسی حضرت امام حسینؓ اس خبر کے استماع سے بہت اندوہ ناک ہوئے اور مکر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا ان شہداء پر رحمت کرے پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہمارے اتنا س ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں اما حسینؓ متوجہ اولاد عقیل ہوئے انہوں نے کہا واللہ ہم واپس نہ جائیں گے جب تک کہ ہم حضرت مسلمؓ کے خون کا قصاص نہ لیں یا جو شہرت شہادت انہوں نے پایا ہے ہم بھی نوش کریں پس ہم نے

حضرت کو عازم سفر پایا اور ہم وداع کے روانہ ہوئے بروایت دیگر جب  
خبر شہادت مسلم، امام حسین نے سنی تو فرمایا جو ان پر لازم تھا ان کی انہوں نے  
تعمیل کر دی اب جو مجھ پر ہے وہ باقی ہے جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم  
دیا کہ بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

اگلے روز صبح کو امام حسین روانہ ہوئے جب منزل زبالہ پر پہنچے تو عبداللہ  
بن لیقظہ کی شہادت کی خبر آپ کے پاس پہنچی جب حضرت امام حسین نے یہ وحشت اثر  
خبر سنی تو آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوند میرے  
شیعوں کے لئے عقبی منزل پاکیزہ مقرر فرما۔ مجھے اور ان کو ایک جگہ غر فہائے  
بہشت میں مقیم فرما کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ امام حسین نے اپنے اصحاب کو  
جمع کیا اور فرمایا۔ جلاء العیون ۳۷۵۔

بروایت شیخ مفید ہمارے پاس ایک بڑی خبر پہنچی ہے کہ مسلم بن عقیل،  
ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن لیقظہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور ہمارے شیعوں نے  
ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو کوئی واپس جاتا چاہے چلا جائے اس میں کوئی  
حرج نہیں ہے میں نے تم سے اپنا ذمہ اٹھایا ہے لوگ آپ سے منتشر ہونے  
لگے کوئی دائیں جانب سے چلے گئے تو کوئی بائیں جانب سے متفرق ہو گئے اور  
جو لوگ مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے یا بعض وہ شخص جو راستے میں حضرت  
کے ہمراہ ہو گئے تھے وہی رہ گئے اور آپ نے جو ایسا کیا تو یہ سمجھ کر کیا کہ یہ  
اعرابی جو ساتھ چلے آتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ امام حسین کسی ایسے شہر  
کی طرف جا رہے ہیں جہاں سب لوگ آپ کی اطاعت پر آمادہ ہیں حضرت  
نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں جب تک کہ ان کو معلوم  
نہ ہو جائے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ بہت سا پانی ساتھ لے لو پھر امام حسین اور آپ کے اصحاب اور اہلبیت روانہ ہوئے اور مقام بطن عقبہ میں جا کر اترے بنی عکرمہ میں سے ایک بوڑھا شخص جسے عمرو بن لوزان کہا جاتا تھا حضرت سے ملا اور پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ امام حسین نے فرمایا میں کوثر جا رہا ہوں عمرو بن لوزان نے عرض کیا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے جائیں واللہ آپ نيزوں اور تلواروں کی طرف جا رہے ہیں جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اگر آپ کو جنگ و جدل کی تکلیف سے بچاتے تو خود ہی سب کام درست کر چکے ہوتے اس کے بعد آپ جاتے تو قرین مصلحت تھا لیکن اس حال میں، میں آپ کے جانے میں بھلائی نہیں دیکھتا امام حسین نے فرمایا اے بندہ خدا جو خبر تو دیتا ہے وہ مجھ سے مخفی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر امر میں قادر و غالب ہے پھر امام حسین نے فرمایا خدا کی قسم ہے یہ لوگ اس وقت تک مجھ سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک میرا دل پر خون میرے سینہ سے نکال نہ لیں گے جب وہ مجھے شہید کریں گے تو حق تعالیٰ ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں اس حد تک ذلیل کرے گا کہ وہ تمام امتوں سے زیادہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

بروایت شیخ مفید پھر امام حسین بطن عقبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ منزل شراف میں نزول اجلاں فرمایا جب صبح کا وقت ہوا تو اپنے اصحاب کو کافی پانی ساتھ لے جانے کا حکم دیا پھر وہاں سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئے اسی حالت میں وہ سفر کر رہے تھے ناگہاں ان کے اصحاب میں سے ایک جوان نے تکبیر کہی امام حسین نے اس سے پوچھا تم نے تکبیر کیوں کہی اس شخص نے کہا میں نے کچھور کے درخت دیکھے اور امام حسین کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا!

قسم بخدا اس جگہ پر ہم نے گھوڑا کا درخت کبھی نہیں دیکھا ہے پھر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ تم کیا دیکھ رہے ہو اصحاب نے عرض کیا خدا کی قسم ہے ہم گھوڑوں کے کان دیکھ رہے ہیں حضرت نے فرمایا قسم بخدا میں بھی دیکھ رہا ہوں، پھر امام حسینؑ نے فرمایا ہمارے لئے کوئی جانے پناہ نہیں ہے جہاں ہم پناہ لیں اور اسے پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رُخ سے سامنا کریں ہم نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا البتہ آپ کے پہلو میں دوسرا جسم موجود ہے آپ بائیں جانب مڑ جائیں اگر پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں تو وہ جگہ ایسی ہے جیسی آپ چاہتے ہیں، پس آنحضرت دوسرے جسم کی طرف بائیں سمت سے مڑ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ مڑ گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ہم کو گھوڑوں کی گردنیں نظر آنے لگیں جب ہم نے اچھی طرح سے دیکھ لیا تو ہم راستہ کو چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گئے جب انہوں نے ہمیں راستے کو چھوڑ کر مڑتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف راستہ چھوڑ کر مڑ گئے ان کی برچھیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے تھے اور ان کے علم پر ندوں کے کھلے ہوئے پروں کی مانند دکھائی دیتے تھے پس ہم نے دوسرے جسم کی طرف پیش قدمی کرنا شروع کی اور ہم ان سواروں سے پہلے دوسرے جسم پہنچ گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے حکم دیا تو خیمے نصب کر دیئے گئے ایک ہزار سواروں کا رسالہ لئے ہوئے سردی پہر کی گرمی میں امام حسینؑ کے مقابل آکر ٹھہرا۔ حضرت امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب سروں پر علمے باندھے ہوئے تھے اور تلواریں گلوں میں لٹکائے ہوئے تھے حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دو۔ اور گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ پس انہوں نے رسالہ کے سواروں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھا دی پھر کاسے اور طشت پانی سے بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے جاتے

تھے جب ہر گھوڑا تین چار یا پانچ مرتبہ پانی میں منہ لے جاتا تھا تو طشت کو ہٹا کر دوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے یہاں تک کہ سب کو پانی پلا دیا۔

بروایت شیخ مفید علی بن طعان محاربی کہتا ہے میں اس روز حر کے ساتھ تھا اور سب سے آخر میں آیا جب حضرت امام حسینؑ نے میری اور میرے گھوڑے کی حالت جو پیاس سے ہو رہی تھی دیکھی تو فرمایا راویہ کو بٹھا دو میرے نزدیک راویہ کے معنی پانی کی مشک کے تھے پھر حضرت نے فرمایا بھتیجے اونٹ کو بٹھا دو میں نے اسے بٹھا دیا پھر حضرت نے فرمایا پانی پو جو جب میں نے پانی پینا شروع کیا تو پانی مشک سے بہہ جانا تھا امام حسینؑ نے فرمایا مشک کے دھانے کے کنارے کو باہر کی طرف کر کے موڑ دو میں یہ بھی نہ سمجھا کہ مشک کے منہ کے کنارے کو باہر کی طرف دہرا کر کے کس طرح موڑا جاتا ہے حضرت امام حسینؑ اٹھے اور مشک کے کنارے کو باہر کی طرف دہرا کر دیا میں نے بھی پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پانی پلایا۔

بروایت شیخ مفید عمر بن یزید قادیسیہ سے آراہا تھا اور عبداللہ بن زیاد نے حسین بن نمیر کو حکم دیا کہ وہ قادیسیہ میں جا کر اترے اور حر کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ امام حسینؑ کے آگے بھیجے حر امام حسینؑ کے سامنے ٹھہرا رہا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا حضرت امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم دیا اور جب اقامت کا وقت ہونے کو آیا تو آپ تہہ بندہ چا وراور نعلین پہنے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! جب تک تم لوگوں کے خطوط اور قاصد یہ پیغام لیکر میرے پاس نہیں آئے تھے کہ آپ آئیں ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں ہے شاید آپ کے سبب سے خدائے تعالیٰ ہم سب لوگوں کو حق و ہدایت پر جمع کر دے تو میں تمہارے پاس

نہیں آیا تھا اگر تم اس بات پر قائم ہو تو میں تمہارے پاس پہنچ گیا ہوں پس  
 تم میرے ساتھ عہد و میثاق کرو جس سے میں مطمئن ہو جاؤں اور اگر تم اپنے قول سے  
 پھر گئے ہو اور میری آمد کو ناپسند کرنے ہو تو میں اس جگہ واپس چلا جاؤں جہاں  
 سے میں آپ کی طرف آیا ہوں پس سب خاموش رہے اور ان میں سے کسی ایک  
 نے ایک کلمہ تک نہ کہا۔ امام حسینؑ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا اور  
 نماز قائم ہو گئی امام حسینؑ نے حرا سے پوچھا کیا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ  
 نماز پڑھے گا حرا بولا نہیں بلکہ آپ ہی پڑھائیں ہم آپ کے ساتھ پڑھیں گے  
 پھر امام حسینؑ نے ان کو نماز پڑھائی پھر آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور آپ کے  
 اصحاب آپ کے پاس جمع ہو گئے، اور حرا اپنے اس مقام پر چلا گیا جہاں وہ پہلے تھا۔  
 اور اپنے خیمہ میں داخل ہوا حرا کے ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور باقی اپنی  
 صفوں میں واپس چلے گئے جہاں وہ پہلے تھے پھر صفیں باندھ لیں۔ ہر ایک شخص  
 نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھوڑوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔  
 جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ کوچ کرنے کے لئے سب تیار ہو  
 جاؤ پس وہ تیار ہو گئے۔ امام حسینؑ نے مؤذن کو حکم دیا اس نے نماز عصر  
 کے لئے پکارا اور اقامت کہی امام حسینؑ آگے بڑھے اور کھڑے ہو گئے عصر کی  
 نماز پڑھی سلام پھیرا سب کی طرف اپنا رخ کر کے حمد و ثنا الہی بجالائے پھر فرمایا  
 اے لوگو! اگر تم خوفِ خدا کرو گے اور حقداروں کے حق کو پہچانو گے تو خوشنودی  
 خدا کا باعث ہو گا ہم اہل بیت محمد ہیں اور یہ لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ  
 کرتے ہیں جس کا انہیں حق حاصل نہیں ہے اور تمہارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش  
 آتے ہیں اس امر حکومت کے لئے ہم ان سے برتر ہیں اگر تم کو ہماری پسند نہیں ہے  
 اور ہمارے حق سے تم واقف نہیں ہو اور اپنے خطوں میں اور اپنے قاصدوں کی

زبانی تم نے جو کچھ مجھ سے کہلا بھیجا ہے اب وہ تمہاری رائے نہیں ہے تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاؤں۔ حُر نے امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا خدا کی قسم ہے مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کیسے خطوط اور قاصد تھے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں امام حسینؑ نے اپنے اصحابی عقبہ بن سمان سے فرمایا کہ وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے میری طرف خطوط ہیں لے آؤ عقبہ دونوں تھیلے لے آیا۔ دونوں تھیلے خطوط سے بھرے ہوئے تھے جو کہ حر کے سامنے بکھر دیئے گئے حُر نے کہا جن لوگوں نے آپ کو خطوط لکھے تھے ہم ان میں سے نہیں ہیں اور ہم کو یہ خط ملا ہے کہ جہاں ہماری آپ سے ملاقات ہو آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ ہم آپ کو ابن زیاد کے پاس کو ذلے چلیں امام حسینؑ نے حُر سے فرمایا موت تیرے لئے اس آرزو سے زیادہ نزدیک ہے (یعنی تیری آرزو کے پورا ہونے سے پہلے موت آئے گی) پھر حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو سوار ہو جاؤ واپس سب سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ ان کی مستورات بھی سوار ہو گئیں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا واپس چلو جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو حر کی فوج حائل ہو گئی امام حسینؑ نے حُر سے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے تو کیا چاہتا ہے حُر نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا واللہ اگر عرب میں کسی اور نے یہ کلمہ میرے حق میں آپ کی طرح کہا ہوتا تو میں بھی اس کی ماں کے رونے کا ذکر کئے بغیر نہ رہتا مگر اللہ کی قسم ہے آپ کی والدہ کا ذکر بغیر حد درجہ کی تعظیم کے میری مجال نہیں جو کروں آپ نے حُر سے فرمایا پھر تیرا کیا ارادہ ہے۔ حُر نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں، آپ نے فرمایا واللہ میں اس بات میں تیری متابعت نہیں کروں گا حُر نے کہا واللہ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا پھر امام حسینؑ اور حُر نے تین مرتبہ ایسی بات کو دہرایا۔ جب ان کی تکرار آپس میں بڑھ گئی تو حُر نے

تین مرتبہ اسی بات کو دہرایا جب ان کی تکرار آپس میں بڑھ گئی تو حزن نے کہا آپ سے جنگ کرنے کا تو مجھے حکم نہیں ملا ہے مجھے تو اتنا ہی حکم ملا ہے کہ جب تک آپ کو کوفہ میں نہ لے جاؤں آپ سے جدا نہ ہوں اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو کسی ایسے راستے پر چلیں جو نہ کوفہ کی طرف جاتا ہو اور نہ مدینہ کی طرف تاکہ آپ کے اور میرے درمیان انصاف برقرار رہے یہاں تک کہ میں عبید اللہ کی طرف خط روانہ کروں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت نکال دے کہ آپ کے امر میں مُبتلا ہو جانے سے بچ جاؤں آپ یہ راستہ اختیار کریں، عذیب و فادسیہ کی راہ سے بائیں طرف مڑ جائیں امام حسینؑ روانہ ہوئے اور حرج بھی اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے بائیں طرف ساتھ ساتھ چلنا رہا حرا ثنا مے راہ میں حضرت سے کہتا تھا کہ یا حسین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ جنگ کریں گے تو آپ ضرور شہید ہو جائیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اگر تم لوگ مجھے شہید کرو گے تو کیا تمہارے کام درست ہو جائیں گے۔ اس بات کے جواب میں وہی بات کہوں گا جو اوس کے بھائی نے اپنے چچا کے لڑکے سے کہی تھی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کو چلے تھے اور اس کے چچا کا لڑکا اسے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے۔ جب حزن نے یہ بات سنی تو امام حسینؑ سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا۔ امام حسینؑ راستے کے دوسری طرف چل رہے تھے یہاں تک کہ منزل عذیب العجانات تک پہنچ گئے پھر امام حسینؑ وہاں سے روانہ ہوئے اور بروایت شیخ مفید قصر بنی مقاتل میں جا کر اترے۔ ناگہانی طور پر دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہے فرمایا یہ کس کا خیمہ ہے عرض کیا گیا کہ عبید اللہ بن جرحمفی کا خیمہ ہے آپ نے فرمایا اسے میرے پاس بلا لاؤ جب عبید اللہ کے پاس آپ کا قاصد پہنچا تو قاصد نے کہا تجھے



امام حسینؑ یاد فرما رہے ہیں عبید اللہ بن حرنے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم میں کوفہ سے اس لئے نکل آیا کہ مجھے پسند نہ تھا کہ میں کوفہ میں رہوں اور امام حسینؑ بھی وہاں آجائیں بخدا میں نہیں چاہتا کہ میں ان سے ملوں اور وہ مجھ سے ملیں پیغام پہنچانے والا واپس آیا اور آپ سے یہ حال بیان کر دیا امام حسینؑ اٹھے اور اس کے پاس آئے خیمہ کے اندر گئے سلام کیا، بیٹھے اور اسے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت کر دی عبید اللہ بن حرنے جو بات پہلے کہی تھی وہی پھر کہی آپ نے فرمایا اگر تو ہماری نصرت نہیں کرتا تو ہمارے قاتلوں کے ساتھ شریک ہونے میں خدا سے ڈر اور واللہ جو شخص ہماری فریاد سن کر ہماری نصرت نہیں کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا عبید اللہ بن حرنے کہا انا للہ یہ تو کبھی نہ ہو گا پھر امام حسینؑ اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے کچھ رات باقی تھی کہ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو پانی ساتھ لے جانے اور کوچ کرنے کا حکم دیا امام حسینؑ نے قصر بنی مقاتل سے کوچ کیا عقبہ بن سمان نے کہا کہ ہم آنحضرت کے ساتھ کچھ دیر چلے تو آپ کو اپنے گھوڑے پر اونگھ آگئی پھر امام حسینؑ انا للہ وانا الیہ راجعون اور الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے تیند سے بیدار ہوئے آنحضرت نے یہ کلمات دونین مرتبہ فرمائے آپ کے فرزند علی بن حسینؑ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا آپ نے کس بات پر اللہ کی حمد کی اور انا للہ کہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے فرزند مجھے ذرا اونگھ آگئی تھی سامنے سے ایک سوار ظاہر ہوا، اور وہ کہہ لہا تھا یہ لوگ تو چلے جا رہے ہیں اور موت ان کی طرف آرہی ہے اس سے میں سمجھ گیا کہ بے شک وہ جانیں ہماری جانیں ہیں جن کی موت کی خبر ہمیں دی جا رہی ہے۔ انہوں نے عرض کیا والد گرامی خدا آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیہم لوگ حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے پاس سب کو جلا ہے ہم حق پر

ہیں علی بن حسین نے فرمایا پھر ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہے، میں گئے تو حق پر میں گئے  
 آپ نے فرمایا اسے فرزند گرامی خدائے تعالیٰ تھے وہ اچھی جزا دے جو ایک بیٹے کو اپنے  
 والد سے مل سکتی ہے جب صبح ہوئی تو اترے اور صبح کی نماز ادا کی اور بہ تعجیل تمام سوار  
 ہو کر روانہ ہوئے اور چاہتے تھے کہ اپنے اصحاب کو منتشر کر دیں یہ دیکھ کر حر  
 قریب آتا تھا اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ادھر جانے سے روکتا تھا حر جب ان  
 کو کوفہ کی طرف چلنے پر مجبور کرنا تھا تو وہ نہیں مانتے تھے حر اور اس کے ساتھی  
 آگے بڑھتے جا رہے تھے اس طرح جائیں جانب چلتے رہے یہاں تک کہ نینوا  
 میں جا پہنچے۔ کتاب الارشاد جلد دوم مطبع طہران ۵۰ تا ۸۵۔

لوطن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کر بلا میں  
 بروز بدھ وارد ہوئے خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۶۶ پر اور ملامحمد باقر  
 مجلسی نے جلاء البیون صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ آنحضرت بروز بدھ یا خمیس دوسری  
 محرم ۶۱ھ کو کر بلا میں وارد ہوئے شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۸۶ پر محمد بن  
 علی نے مناقب آل ابی طالب صفحہ ۵۶۹ پر محمد بن جریر طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۵۳ پر  
 میرزا محمد تقی نے تاریخ التواریخ صفحہ ۲۲۷ پر اور ملامحمد باقر بحار الانوار صفحہ ۳۸۱ پر  
 لکھا ہے کہ امام حسینؑ کر بلا میں خمیس کے دن محرم کی دوسری تاریخ ۶۱ھ کو کر بلا میں وارد  
 ہوئے ملامحمد باقر مجلسی نے جلاء البیون مطبع طہران مطبوعہ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ  
 صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ بعض مورخین کے قول کے مطابق امام حسینؑ خمیس کے دن  
 ۸ محرم ۶۱ھ کو داخل کر بلا ہوئے شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۲۲  
 پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے کر بلا میں وارد ہونے کے متعلق اختلاف ہے واضح  
 قول یہ ہے کہ آنجناب کا کر بلا میں ورود ۲ محرم ۶۱ھ کو ہوا۔

بروایت لوطن یحییٰ حضرت کا گھوڑا اسی مقام پر رک گیا آپؑ اس سے اتر

کہ دوسرے پر سوار ہوئے وہ بھی ایک قدم نہ سر کا حضرت یونہی کیے بعد دیگرے سوار ہوتے رہے جب سات گھوڑوں تک نوبت پہنچی اور کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی تو حضرت نے یہ انوکھی بات دیکھ کر ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس سرزمین کو کیا کہتے ہیں انہوں نے عرض کیا غاصر یہ آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی دوسرا نام بھی ہے، انہوں نے عرض کیا ہاں، نینوا بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ کیا کوئی اور نام بھی ہے، عرض کیا ہاں شط فرات بھی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور نام تیار انہوں نے عرض کیا کہ اس سرزمین کو کہ بلا بھی کہتے ہیں۔ مفضل ابی مخنف، ۳۷ -

علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۳۵۳ پر لکھا ہے کہ کربلا کو سفید اور عقر بھی کہا جاتا تھا۔ صلاح النشائین صفحہ ۲۹ پر منقول ہے کہ کربلا کو ارض الطف اور ماریہ بھی کہتے تھے ابواسحق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ کربلا کو سریا بھی کہا جاتا تھا۔

فوق بلگرامی نے ذبح عظیم مطبع دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ مروجہ نقشہ جات عراق میں کربلا کو مشہد حسین بھی لکھتے ہیں۔

علامہ ابواسحق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۲۹ پر اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقة مطبع مصر صفحہ ۱۱۵ پر امام حسین کے داخلہ کربلا کی روایت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سواری کے رک جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے اس زمین سے ایک مشت خاک اٹھا دو۔ انہوں نے حضرت کو اس زمین سے ایک مشت خاک اٹھا دی حضرت نے اسے سوتکھا پھر آپ نے اس خاک کے رنگ کو اس خاک کے رنگ سے ملایا جس کو آپ نے اپنی جیب سے نکالا ان دونوں کا رنگ سُرخ تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ مٹی وہی ہے جو حضرت جبرئیل

امین اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تھے اور کہا تھا کہ یہ مٹی تربت جناب امام حسین کی ہے پھر اس خاک کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے پھینک دیا اور فرمایا ان دونوں کی ٹوکیاں ہے اور فرمایا کہ اسی مقام پر اتر جاؤ اور یہاں سے آگے نہ چلو خدا کی قسم ہے ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ ہے اور اس مقام پر خدا کی قسم ہے ہمارے خون بہائے جائیں گے اور اس جگہ پر خدا کی قسم ہے ہمارے حرم قید کئے جائیں گے اور اس مقام پر خدا کی قسم ہے ہمارے جوانوں کو قتل کیا جائیگا۔ اور اس جگہ پر خدا کی قسم ہے ہمارے معصوموں کو ذبح کیا جائے گا۔ خدا کی قسم ہے یہاں ہماری مزاریں بنیں گی خدا کی قسم ہے یہی زمین ہمارے حشر و نشر کی ہے، یہاں ہمارے عزیزوں کو صدمہ پہنچے گا، خدا کی قسم ہے یہی وہ زمین ہے جہاں میرے گلے کی شہ رگیں کاٹی جائیں گی اور میری ریش خون سے مخصب کی جائیگی اسی زمین پر میرے نانا اور میرے ماں باپ کو ملائکہ تعزیت دیں گے خدا کی قسم ہے یہی وہ مقام ہے کہ جہاں کا پروردگار عالم نے میرے نانا سے وعدہ فرمایا تھا اور خدا نے تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا یہ فرما کر حضرت اتر پڑے اور تمام اقارب و اصحاب نے بھی اسی جگہ نزول اجلال فرمایا۔

بروایت خواجہ اعثم کوئی آپ کے اقارب و اصحاب نے اسباب دریاے فرات کے کنارے ایک طرف اتارا اور خیمے نصب کئے آنحضرت کے بھائی اور چچا زاد بھائی ہر ایک اپنے واسطے خیمہ لگاتا تھا غرض امام حسین کے خیمہ کے گرد آپ کے دوستوں اور محبتوں کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ تاریخ اعثم کوئی ۳۶۷ - جناب امام حسین نے زمین کو بلا میں پہنچ کر حکم فرمایا کہ باشندگان نینوے کو بلاؤ وہ حاضر ہوئے۔ ان سے فرمایا کہ میں تمہاری اس زمین پر رہتا چاہتا ہوں اور مجھے

پسند ہے کہ میں اس زمین کو اپنا مسکن قرار دوں۔ اگر تم اس زمین کو میرے ہاتھ فروخت  
 کرو تو اس میں میری خوشنودی ہوگی ان لوگوں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول! ہم نے  
 اپنے اباؤ اجداد سے سنا ہے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم اور دوسرے  
 انبیاء اور اوصیاء جو حضرات اس سرزمین پر گزرے ہیں وہ بلائے عظیم اور  
 مصیبت شدید میں مبتلا ہوئے آپ ہرگز اس زمین پر سکونت اختیار نہ فرمائیں  
 حضرت نے جواب دیا میں کیونکہ اس زمین پر نہ رہوں حالانکہ قضاۓ الہی اسی طرح  
 جاری ہو چکی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ یہ کہہ کر اپنے ان  
 لوگوں کو ساٹھ ہزار درہم دے کر ان مقامات کو خرید لیا جن میں خدائے سبحانہ  
 و تعالیٰ نے برکت اور شفا رکھی ہے اور مسافت میں وہ زمین چار میل تک ہے اسی  
 متبرک زمین میں مزار مبارک حضرت امام حسین واقع ہے جو جنوں اور انسانوں  
 کے سردار ہیں اور آپ کے اصحاب کی مزاریں بھی اسی زمین پر آج تک بنی ہوئی  
 ہیں اس کے بعد اس زمین کو ان لوگوں پر دو ٹنٹوں پر وقف کر دیا۔ ان میں سے  
 ایک شرط یہ تھی کہ اتنی زمین پر جس کو آپ نے خرید فرمایا ہے کبھی کبھتی نہ کریں۔  
 اور دوسری شرط یہ تھی کہ جو ہمارے شیعہ ہماری قبور کی زیارت کے واسطے آئیں  
 ان کو نشانِ قبر بتلا دینا اور تین روز تک ان کو اپنا جہان رکھنا اہل نینوا ان دونوں  
 شرطوں پر راضی ہو گئے اور قیمت بیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے یہ معاملہ دوسری  
 محرم کو ہوا۔ بحر المصائب۔

ہم کو لازم ہے کہ ہم ارض مقدسہ کے بلائے معلّے کا پتہ جغرافیہ عرب سے  
 بتلا دیں ارض مقدسہ کے بلا شہر کوہ سے ۲۴ فرسخ تقریباً دس میل پر واقع ہے  
 ارضِ مطہرہ کے بلا ایک غیر آباد ریگستان کا نام تھا جو دریائے فرات کے کنارے واقع  
 تھا اور موجودہ کے بلائے معلّے تو ایک عظیم الشان پرفضا شہر ہے جو مرد و جنہ نقشبہ جات

عراق من مشہد حسین کے نام سے بھی مندرج پایا جاتا ہے اس غیر آباد رگیان سے اُس وقت کئی ایک چھوٹی چھوٹی بستیاں ملی ہوئی آباد تھیں جن میں اہل عرب کے مختلف قبائل بستے تھے جن میں سب سے زیادہ مشہور بنی اسد کا قبیلہ تھا یہ چھوٹی بستیاں تینوئی - غاصریہ - سقیہ اور ماریہ کے نام سے مشہور تھیں ان میں سب سے بڑی بستی غاصریہ تھی جس میں سب سے زیادہ لوگ بستے تھے۔ صلاح الشائین - ۲۹ -

بروایت ملا محمد باقر مجلسی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسین صحرائے کربلا میں پہنچے تو ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا یہ خط حسین بن علی کی طرف سے محمد بن علی اور اولاد ہاشم میں سے جو اس کے پاس موجود ہیں ان کی خدمت میں پہنچے۔ انا بعد واضح ہو کہ ہم نے ترک زندگی کافی اختیار کی اور شہادت پر ہم آمادہ ہو گئے ہیں اور دنیا کو ایسا جانتے ہیں کہ گویا ہرگز تھی ہی نہیں اور آخرت کو باقی و دائم جانتے ہیں اور ہم نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا ہے۔ والسلام - جلاء العیون - ۳۸۰ -

بروایت ملا محمد باقر مجلسی باسناد سید ابن طاووس جب امام حسین کربلا میں وارد ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ متضمن بر حمد و ثنائے الہی ادا فرمایا پھر ارشاد کیا کہ نوبت ہمارے امر کی یہاں تک پہنچی جو تم دیکھتے ہو تحقیق دنیا تبدیل ہو گئی ہے اس کی نیکیوں نے منہ پھیر لیا ہے دنیا سے ایک رفق باقی نہیں رہا اور میرا جرمہ زندگی انجم کو پہنچ چکا ہے زندگی دنیا بد زندگی کافی ہے آیاتم نہیں دیکھتے کہ لوگوں نے حق سے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور حق بات پر عمل نہیں کرتے باطل پر اجماع کیا ہے اس سے پرہیز نہیں کرتے پس جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دنیا سے منہ پھیر لے ملاقات پروردگار کا شوق

ہو بے شک میں راہ خدا میں شہادت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ان ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو ننگ و غذاب سمجھتا ہوں۔

زہیر بن قین نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے فرزند رسول خدا ہم نے آپ کا کلام سنا، اگر دنیا ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی بھی ہوتی اور ہم اس میں رہتے تب بھی آپ کے ساتھ شہید ہونے کو دنیا کی ہمیشگی پر اختیار کرتے، حالانکہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے کس طرح اپنی جانیں عزیز کریں۔

اس کے بعد ہلال ابن نافع علی اٹھے اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہم ملاقات پر دروگر کے مشتاق ہیں نیت درست اور عزم صحیح کے ساتھ آپ کی متابعت اختیار کی ہے ہم ان کے دوست ہوں گے جو آپ سے دوستی رکھیں گے اور ان کے دشمن ہوں جو آپ سے دشمنی رکھیں گے۔

ان کے بعد بریر بن خضیر اٹھے عرض کیا خدا کی قسم ہے اے فرزند رسول خدا، حق تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں اور اعضا پارہ پارہ ہوں آپ کے جذبہ بزرگواری قیامت میں ہمارے شفیع ہوں۔ بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران ۳۸۱ -

بروایت علامہ ابواسحق اسفرائینی حر جلدی سے چل رہا تھا وہ دریائے فرات اور امام حسین اور اصحاب حسین کے درمیان حائل ہو گیا۔ رشک امام حسین اور لشکر کے مابین تین میل بروایتی پانچ میل اور بروایتی ایک فرسخ کا فاصلہ تھا۔ نور العین ۲۹۔  
بروایت خواجہ اعظم کوفی حضرت کے خیموں کے برابر پناخیمہ لگایا، اور عبداللہ ابن زیاد کو خط لکھ کر حسین کے وارو کر بلا ہونے اور قیام کرنے سے مطلع کیا عبید اللہ ابن زیاد نے امام حسین کو خط لکھا کہ اے حسین میں نے سنا ہے کہ آپ نے کر بلا کے متصل قیام کیا ہے اور آج ہی زید کا خط میرے پاس پہنچا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب

تک آپ کو داصل حق نہ کروں نہ بستر پر سوؤں اور نہ کھانے کا مزہ چکھوں اور یا آپ اس کی فرمانبرداری اختیار کر کے بیعت کریں۔ والسلام

جب یہ خط آپ کے پاس پہنچا پڑھ کر ہاتھ سے ڈال دیا، اور فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائیگی جو مخلوق خدا کی رضامندی کے لئے خالق کی ناراضگی اختیار کرتی ہے عبد اللہ کے قاصد نے خط کا جواب مانگا آپ نے فرمایا اس کا کچھ جواب نہیں قاصد جواب لئے بغیر واپس چلا گیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ابن زیاد سے بیان کر دیا۔ عبد اللہ ابن زیاد غضبناک ہوا۔ تاریخ اعمم کوفی ۳۶۷ -

بروایت سید علامہ ابن طاووس عبد اللہ ابن زیاد کو قتل حسین کے لئے لشکر فراہم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اُس نے جا بجا بھرتی کا اعلان کر دیا اور امام کے قتل کو عمام کی نگاہ میں اس قدر معمول کر دکھا کہ رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے والوں نے بلا تکلف فرزند رسول کے قتل پر کمر باندھ لی اور اتنا فانا ایک کثیر فوج جمع ہو گئی مقتل لہوت ۵۱ - ابو مخنف کہتے ہیں کہ کوفہ میں ۱۲ ابن زیاد نے اپنا لشکر بلایا اور کہا جو شخص امام حسین کا سر میرے پاس لائیگا اسے دس سال کے لئے ملک سے کی حکومت دوں گا عمر سعد نے اس سے کہا کہ اے امیر میں اس امر کے لئے تیار ہوں ابن زیاد نے کہا کہ حسین کے مقابلہ کو روانہ ہو جاؤ اور اُن پر سختی سے پانی روک دو عمر سعد نے کہا اے امیر ایک مہینہ کی مہلت چاہتا ہوں ۱۱ ابن زیاد نے کہا مہلت تو بالکل نہ دوں گا عمر سعد نے کہا اچھا دس دن کی مہلت عطا ہو ابن زیاد نے یہ بھی منظور نہیں کی۔ مقتل ابی مخنف مطیع النجف ۵۰ -

عمر سعد نے کہا مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ میں اس امر کو اچھی طرح سوچ لوں ابن زیاد نے اجازت دے دی عمر سعد اسی وقت وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر آباد و ستوں اور عربوں سے مشورہ کیا۔ تاریخ اعمم کوفی ۳۶۷ -



بروایت لوط بن یحییٰ تمام مہاجرین اور انصاری کی اولاد اُس کے پاس آئی اور کہا اسے ابن سعد تیرا باپ تو اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص تھا اور بیعت رضوان میں بھی شریک تھا کیا تو امام حسین سے جنگ کرنے جائیگا۔ نقل ابی مخنف - ۵۱ -

بروایت نواجہ اعثم کوفی حمزہ بن مغیرہ جو اسکی بیوی کا بھائی تھا اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا ہرگز تو حسین علیہ السلام سے لڑنے اور اسے شہید کرنے کا فعل اپنے وقتے نہ لینا ورنہ تو گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا۔ خدا کی قسم اگر دنیا میں تیرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے تو اس سے بہتر ہے کہ تو آخرت میں حسین علیہ السلام کا خون اپنی گردن پر لے جائے۔ تاریخ اعثم کوفی - ۳۶۷ -

بروایت لوط بن یحییٰ عمر سعد نے جواب دیا کہ میں اس ارادہ سے باز نہیں آؤں گا اور حکومت رے اور قتل حسین علیہ السلام پر برابر غور و خوض کرتا رہا آخر کار امام حسین سے جنگ کرنے کو ترجیح دی اور کہا خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا اور میں بہت ہی حیران ہوں اپنے بارے میں دو ٹوٹی باتوں پر غور کر رہا ہوں یا تو ملک رے چھوڑ دوں حالانکہ اسی کی مجھ کو تمنا ہے یا حسین کو قتل کر کے گنہگار بن جاؤں اور حکومت رے ملنے کے خیال سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک ہے اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ معاف کر دے گا اگرچہ یہ گناہ کر کے تمام جن و انس سے بھی زیادہ ظالم کیوں نہ بن جاؤں دنیا ایسی بھلائی ہے جو فوراً ہی ہمتی ہے اور ایسا کوئی عقلمند نہیں جو موجودہ شے کو فرض پر بیچ دے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جنت جہنم عذاب اور جھکڑوں کا پیدا کرنے والا ہے اگر وہ اپنی باتوں میں سچے ہیں تو خدا سے رحمن کے حضور میں ہر طرح زویر کوں گا اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو ہم وسیع دنیا اور ہمیشہ آراستہ و پیراستہ رہنے والے ملک پر کامیاب ہو جائیں گے۔ عمر سعد پر خدا کی چھٹکار پڑے۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک غیبی منادی نے جس کی صورت نظر نہیں آتی تھی اس کے جواب میں کہا:۔ خبر دار ہو جا اسے ناجائز طریقہ کی پیدائش تیری دوڑ دھوپ ناکام رہے گی اور اصل کا تسارہ اٹھا کر تو دنیا سے

اٹھے گا عنقریب تو ایسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جس کے شعلے بھی نہیں بجھتے اور تیری ان  
گوششوں پر ہر شخص انگشت نادرہیگا جس وقت تو حسینؑ ابن فاطمہؑ کو دنیا و آخرت میں سب سے  
زیادہ شریف سمجھ کر بھی قتل سے باز نہ آئیگا تو اسے مخلوق میں سب سے زیادہ حسارہ میں رہنے  
والے تو اس گمان میں نہ رہتا کہ قتل حسین علیہ السلام کے بعد حکومت رسے پر کلبلیاب  
ہو جائیگا۔ مقتل ابی مخنف مطبع النجف ۵۱ -

علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۵۳ پر عبدالرحمن ابن قلدون نے تاریخ ابن خلدون  
صفحہ ۱۰۴ پر اور محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار صفحہ ۳۸۴ پر لکھا ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو عمر  
بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار کی سپاہ لے ہوئے کوفہ سے کربلا دارو ہوا۔ لوط بن یحییٰ نے  
مقتل ابی مخنف صفحہ ۵۱ پر ابو اسحق اسفرائینی نے نور البین صفحہ ۳۱ پر اور میرزا محمد تقی نے تاریخ  
التواریخ صفحہ ۲۳۲ پر عمر سعد کے فوجی دستہ کی تعداد چھ ہزار لکھی ہے ملاحظہ فرمائیے جلال العیون  
صفحہ ۳۸۰ پر علامہ رفندوزی نے نیابیع المودۃ صفحہ ۴۰۸ پر ابن شہر آشوب نے مناقب  
آل ابیطالب صفحہ ۵۶۹ پر اور علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۵۱ پر عمر سعد کے  
فوجی دستہ کی تعداد چار ہزار نقل کی ہے۔

بروایت محمد بن جریر طبری جس دن نبیؐ میں امام حسینؑ اتے اس کے دوسرے  
دن صبح کو عمر بن سعد آپ کے مقابل میں آکر اترا اور عروۃ بن قیس احمسی کو حکم دیا کہ حسینؑ  
کے پاس جا کر پوچھے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں عروہ ان لوگوں  
میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلایا تھا اسے آپ کے سامنے جاتے ہوئے  
شرم آئی ابن سعد نے لشکر کے اور رئیسوں سے بھی جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے یہ  
پیام لے جانے کو کہا سب نے انکار کیا یہ پیغام لے جانا کسی کو گوارا نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر  
کثیر بن عبداللہ شعبی بروایت خواجہ اعظم کوفی عبداللہ سبعی اور بروایت ابو مخنف کثیر بن  
شہاب اٹھ کھڑا ہوا جو خاندان جناب رسول خدا کا سخت ترین دشمن تھا اس نے کہا میں

حسین کے پاس جاتا ہوں اور تم کہو تو میں امام حسین کا کام تمام کر دوں ابن سعد نے کہا میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ تم ان کو اچانک قتل کرو البتہ ان کے پاس جا کر پوچھو کہ ان کے آتے کا کیا سبب ہے کثیر یہ پوچھنے کو روانہ ہوا ابو ثمامہ صیداوی نے اسے آتے دیکھ کر آپ سے عرض کیا اے اباعبداللہ خدا آپ کا بھلا کرے جو شخص آپ کے پاس آ رہا ہے خلائق میں بدترین شخص ہے یہ کہہ کر ابو ثمامہ اٹھ کھڑے ہوئے اس سے کہا کہ اپنی تلوار رکھ دے اس نے کہا واللہ بہ نہیں ہو گا اس میں کسی کا لحاظ میں نہیں کر صل گا میں فقط پینچا دل گا اگر نہیں سنتے تو واپس چلا جاتا ہوں ابو ثمامہ نے کہا میں تیری تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر چلوں گا یہاں تک کہ تو امام کی خدمت میں اپنا پیغام سنا دے اُس ملعون نے یہ بھی قبول نہ کیا ابو ثمامہ نے کہا اچھا جو کچھ تجھے کہنا ہے کہہ مے میں جا کر عرض کر دوں گا تجھے قریب نہ جانے دوں گا تو ایک بدکار شخص ہے۔ وہ واپس چلا گیا حقیقت حال کو عمر بن سعد سے بیان کر دیا۔ ابن سعد نے اب قرۃ بن قیس حنظلی کو بلا کر کہا۔ قرۃ تم ذرا حسین سے مل کر پوچھو کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں قرۃ وہاں سے چلا کر آپ کی زیارت کرے آپ نے جب اسے آتا ہوا دیکھا تو انصار سے پوچھا اس شخص کو تم جانتے ہو حبیب ابن مظاہر نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں یہ بنی حنظلہ سے ہے اور تمہی ہے ہماری بہن کا بیٹا ہے میں تو اس کو خوش عقیدہ سمجھتا تھا میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ آئے گا اتنے میں قرۃ آپہنچا۔ آپ کو سلام کیا اور ابن سعد کا پیغام پہنچایا آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر والوں نے مجھے لکھا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں اب میرا آنا انہیں ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں۔ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا اے قرۃ کیا تو ان ظالموں میں پھر واپس جاتا ہے تجھے چاہیے کہ تو امام حسین کی نصرت کرے جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے اور ہمیں کرامت عطا

فرمائی ہے قرۃ نے کہا میں جس کے ساتھ ہوں اس کے پیغام کا جواب اسے پہنچانے کو واپس جاؤں گا اور پھر جیسی میری رائے ہوگی وہ کروں گا یہ کہہ کر قاصد ابن سعد کے پاس گیا اور سب حال بیان کر دیا ابن سعد نے کہا امید تو ہوتی ہے کہ خدا مجھ کو ان سے لڑنے اور ان کے ساتھ کشت و خون کرنے سے محفوظ رکھے گا اور ابن زیاد کو یہ خط لکھوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہاں جب آ کر حسین کے مقابل اترا تو ایک قاصد کو ان کے پاس بھیجا ان سے میں نے پوچھا کہ آنے کا کیا سبب ہوا اور وہ کیا چاہتے ہیں کس چیز کے طلب کار ہیں۔ انہوں نے اس کا جواب دیا کہ اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواستگار ہوئے کہ میں یہاں آؤں۔ تو میں یہاں چلا آیا۔ اب میرا آنا اگر ان کو ناگوار ہے اور قاصدوں سے جو کچھ انہوں نے کہلا بھیجا تھا۔ اب اس کے خلاف ان کی رائے ہو گئی ہے۔ تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ تاریخ طبری ۶ - ۲۵۵۔

بروایت علامہ مجلسی باسناد شیخ مفید حسان بن قاصد عیسیٰ نے کہا جس وقت یہ خط ابن زیاد کے پاس پہنچا میں اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا جب اس نے خط پڑھا کہنے لگا حسین ہمارے قبضہ میں آچکے ہیں تو امید سجات رکھتے ہیں، ہرگز رہائی نہ پائیں گے۔ اس کے بعد عمر سعد کو یہ جواب تحریر کیا تیرا خط پہنچا اور میں حقیقت حال سے آگاہ ہوا پس تو حسین سے کہہ دے کہ وہ اور ان کے اصحاب بیعت یزید کریں اس کے بعد جو میری رائے میں آئیگا کروں گا جب خط کا یہ جواب عمر بن سعد کو پہنچا تو اس نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ابن زیاد صلح نہیں چاہتا ہے۔

بروایت علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ محمد بن ابی طالب نے کہا جو کچھ ابن زیاد نے لکھا تھا عمر سعد نے حضرت سے نہ کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حضرت امام حسین ہرگز بیعت یزید نہیں کریں گے پھر ابن زیاد نے جامع مسجد کوفہ میں لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر جا کر کہا۔

بحارالانوار جلد دہم مطبع طہران ۳۸۵ -

ایہا الناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دوستوں سے کس قدر نواز شہاٹے  
بیشمار کرتے ہیں ان کی رعایا پروری تمہیں معلوم ہے مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے  
وظائف کو مضاعف کر دوں اور تم کو انعامات و اکرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ  
ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو لازم ہے کہ حکم امیر قبول کرو اور انعامات و نوازشات  
فراوان کے امیدوار ہو یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اترے اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور  
لوگوں کو ترغیب دی کہ امداد عمر بن سعد کو روانہ ہوں اکثریے دنیاں غداران نے دین کو  
دنیا سے بیچ ڈالا اور آمادہ قتل امام حسینؑ ہونے - جلاء العیون مطبع طہران ۳۸۲ -

بروایت خواجہ اعثم کوفی و ملا محمد باقر مجلسی جو شخص سب سے پہلے حضرت امام حسینؑ  
سے لڑنے کے لئے گیا وہ شمر ذی الجوشن تھا جو چار ہزار سوار لیکر عمر سعد سے جا ملا اب  
اس کے پاس ۹ ہزار سپاہ ہو گئی - یزید بن زکاب کلبی دو ہزار جمعیت لیکر پہنچا اس کے  
پیچھے ہی پیچھے ایک سردار حصین بن نمیر شکونی چار ہزار آدمی لیکر پہنچا مصابین زنیہ مازنی  
تین ہزار اور نصر بن فلاں دو ہزار کی جمعیت سے عمر سعد سے جا ملا پھر او سردار کیے بعد  
دیگرے پہنچے پھر شیبث بن رعی ایک ہزار سواروں کے ساتھ چل کر عمر سعد سے جا ملا -  
اور عبید اللہ بن زیاد نے ایک ہزار سوار فراہم کر کے حجازین حرکان کا امیر مقرر کیا اور  
حکم روانگی دے دیا - الغرض عمر بن سعد کی فوج میں بائیس ہزار اور پیدل ہو گئے - تاریخ  
اعثم کوفی ۳۶۹ -

بروایت سید علامہ ابن طاووس ۶۶ - محرم تک عمر سعد کی کل فوج شمار میں تیس ہزار  
لیک پہنچ گئی تو بھرتی بند ہو گئی - متعلق لہوف ۵۱ -  
بروایت محمد تقی علمائے تاریخ اور محقق مورخین نے ان فوجوں کی تعداد میں جو  
امام حسینؑ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئی تھیں اختلاف کیا ہے ان جملہ تعدادوں کو جو

بندہ نے یاد کی ہیں اور عمر سعد کے ساتھ جوش کوشار میں لایا جہاں وہ تریپن ہزار افراد ہیں قاضی مجلسی نے ان سپہ سالاروں کو جن کو نام بنا کر کیا ہے اور ہر ایک کے لشکر کو شمار کیا ہے تو بیس ہزار افراد لکھے ہیں اس وقت لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کا لشکر کربلا میں تیس ہزار تھا ابن شہر آشوب نے ابن زیاد کے لشکر کی تعداد بتیسی ہزار<sup>۳۵</sup> شمار کی ہے ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ فی معرفت الامتہ میں چھ ہزار نفوس لکھے ہیں یا قمی نے اپنی تاریخ میں بائیس ہزار افراد معلوم کئے ہیں، شرح شافیہ میں بچاس ہزار سوار مرقوم ہیں۔ مطالب السؤل میں بائیس ہزار افراد منقول ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ابن زیاد کی فوج کی تعداد میں مورخین نے اختلاف کیا ہے مورخین کی ایک جماعت نے ایک لاکھ بائیس ہزار سے آٹھ لاکھ تک تعداد بیان کی ہے جس کی تفصیل بیان کرنا باعث طوالت ہے۔

لیکن امام حسین کے وہ اصحاب جو قاضی مجلسی نے لکھے ہیں چالیس پیادے اور بتیس سوار تھے محمد بن ابی طالب کی تحقیق کے مطابق بتیس سوار اور بیاسی<sup>۳۲</sup> پیادے تھے محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے کہ امام حسین کی فوج تیس سوار اور چالیس پیادے لکھی ہے علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین کی فوج ستر سوار اور ایک سو پیادے تھی بعض مورخین نے تیس سوار اور ایک سو پیادے بھی بیان کئے ہیں شرح شافیہ فی فراس فی مناقب آل رسول و شائبہ بن عباس میں منقول ہے کہ امام حسین کی فوج ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی علامہ سعودی روج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک ہزار سوار اور ایک سو پیادے امام حسین کے ہمراہ جہاد کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے عبداللہ بن نور اللہ نے کتاب عوالم جلد تریس میں بتیس سوار اور چالیس پیادے لکھے ہیں عبداللہ بن محمد رضا الحسینی نے اپنی کتاب میں جس کا نام بھی جلا العیون ہے بتیس سوار اور چالیس پیادے بیان کئے ہیں مجوس متدری نے بھی کتاب زبدۃ الفکر فی تاریخ البحرۃ میں امام حسین کی فوج بتیس سوار اور چالیس پیادے

لکھی ہے تاریخ مرات الجنان میں یافعی کے علم میں امام حسین کی سوار اور پیادہ فوج بیاسی تھی طبری نے اپنی تاریخ میں امام حسین کی فوج چالیس سوار اور ایک سو پیادہ لکھی ہے اور تاریخ معینی میں مرقوم ہے کہ اولاد علی علیہ السلام سے سات اور حسین بن علی کی اولاد سے تین اور اصحاب امام حسین سے ستاسی جوان شہید ہوئے۔ تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران ۴ - ۲۳۳ -

بروایت ملامحمد باقر علیسی حبیب ابن مظاہر نے جب کثرت لشکر مخالف ملاحظہ کی تو حضرت امام حسین کی خدمت میں آکر عرض کیا یا بن رسول اللہ! قبیلہ بنی اسد یہاں سے نزدیک ہے اگر اجازت ہو تو میں جا کر آپ کی نصرت و مدد پر اسے دعوت دوں شاید حق تعالیٰ ان کی نصرت سے آپ سے ضرر کو دور کر دے امام حسین نے حبیب کو رخصت دے دی حبیب رات کو اس قبیلہ میں گئے۔ لوگوں نے آپ کو پہچانا پوچھا کیا امر باعث ہوا جو اس شب تاریک میں یہاں آئے ہو حبیب نے کہا میں تمہارے لئے وہ خوشخبری لایا ہوں کہ کوئی شخص اپنی قوم کے لئے ایسی خوشخبری نہ لایا ہوگا۔ میں آیا ہوں کہ تمہیں نصرت فرزند رسول خدا پر دعوت دوں آگاہ ہو کہ حضرت مع جماعت مومنین یہاں وارد ہوئے ہیں ان کی جماعت کا ہر شخص شجاعت و مروانگی اور سعادت میں ہزار مرد سے بہتر ہے ان سب نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ نصرت امام حسین سے دستبردار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنی جان فرزند رسول پر نثار نہ کریں اور عمر سعد نے حکومت رٹے کے لالچ سے ہر طرف سے حضرت کو گھیر لیا ہے تم میرے ہم قوم و قبیلہ ہو تم کو نصیحت کرنا ہوں کہ میری دعوت نصرت امام حسین قبول کرو، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب رہو۔ قسم بخدا کوئی شخص تم سے نصرت حسین میں قتل نہ ہوگا۔ مگر برفاقت رسول مقام اعلیٰ علیین پر فائز ہوگا۔ جب حبیب نے ان کو مواعظ شافیہ سے مائل کیا اس وقت ان میں سے

عبداللہ ابن بشیر نے اٹھ کر حبیب سے کہا تم گواہ رہو جس نے سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کیا وہ میں ہوں اس کے بعد بجز پڑھنا شروع کیا جب بنی اسد کے لوگوں نے عبداللہ کی ہمت و جرات کا مشاہدہ کیا تو ہر شخص فرزند رسول کی نصرت میں دوسرے پر سبقت کرنے لگا یہاں تک کہ حبیب ابن مظاہر نوے آدمی بنی اسد کے ہمراہ لیکر لشکر حسین کی طرف روانہ ہوئے اس اثنا میں ایک منافق قبیلہ نے یہ خبر عرض کر کے پہنچائی اس نے چار سو سوار ارزق شامی کے ہمراہ کر کے ان کو روکنے کو بھیجا ابھی حبیب ابن مظاہر لشکر حضرت میں نہ پہنچے تھے کہ لشکر عمر سعد راہ روک کر کھڑا ہو گیا اور دریا سے فرات کے کنارے لڑنے کا ارادہ کیا اس وقت حبیب نے آواز دی اے ارزق! وائے ہو تجھ پر اپنے لشکر میں پھر جا ہم کو چھوڑ دے تاکہ اپنے امام کی خدمت میں جاؤ اس طعون نے قبول نہ کیا۔ جب بنی اسد تاب مقاومت ان سے نہ لاسکے ناچار اپنے قبیلہ کو پھر گئے حبیب ابن مظاہر نے امام کی خدمت میں آ کر سب احوال عرض کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا لا حول ولا قوت الا باللہ۔ بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران ۷-۳۸۶۔

بروایت علامہ طبری ایک اور خط ابن زیاد کا ابن سعد کو آیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ نہر اور حسین کے درمیان حائل ہو جا ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کا رئیس مقرر کر کے روانہ کیا یہ لوگ نہر فرات پر جا کر ٹھہرے اور نہر اور حسین و اصحاب حسین کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے کہ وہ بوند بھر پانی اس سے نہ پینے پائیں یہ واقعہ آپ کے شہید ہونے سے تین دن پہلے کا ہے۔

آپ کے سامنے آ کر عبداللہ ابن ابی حصین ازدمی جو قبیلہ بجیلہ میں شمار ہوتا تھا باواز بلند پکارا اے حسین ذرا پانی کی طرف دیکھو کیسا آسمانی رنگ اس کا جھلا معلوم



ہوتا ہے واللہ تم پیاس سے مر جاؤ گے پانی کا ایک قطرہ بھی تم کو نہ ملے گا امام حسینؑ نے یہ سن کر کہا خداوند! اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کر ہلاک کر اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو۔ حمید بن مسلم نے کہا اس کے بعد میں اس کی بیماری میں اس کی عیادت کو گیا تھا تم ہے اس خدا کے وعدہ لا شریک کی میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے، پھرتے کرتا ہے، پھر پیتا ہے اور پھر پیاسا ہو جاتا ہے پیاس نہیں بھتی، اس کی یہی حالت یکساں رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تاریخ طبری حصہ چہارم ۶ - ۲۵۶ -

بروایت ملا محمد باقر مجلسی جب پیاس نے اصحاب امام حسینؑ پر غلبہ کیا تو انہوں نے حضرت کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی، حضرت نے ایک بیلچہ دست مبارک میں لیا اور شیمہ حرم محترم کے پیچھے تشریف لائے اور پشت خیمہ سے نو قدم بروایت خواجہ اعثم کوئی، انیس قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں بیلچہ زمین پر مارا حضرت کے اعجاز سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے پانی پیا اور مشکیں وغیرہ بھر لیں پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا، عبید اللہ ابن زیاد نے جب یہ خبر سنی تو عمر بن سعد کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ امام حسینؑ، کنوئں کھود کر پانی نکالتے ہیں جب میرا خط تجھے پہنچے اسی وقت سے امام حسینؑ اور اصحاب امام حسینؑ پر سختی کرو اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پینے دے یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں اس خط کے آنے کے بعد جب عمر سعد نے امام حسینؑ اور اہل بیت پر سختی کی اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا تو امام حسینؑ نے اپنے بھائی جناب عباس کو بلایا اور تیس سوار اور بتیس پیادے ان کے ہمراہ کر کے بیس مشکیں ان کو دیں کہ دریا شے فرات سے بھر لائیں جب کنارہ فرات پر پہنچے تو عمرو بن جراح نے پوچھا تم کون ہو اصحاب امام حسینؑ میں سے ہلال ابن نافع نے کہا میں تیرا چچا زاد

بھائی ہوں پانی پینے آیا ہوں اس نے جواب دیا ہے ہلال اگر تم کو گواہ تو پانی پی لو۔  
ہلال نے کہا تجھ پر افسوس ہے میں کس طرح پانی پیوں حالانکہ اہلبیت نبوت اور جگہ  
گوشکان رسول خدا پیاسے ہیں اس ملعون نے کہا یہ سچ ہے لیکن جو مجھے حکم دیا گیا  
ہے اس کی میں تعمیل کروں گا یہ سن کر ہلال نے اپنے اصحاب کو آواز دی کہ جلد پانی بھر لو  
حجاج نے اپنے لشکر سے کہا پانی نہ بھرنے دو قریب تھا کہ آتش حرب و ضرب مشتعل  
ہو مگر اصحاب امام حسین نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور انہیں آسیب  
و گزند نہ پہنچا اس وجہ سے حضرت عباس علیہ السلام کو سقہ اہل بیت کہتے ہیں۔

جلعاء العیون ۳ - ۳۸۲ -

بروایت علامہ طبری امام حسین نے عمرو بن قزظ بن کعب انصاری کو عمر بن سعد کے  
پاس بھیجا کہ آج رات کو میرے اور اپنے لشکروں کے درمیان مجھ سے ملاقات کر  
عمر بن سعد بیس سوار ساتھ لیکر لشکر سے نکلا آپ بھی بیس سوار ساتھ لیکر روانہ ہوئے  
جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ آپ سب یہاں سے چلے جائیں۔  
عمر بن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا۔ سب وہاں سے دور ہٹ  
گئے۔ جہاں نہ آواز ستانی دیتی تھی نہ کوئی بات۔ جناب امام حسین اور عمرو بن سعد  
کی باتوں میں طول ہوا کہ کچھ رات گزر گئی پھر امام حسین اور عمر سعد اپنے اپنے لشکر میں  
واپس چلے گئے لوگوں نے اپنے دم و گمان سے کہنا شروع کیا کہ امام حسین نے ابن سعد  
سے کہا تو میرے ساتھ مزید کے پاس چل و ونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں ابن سعد  
نے کہا میرا گھر کھوٹا لاجا بیگا۔ آپ نے فرمایا میں بنوادوں گا، اس نے کہا میری  
جاگیریں پھین لی جائیں گی آپ نے فرمایا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے  
دوں گا جو جاز میں ہے، عمر بن سعد نے اسے گوارا نہ کیا لوگوں اسی بات کا چرچا تھا  
بغیر اس کے کہ کچھ سنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا لیکن

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لئے اختیار کرو یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ بزرگ کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کہ وہ مملکت اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو میں ان لوگوں کا ایک شخص بن کر رہوں گا میرا نفع و نقصان ان کے نفع و نقصان کے ضمن میں ہو گا یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ بزرگ کے ہاتھ میں دے دیں گے، یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلا دے اسلام کی مجھے روانہ کر دو۔  
تاریخ طبری ۲۵۸ -

بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۳۹۰ مطبع طہران صفحہ ۳۹۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ عقبہ بن سمان نے کہا میں مدینہ سے عراق تک امام حسینؑ کے ہمراہ رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ درجہ شہادت پر فائز ہوئے خدا کی قسم ہے میں نے حضرت کو اسی قسم کی کوئی بات کہتے ہوئے نہیں سنا۔

بروایت علامہ طبری بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف جانے دو میں دیکھوں کہ کیا انجام ہوتا ہے ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں عمر ابن سعد نے ابن زیاد کو اس قسم کا خط لکھا ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا یہ خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اپنی قوم کا شفیق ہے، اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا کیا یہ بات ان کی تو قبول کرتا ہے وہ تیری زمین پر اتارے ہوئے ہیں تیرے پہلو میں موجود ہیں اگر وہ تیری اطاعت کئے بغیر تیرے شہر سے چلے گئے تو قوت و غلبہ ان کو اور عاجزی و کمزوری تیرے لئے ہے یہ موقع ان کو نہ دینا چاہئے اس میں تیرے لئے ذلت ہے ہونا یہ چاہئے کہ وہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم پر سر جھکا دیں اگر تو سزا دے تو تجھے سزا دینے کا حق

سے اگر معاف کر دے تو تجھے اختیار ہے واللہ میں تو یہ سنتا ہوں کہ حسین اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں ابن زیاد نے کہا تو بے کہا اچھی رائے دی ہے رائے سے تو میں یہی ہے۔ تاریخ طبری ۹-۲۵۸۔

بروایت شیخ مفید، عبید اللہ بن زیاد نے شمر سے کہا کہ یہ خط عمر بن سعد کے پاس سے جا اسے چاہیے کہ حسین اور ان کے اصحاب سے عرض کرے کہ وہ میرے حکم پر سر جھکا دیں اور اگر وہ قبول کریں تو ان کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کرے اگر عمر بن سعد اس حکم کے مطابق عمل کرے تو اس کا تابع اور مطیع رہے اور اگر وہ حسین اور اس کے اصحاب سے جنگ کرنے سے انکار کرے تو تم ہی امیر لشکر ہو اور عمر بن سعد کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے اور عمر بن سعد کو خط لکھا:-

میں نے تجھے حسین علیہ السلام کے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تو حسین سے جنگ کرنے سے باز رہے اور ان سے مقابلہ نہ کرے اور نہ اس لئے کہ تو اس کے لئے سلامتی اور زندگی کی آرزو کرے کہ تو اس کے عذر کو قبول کرنے کے لئے کہے اور نہ اس لئے کہ تو میرے سامنے ان کا سفارشی بن بیٹھے دیکھ اگر حسین اور ان کے اصحاب میرے حکم پر سر جھکا دیں تو ان کو میرے پاس اطاعت گزاروں کی طرح بھیج دے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر لشکر کشی کر یہاں تک کہ تم ان سب کو قتل کر کے ان کے اعضا پریدہ کر ڈالو وہ سب اس کے لائق ہیں جب حسین قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے کیونکہ وہ سرکش اور ستم گار ہیں میرے دل کی یہ بات نہیں کہ ان کے مرنے کے بعد انہیں کچھ ایذا پہنچے گی بلکہ جب میں نے اپنے آپ سے کہا ہے کہ اگر میں انہیں قتل کرنا تو ان کے ساتھ یہی سلوک کرنا اگر ان کے بارے میں تو ہمارے حکم کو جاری کرے گا تو ہم تجھے وہ عوض دیں گے جو ایک فرمانبردار اور اطاعت گزار

کو مانا جا بیٹے اور اگر تجھے منظور نہیں ہے تو ہماری خدمت اور شکر سے علیحدہ ہو جا اور  
 لشکر کو شمر پر چھوڑ دے ہم نے اسے اپنے احکام بتا دئے ہیں۔ والسلام -  
 جب شمر ابن زیاد کا خط لیکر عمر بن سعد کے پاس آیا اور اس نے خط پڑھا تو  
 عمر بن سعد نے شمر سے کہا واٹے ہو تجھ پر تو نے کیا حرکت کی خدا تری ہمسائیگی سے  
 بچائے خدا تجھے غارت کرے یہ کیا تو میرے پاس لیکر آیا ہے واللہ میرا خیال ہے کہ  
 تو نے ہی اس کو میری تحریر مانتے سے پھیر دیا ہے جس معاملہ میں اصلاح کی ہم کو امید تھی  
 تو نے اسے بگاڑ دیا واللہ حسینؑ کو دن بھکانے والے نہیں ہیں تحقیق اس کے والد  
 کا دل اس کے پہلو میں موجود ہے شمر نے کہا یہ تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے کیا تو اپنے امیر  
 کے حکم پر چلے گا اور اس کے دشمن کو قتل کرے گا یا نہیں تو لشکر کو مجھ پر چھوڑ دے  
 عمر بن سعد نے کہا نہیں میں لشکر کی سرداری تجھ پر نہیں چھوڑتا۔ اور میں خود یہ کام  
 کروں گا اور تو پیادہ فوج کا سپہ سالار بن جا اور عمر بن سعد محرم کی نویں تاریخ  
 خمیس کے دن شام کے وقت حسینؑ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا شمرؑ کو اصحاب  
 حسین کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں بیٹن کہ  
 عباس عبداللہ جعفر اور عثمان فرزدان علی بن ابیطالب جوام البنین بنت  
 حزام کے لطن سے تھے، اس کے پاس آئے اور کہا تجھے کیا کام ہے شمر نے کہا  
 میری بہن کے فرزند و تمہارے لئے امان ہے ان نوجوانوں نے فرمایا تجھ پر  
 اور تیری امان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تو ہم کو امان دیتا ہے اور رسول اللہ  
 کے فرزند کے لئے امان نہیں ہے۔ کتاب الارشاد جلد دوم مطبع طہران ۹-۹۱  
 لیکن علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۶۰ پر حضرت عباس، حضرت عبداللہ  
 حضرت جعفر اور حضرت عثمان فرزدان حضرت علی علیہ السلام کے ماموں کا نام  
 عبداللہ بن ابی محل بن حزام لکھا ہے جس نے امان نامہ اپنے ایک آزاد غلام

کرمان کے ہاتھ اپنی پھوپھی ام البنین کے فرزندوں کی خدمت میں بکھوایا تھا حواہیہ اعثم کو فی نے تاریخ اعثم کو فی صفحہ ۳۷۱ پر اس کا نام عبید اللہ بن محل عامری درج کیا ہے جس نے اپنے ایک غلام عرفان کو امان نامہ دیکر اپنے چچا کی لڑکی ام البنین کے فرزندوں کے پاس بھیجا تھا اور میرزا محمد تقی نے نسخہ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۴۳ پر مذکورہ فرزند ابن جناب امیر علیہ السلام کے ماموں کا نام جبریر بن عبداللہ بن محمد کلابی لکھا ہے جس نے عبید اللہ بن زیاد سے امان نامہ حاصل کر کے اپنے چچا کی لڑکی ام البنین کے فرزندوں کی طرف اپنے غلام عرفان کی معرفت بھیج دیا۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب و شیخ مفید نویں محرم کو عمر بن سعد نے ندا کی اسے لشکر خدا سوار ہو جاؤ اور تمہیں بہشت کی خوشخبری ہو پس عمر بن سعد کا لشکر عصر کے بعد امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب کی طرف روانہ ہوا اس وقت امام حسینؑ اپنے خیمے کے سامنے اپنی تلوار پر سہارا لئے ہوئے اور اپنے زانوں پر سر رکھے بیٹھے ہوئے تھے جب آپ کی بہن جناب زینب عالیہ نے شور و غل سنا تو آپ اپنے بھائی کے پاس آئیں اور کہا اے میرے بھائی! کیا آپ نہیں سنتے ہیں کہ اشقیاء کی آوازیں قریب پہنچ گئی ہیں امام حسینؑ نے سناٹھا کر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھ سے فرمایا تم غنقریب ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے آپ کی بہن نے اپنا منہ پیٹ کر فریاد کی آپ نے اپنی بہن سے کہا خدا تم پر رحم کرے، خاموش رہو پھر حضرت عباسؑ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے بھائی! لشکر مخالف قریب پہنچ گیا ہے پس حضرت نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عباسؑ سے فرمایا اے بھائی! آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اشقیاء کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ تم کو کیا کام ہے تم کیا چاہتے ہو اور ان سے ان کے آنے کا سبب پوچھیں حضرت عباسؑ بیس سوار لیکر جن میں زبیر بن عقیل

اور حبیب ابن مظاہر بھی تھے لشکر مخالف کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو اور تمہارا کیا ارادہ ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں امیر کا حکم پہنچا ہے کہ تم آپ پر اطاعت مزید پیش کریں، ورنہ ہم آپ سے جنگ کریں حضرت عباس نے فرمایا تم جلدی نہ کرو میں امام حسینؑ کے پاس جانا ہوں اور وہ چیز پیش خدمت کرنا ہوں جو تم نے پیش کی ہے وہ لوگ ٹھہر گئے اور کہنے لگے امام حسینؑ کے پاس جا کر ان کو اطلاع دے دیں پھر ہمارے پاس آ کر بیان کریں کہ وہ آپ سے کیا فرماتے ہیں پھر حضرت عباسؑ گھوڑا دوڑا کہ امام حسینؑ کے پاس واپس آئے تاکہ آپ کو خبر سنائیں اور ان کے سب انصار ان لوگوں سے گفتگو کرنے ان کو وعظ و نصیحت کرنے اور ان کو امام حسینؑ سے جنگ کرنے سے روکنے کے لئے ٹھہرے رہے حضرت عباس نے امام حسینؑ کی خدمت میں آ کر لشکر مخالف کا پیغام عرض کیا امام حسینؑ نے فرمایا لشکر مخالف کے پاس آپ لوٹ جائیں اگر ہو سکے تو کل تک ان سے مہلت طلب کریں اور آج کی رات ان کو ہم سے دور کر دیں تاکہ اس رات ہم پروردگار کی عبادت کریں اور تمام رات نماز و دعا، استغفار اور تلاوت قرآن میں بسر کریں کیونکہ خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسکی نماز، اس کی کتاب کی تلاوت، دعا اور استغفار کا کثرت سے ہمیشہ مشاق رہا ہوں پس حضرت عباسؑ لشکر مخالف کے پاس تشریف لے گئے اور عمر بن سعد کے اہلچی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے عمر بن سعد کے اہلچی نے کہا ہم نے آپ کو کل تک مہلت دی ہے اگر آپ نے اطاعت کر لی تو ہم آپ کو عبد اللہ ابن زیاد کے پاس لے جائیں گے اور اگر آپ نے انکار کیا تو ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہ عرض کر کے اہلچی واپس چلا گیا۔

حضرت امام حسینؑ نے شام کے قریب اپنے اصحاب کو جمع کیا علی بن حسینؑ زین العابدینؑ

نے فرمایا یہ دیکھ کر میں امام حسین کے پاس چلا گیا کہ سُنوں وہ اپنے اصحاب سے کیا فرماتے ہیں اور ناگہانی طور پر اس وقت بیمار تھا میں نے اپنے والد کو اپنے اصحاب سے فرماتے ہوئے سنا، میں اللہ تعالیٰ کی بہترین ثنا کرتا ہوں، اور ہر راحت و مصیبت میں اس کی حمد کرتا ہوں اسے اللہ تعالیٰ میں تیری اس بات پر حمد کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت سے مکرم اور تو نے ہمیں قرآن کی تعلیم دی، علم وین عطا کیا، ہمیں گوشہائے شنوا اور چشم ہا سے بینا اور دل ہائے بانور و ضیاء عطا فرمائے پس ہمیں شکر گزاروں میں محسوب فرما اما بعد میں نہیں جانتا کہ کسی کے اصحاب میرے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر ہوں اور نہ کسی کے اہلبیت میرے اہلبیت سے زیادہ اطاعت گزار اور حق شناس ہیں پس خدا تمہیں میری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو بیشک میں گمان نہیں کرتا کہ لشکر مخالف کے ہاتھ سے بچ سکوں۔ کتاب الاشراف حصہ دوم ۹۲ تا ۹۴۔

بروایت خواجہ اعثم کو فی تم نے میرے حق میں ذرا بھری نہیں کی ہے میں تمہاری بہتری اور بھلائی اس بات میں سمجھتا ہوں کہ جب رات ہو جائے تو تم میں سے ہر ایک شخص میرے مہائیوں اور فرزندوں میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر جس طرف چائے چلا جائے کیونکہ جہاں کہیں تم جاؤ گے لوگ اچھی طرح پیش آئیں گے۔ کوئی شخص تم سے تعرض نہیں کرے گا تم مجھے اس مقام پر تنہا چھوڑ جاؤ کیونکہ ان لوگوں کو صرف مجھ سے دشمنی ہے وہ مجھے تنہا پا کر شہید کر دیں گے اور تم سے کچھ نہ کہیں گے اور میرے مارے جانے کے بعد تم زندہ رہ جاؤ گے۔ تاریخ اعثم کوئی ۳۷۱۔

بروایت سید ابن طاووس پھر امام حسین نے اپنے عزیزوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم اپنی جان بچانے کے لئے جدھر چاہو چلے جاؤ بلکہ اپنے ہمراہ اہل حرم کو بھی لے جاؤ۔ پھر اولادِ عقبیل سے خصوصیت کے ساتھ مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے باپ کا



ہماری نصرت میں شہید ہو جانا کافی ہے جاؤ میں نے تم کو اجازت دی اتنا فرمانا تھا کہ آپ کے لشکر میں سخت بے چینی پھیل گئی جو ش اطاعت اور وفور محبت میں حضرت عباس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا مولانا خدا ہم کو وہ روز بدنہ دکھائے کہ ہمارے سر پر آپ کا سایہ نہ رہے حضرت عباس کی طرح اور عزیزوں نے بھی جان نثاری کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

ایک دوسری روایت کا مضمون یہ ہے کہ کل عزیزوں نے یک زبان ہو کر خدمت امام علیہ السلام میں عرض کیا حضور اس وقت ہم سب کے سردار اور سرپرست ہیں آپ کے قدموں کو چھوڑ کر غلام کہاں جا سکتے ہیں مدینہ جا کر ہم کیا منہ دکھائیں گے اور جب اہل مدینہ ہم سے دریافت کریں گے کہ امام کو کہاں چھوڑ آئے ہو تو ہم کیا جواب دیں گے سرکار! اب ہم سے جانے کی بابت ارشاد نہ فرمائیں ہماری عین خواہش یہ ہے کہ حضور کے قدم مینت لڑوم پر اپنی جانیں قربان کر دیں اب انصار میں سے اول مسلم بن عوسجہ دوسرے سعید بن عبداللہ حنفی تیسرے زبیر بن قین یکے بعد دیگرے کھڑے ہوئے۔

مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا آپ جانشین رسول اور جگہ گوشہ علی و بتول ہیں اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضور زخما عدا میں گھر گئے ہیں رسول اللہ کی وصیت ثقلین کی بابت ہم کو یاد ہیں آپ کو چھوڑنا قرآن کو چھوڑنا ہے بلکہ اسلام سے منہ کسوڑنا ہے سرکار کے دشمنوں سے میں جان توڑ کے لڑوں گا ان کے سروں پر تلواریں ماروں گا اور سینوں میں نیزے ٹھونک دوں گا اور اگر ہتھیار بھی میرے پاس ٹوٹ جائیں گے تو آپ کے دشمنوں کو پتھر مار مار کے ہلاک کروں گا۔

پھر سعید بن عبداللہ حنفی کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے اے فرزند رسول! رسول اللہ کی آخری آواز معاشران سانی ہمارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیٹی مان تسکتم

بھمان نصلوا انھما لن یفترقا حتی یروا علی الخوض ، پر عمل کرنے کا خاص وقت یہی ہے خدا کی قسم میں کہ بلا کے اسی چمیل میدان میں تسک ثقلین کی مثال قائم کر کے رہوں گا اور یہ تو ایک دفعہ ہی کا مرنا ہے اور مرنے کے بعد ابدی کرامت ہے اور اگر بعد شہادت کچھ اجر و ثواب بھی مجھے نہ ملے اور حضور کی نصرت میں مجھے قتل کرنے کے بعد پھر زندہ کیا جائے اور زندہ آگ میں جلایا جائے اور میری خاک کو ہوا میں اڑا دیا جائے اور یہی عمل میرے ساتھ ستر مرتبہ کیا جائے تب بھی حضور کے قدموں سے جدا نہ ہوں گا۔

پھر زہیر بن قین کھڑے ہو گئے اور دست بستہ خدمت امام میں عرض کیا یا بن رسول اللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حضور اور حضور کے اہل بیت سے یہ بلا کسی طرح ٹل جائے اور میں آپ سب کا فدیہ ہو جاؤں، اور اگر میرے قتل سے حضور کی اور اہل بیت کی سلامتی ممکن ہو تو ایک مرتبہ کیا ہزار مرتبہ قتل ہونے کے لئے میں تیار ہوں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے باقی اصحاب نے بھی متفق الفاظ ہو کر کہا سرکار ہم کو تو آپ کی رفاقت میں ہاتھوں سے حضور کے دشمنوں پر تلوا رہیں مارنا اور چہروں پر زخم کھانا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے حضور کی نصرت میں مرجانا آب ہمارا فرض ہے۔ منقول لہوف ۸-۷-۵۶۔

بروایت علامہ مجلسی حضرت امام حسین نے ان کو دعادی اور ہر ایک شخص کو اس کی جگہ بہشت میں اس کو دکھا دی جب انہوں نے حور و قصور و نسیم موخو کو دیکھا ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہو گیا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیر ان کو معلوم بھی نہیں ہوتے تھے اور انہیں شربت شہادت پینے کی تمنا و آرزو تھی۔

امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سید الشہداء کو گھیر لیا تو حضرت امام حسین اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا میں نے اپنی بیعت تمہاری گردنوں

سے اٹھائے لیتا ہوں اگر منظور ہو تو اپنے قبیلوں اور خاندانوں کی طرف چلے جاؤ یہ سُن کر منافق اور کزور ایمان والے آدمی حضرت کو تھپوڑ کر چلے گئے۔ جلاء العیون ۶-۳۱۵

بروایت خواجہ اعثم کوفی جناب امام حسین نے تمام رات عبادت میں گزاری کبھی رکوع میں گریہ و زاری کرتے تھے تو کبھی سجود میں گڑ گڑانے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں مانگتے تھے اسی طرح آپ کے بھائی، اصحاب، اہلبیت اور دست مصروف عبادت رہے۔ ان میں سے کوئی بھی تمام رات دم بھر کے لئے نہ سویا اور تمام مصروف عبادت رہے اور خدا تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگتے رہے۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۷۳

بروایت ملامحمد باقر مجلسی بسند سید ابن طاووس امام حسین اور آپ کے اصحاب نے شب عاشورا عبادت و دعا و تفرع و مناجات میں بسر کی آواز تلاوت و عبادت حضرت کے لشکر سے مانند صدام مگس غسل بلند تھی کوئی رکوع میں تھا تو کوئی سجود میں کوئی قیام میں تھا تو کوئی قنود میں تھا اس حضرت کی برکت عبادت و دعا سے بتیس ۳۲ آدمی لشکر مخالف سے لشکر آنحضرت میں آگئے۔ اور رکاب امام زماں سے وابستہ ہوئے۔ بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران ۳۹۴ -

بروایت احمد بن یعقوب متوفی ۲۹۲ھ علی بن حسین سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں اس رات جس کی صبح کو میرے والد بزرگوار شہید ہوئے، بیٹھا ہوا تھا اور میری بچو بچھی جناب زینب عالیہ میری تیمار داری میں مصروف تھیں ناگہانی طور میرے والد اس خیمہ میں داخل ہوئے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے جس کا حاصل مضمون یہ ہے اے روزگار نا پائیدار تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے کسی دوست سے وفانہ کی ہر صبح و شام تو نے کیسے کیسے دوست ہر شہر و دیار میں قتل کئے اور کسی کے بدلے میں تو راضی نہیں ہوتا ہم سب کو خداوند جلیل کی طرف واپس جانا ہے ہر ذی حیات

کو یہی راہ درپیش ہے جس پر میں جاتا ہوں۔ تاریخ یعقوبی حصہ دوم مطبع نجف اشرف ۱۲۳۰۔  
 بروایت شیخ مفید امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں جب میں نے یہ اشعار سنے تو  
 سمجھ گیا کہ قیامت کی گھڑی آن پہنچی اور معلوم ہوا کہ حضرت نے عزم شہادت کر لیا ہے۔  
 اس وجہ سے میرا حال متغیر ہو گیا اور رقت نے مجھ پر غلبہ کیا لیکن محذرات نبوت کی  
 گجراہٹ کے خوف سے میں نے رونے کو ضبط کیا۔ کتاب الارشاد جلد دوم  
 مطبع طہران ۹۶۔

بروایت خواجہ اعثم کوئی آپ کی بہن زینبؑ عالیہ اور بہن ام کلثومؑ نے آواز  
 سن کر کہا اے بھائی یہ کس کی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کئے ہوئے ہے  
 حضرت نے فرمایا، اے بہن اگر قضا کو چھوڑ دیا جانا تو سو جانا، حضرت زینبؑ  
 نے فرمایا اے کاش میں مرجاتی اور یہ دن نہ دیکھتی میں تے نانا محمد مصطفیٰؐ  
 کی وفات دیکھی اپنے باپ علیؑ مرتضیٰ کا مرنا دیکھا اور اپنی پاک و پاکیزہ ماں فاطمہؑ  
 الزہراءؑ کا سر سے گزر جانے کا الم سہا اپنے پیارے بھائی جناب امام حسنؑ کی  
 شہادت کی مصیبت جھیلی اب بھائی امام حسینؑ جو دنیا میں باقی رہ گئے ہیں مجھے  
 ایسی خبر سنانے ہیں اور اپنے انتقال کی خبر دیتے ہیں ہائے میں تو مر گئی مصیبتوں اور  
 بلاؤں میں مبتلا ہونے کے حال پر، اور اسی قسم کے کلمات فرماتی اور روتی تھیں۔ تمام  
 اہلبیت آپ کے ساتھ مل کر رونے لگے ام کلثوم کا بیان تھا وا محمدًا وعلیًا امام حسینؑ  
 انہیں تسلی دیتے اور کہتے تھے اے بہن صبر کرو اور مرضی الہی پر راضی رہو کیونکہ  
 خدائے تعالیٰ نے زمین سے سیکر آسمان تک کسی شے کو ہمیشہ کی زندگی عنایت نہیں  
 کی نہ کسی کو عطا کرے گا۔ سب فنا ہو جائیں گی صرف ایک ذات پاک خدا کے تمام  
 مخلوق ہلاک ہونے والی ہے۔ سب کو اس نے اپنی قدرت کا مل سے پیدا کیا ہے۔  
 اور سب کو اپنی مرضی اور ارادہ کے مطابق نیست و نابود کر لے گا۔ میرے نانا، مائل، باپ،

اور بھائی محمد سے بہتر اور زیادہ عزیز تھے اسی طرح وہ بھی جام فنا پی کر زیر عاک ہیں۔ تمام دنیا والوں کو حضرت محمد مصطفیٰ کی وفات کا خیال اپنی موت پر صبر دلانا ہے پھر ارشاد فرمایا اے بہنو اے ام کلثوم اے زینب عالیہ حب مجھے اشقیاء شہید کروالیں تو ہرگز کپڑے نہ پھاڑنا منہ نہ نوچنا اور نامناسب کلمے زبان سے نہ نکالنا جن سے خدا راضی نہ ہو۔ تاریخ اعثم کوفی مطبع طهران ۴ - ۳۶۶ -

بروایت ملاحین واعظ حب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو امام حسین نے نماز کے لئے اذان کہی آنحضرت کے اصحاب جمع ہوئے اور تیمم کر کے نماز ادا کی اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ روضۃ الشہداء ۲۴۲۰ -

بروایت علامہ مجلسی بعد فراغ نماز اصحاب سعادت انتساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علی بن حسین شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے پس خدا سے ڈرو اور صبر کرو تا آنکہ سعادت شہادت پر فائز ہو اور دنیا سے فانی کی ذلت اور تکلیف سے نجات پاؤ۔ جلاۃ العیون ۳۸۸ -

بروایت علامہ طبری امام حسین نے بعد نماز صبح صاف ہائے جنگ کو مرتب کیا زہیر بن قین کو مہینہ لشکر اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ لشکر سعادت اثر پر مقرر فرمایا اور علم ہدایت اپنے برادر عباس نامور کو عطا کیا خیموں کو پشت پر رکھا اور خیموں کے پیچھے آپ نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور بانس جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جائے خوف یہ تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرے امام حسین کے خیموں کے پیچھے زمین پست تھی جیسے ایک پتلی سی نہر کھدی ہوئی ہوتی ہے اسی کو شب کے وقت سب نے کھود کر خندق سا بنا لیا تھا۔ اس میں لکڑیاں اور بانس ڈال دیئے تھے کہ جب صبح کو دشمن ہم پر حملہ کریں گے تو اس میں آگ لگا دیں گے تاکہ دشمن ہم سے ایک ہی رخ سے لڑیں اور پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں۔ تاریخ طبری ۲۶۷ -

بروایت ابوحنف جب دونوں طرف کے لشکر میدان میں صف آرا ہوئے۔

تو حضرت امام حسینؑ نے انس بن کابل بروایت ابن شہر آشوب و اعثم کوفی بریر بن خبیر ہمدانی کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اس گروہ کے سامنے جا کر انہیں خدا اور رسولؐ یاد دلائے شاید وہ ہمارے قتل سے باز آجائیں وہ خوب سمجھ لے کہ وہ لوگ باز نہیں آئیں گے لیکن میرے پاس ان کے برخلاف روز قیامت ایک دلیل تو رہ جائیگی حضرت کا قاصد روانہ ہو کر عمر بن سعد کے پاس پہنچا اور اسے سلام نہ کیا، عمر سعد نے اس سے پوچھا کس قصور نے تجھے مجھ کو سلام کرنے سے باز رکھا کیا میں مسلمان نہیں ہوں خدا کی قسم جس وقت سے خدا اور رسولؐ کو پہچانا ہے دم بھر کے لئے بھی کافر نہیں ہوا۔ حضرت کے قاصد نے جواب دیا واہ جو تو خدا اور رسولؐ کو پہچانتا ہے اور نیت یہ ہے کہ اولادِ رسولؐ ان کے اہلبیت اور مددگاروں کو شہید کرنے کی نیت رکھتا ہے۔ ابن سعد نے شرم سے گردن جھکالی اور کہا خدا کی قسم ہے میں جانتا ہوں کہ ان کا قاتل یقیناً آگ میں جائیگا۔ لیکن عبید اللہ ابن زیاد کا حکم ضرور پورا کر کے رہوں گا۔ قاصد واپس چلا گیا اور عمر سعد کی گفتگو امام حسینؑ کو سنادی۔ مقتل ابی حنف: ۶۱

بروایت سید ابن طاووس اس پر خود فرزند رسولؐ اقام حجت کے لئے براہِ مد ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر ناقہ پر سوار ہوئے باجوں کے شور سے میدانِ کربلا گونج رہا تھا کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی آپ نے حکم دیکر شور وغلِ اعجاز سے بند کر دیا جب خاموشی چھا گئی تو بعد حمد و ثنا الہی کے ارشاد فرمایا اے جماعت اشرار تم پر خدا کی مار ہو تم نے عرب کی حمیت کو بھی کھو دیا ہے مہمان بلا کر ہم پر تلواریں کھینچ لیں اور ناحق مارنے پر تیل گئے ہو جس کی محبت میں تم ہم کو قتل کرتے ہو وہ وہی تو ہے جس کو تم نے اپنے خطوط میں دشمن لکھا تھا اب تم اس کی مدد کر کے ہماری تباہی کا باعث ہوئے ہو خدا کرے تمہاری کوئی امید ان کے ذریعے سے پوری نہ ہو آگاہ ہو جاؤ بہت

پچھتاؤ گے تم نے ہم سے بیوفائی کی حالانکہ تم صاحب اختیار تھے اور تمہارے ہاتھ میں تلوار تھی دل تمہارا مطمئن تھا اور حق و باطل تم پر خوب روشن تھا لیکن تم نے ناحق ہماری مخالفت کر کے اسلام کو بدنام کر دیا اور مسلمانوں کو برباد کیا اسے نبی امیہ کے غلامو! نفاق کے تیلو! قرآن سے پھرنے والو! احکام کے بدلنے والو! اور سنتوں کے مٹانے والو! شیطان کی پیروی کرنے والو! کیا اب بھی تم دشمنانِ دین کی حمایت اور حامیانِ دین کی مخالفت کئے جاؤ گے؟ ضرور تم ایسا ہی کرو گے بد عہدی اور کج بروی تو تمہاری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ر شجر ملعونہ کی جڑیں اور شاخیں تو بنی امیہ ہیں لیکن تم اس پیڑ کے پھل ہو دیکھنے میں خوشنامہ گ ذائقہ میں نہایت تلخ۔ میں تم کو بتاؤں دیتا ہوں کہ تم کو ایک مجہول النسب نے ذلت و خواری کی دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ اور تم تو ہر قسم کی ذلت سے محفوظ ہیں کیونکہ ہم خدا کے خاص بندے ہیں اس کے رسول کی آل ہیں اور ایمان لانے والوں کی نسل سے ہیں ہم نے پاکیزہ گودوں میں پرورش پائی ہے ظاہر آغوش میں رہے ہیں ہم غیرت دار ہیں ہمارے نفوس کبھی شریفوں کی کساد بازاری کے لئے زوبلوں کی اطاعت قبول نہیں کر سکتے یاد رکھو میں ضرور اپنی چھوٹی سی جماعت بیکہ اس پیشہ فروع میں گھس جاؤں گا اگرچہ تم سب نے میری رفاقت ترک کر دی ہے اتنا کہہ کر آپ نے فزہ بن میک کے ابیات پڑھے اس جنگ میں اگر ہم فتحیاب ہوئے تو کیا تعجب ہے فتح تو ہماری موروثی ہے اور اگر ہم کو شکست ہو بھی گئی تو اس میں بھی ہمیشہ کے لئے ہماری فتحمندی کی صورت ہے ہم بزدل نہیں ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم کو شہادت نصیب ہونے والی ہے اور دوسروں کو چند روزہ حکومت ملنے والی ہے۔ موت کسی پر بس نہیں کرتی بلکہ ایک کے بعد اسی طرح دوسرے کی گھات میں لگی رہتی ہے۔ ہم کیا! اس موت نے ہمارے بہت سے سرداروں کو پیوند خاک کر دیا سب جانتے

ہیں کہ اسکی روش ہر ایک کے ساتھ یہی رہی ہے اگر کسی بادشاہ کو دنیا میں ہمیشہ رہ جانا نصیب ہوتا تو وہ ہم ہی ہوتے اور موت اگر کسی شریف کو باقی چھوڑتی تو بس تم ہی اس لائق تھے مگر وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ دشمن جو ہم پر نہیں رہے ہیں ان سے کہہ دو کہ تم ابھی تو اپنا دل ٹھنڈا کر لو لیکن سمجھ لو کہ ایک دن تم کو بھی یہی راہ چلنی ہے۔

پھر فرمایا آگاہ ہو جاؤ تم میری شہادت کے بعد اس دنیا میں بس اتنی دیر باقی رہو گے جیسے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار۔ پھر تو آسمان و زمین کے دونوں پاٹ چکی کی طرح تم کو پیس ڈالیں گے اور کیلی کا چکر تم کو ہلا ڈالے گا یہ سب کچھ میرے مانا بزرگوار سے روایت کرتے ہوئے میرے والد گرامی نے مجھ سے بیان کیا ہے اب تم اپنے معاملہ کو درست کر لو اور شریکوں کو جمع کر لو تاکہ اس کے بعد تمہارا معاملہ تم پر دشوار نہ ہو جائے۔ اور تم کو بعد میں اپنی کوتاہی پر کف افسوس نہ ملنا پڑے اب میرے بارے میں جو کچھ طے کرنا ہو کر لو کیونکہ اس کے بعد پھر تمہیں ہمت نہ ملے گی میں نے تو خدا پر توکل کر لیا جو میرا بھی پالنے والا ہے اور تمہارا بھی پالنے والا ہے کوئی جاندار ایسا نہ رہے گا جسے خدا تعالیٰ اپنی طرف نہ بلائے۔ بے شک میرا رب جو کچھ کرنا ہے عین انصاف ہونا ہے بار آ کہا! ان سے آسمان کی بارش روک لے یوسف کے زمانے کی قحط سالی ان پر بھیج دے اور ان پر قبیلہ بنی ثقیف کے لڑکے کو مسلط کر دے جو انہیں انتقام کے تلخ جام سے سیراب کر لے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں جھٹلایا اور ساتھ چھوڑ دیا اور توہمی ہمارا سُننے والا ہے اور ہمارا پالنے والا ہے تجھ پر یہی ہم نے بھروسہ کیا ہے تجھ ہی سے ہم نے لو لگائی ہے اور تیری ہی طرف ہماری باز گشت ہے۔ مقتل لہوف ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ -

بروایت علامہ طبری امام حسینؑ نے حمد و ثنائے الہی کی اور اس کی شان کے لائق

اس کا ذکر کیا اور بیان میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں راوی کہتا ہے میں نے کسی کی



ایسی فصیح و بلیغ تقریر نہ اس سے پہلے کبھی سنی نہ اس کے بعد کبھی سنی اس کے بعد آپ نے فرمایا میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں پھر اپنے اپنے دل سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا اور میری ہتک و حرمت کرنا کیا تم لوگوں کے لئے حلال ہے کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں کیا میں ان کے وصی و ابن عم کا فرزند نہیں ہوں۔ جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے اس کا رسول جو احکام لیکر آیا انہوں نے اس کی تصدیق کی کیا سید شہیداً حمزہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں کیا جعفر طیار شہید و الجناحین میرے چچا نہیں ہیں کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جو انان اہل بہشت کے سردار ہیں جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے اگر تم میری تصدیق کرو گے تو سن لو واللہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بیزار ہوتا ہے اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرر پہنچاتا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سنو تم میں سے ایسے لوگ موجود ہیں کہ تم ان سے پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری یا ابوسعید خدری یا سہل بن سعد یا عدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک سے پوچھ کر دیکھو یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم کو مانع نہیں ہے۔ شمر نے کہا کہ یہ خدا کی عبادت ایک ہی رُخ سے کرتے ہیں خدا جانے کیا کہہ رہے ہیں حبیب ابن مظاہر نے جواب دیا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت ستر رُخ سے کرتا ہے بے شک تو سچ کہتا ہے تیری سمجھ میں نہیں آنا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے پھر تم نے ان لوگوں سے فرمایا تمہیں اس بات میں اگر شک ہے تو کیا اس امر میں بھی شک ہے کہ

میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں واللہ اس وقت مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی شخص تم میں سے ہو یا تمہارے سوا ہو کسی نبی کا نواسہ نہیں ہے۔ اور میں تو خاص کر تمہارے نبی کا نواسہ ہوں یہ تو بتاؤ کیا تم اس لئے میرے درپے ہو کہ میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے یا تمہارے کسی مال کو تلف کیا ہے یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے اس کا قصاص مجھ سے چاہتے ہو۔

اب کوئی آپ کی بات کا جواب نہیں دیتا تھا آپ نے پکار کر کہا اے شہت بن ربیع اے حجار بن الجبرا اے قیس بن اشعث اے بزید بن حارث تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک گئے ہیں باغ سرسبز ہو رہے ہیں تالاب چھلک رہے ہیں آپکی نصرت کے لئے لشکر یہاں آراستہ ہیں تشریف لے آئیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے نہیں لکھا تھا آپ نے فرمایا نہیں واللہ تم نے لکھا تھا۔ لوگو! میرا آنا تمہیں ناگوار ہوا ہو تو دینا میں کسی گوشہ امن کی طرف مجھے چلا جاتے دو قیس بن اشعث نے کہا آپ اپنے قرابت داروں کے کہنے پر کیوں نہیں سر ہجکا دیتے یہ سب آپ سے اسی طرح پیش آئیں گے جیسا آپ چاہتے ہیں ان کی طرف سے کوئی امر آپ کے ناگوار خاطر ہرگز ظہور میں نہ آئیں گا آپ نے جواب دیا آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے اب تو یہ چاہتا ہے کہ مسلم بن عقیل کے خون سے بڑھ کر بتی ہاشم کو تجھ سے مطالبہ ہو واللہ میں ذلت کے ساتھ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینے والا نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کرنے والا ہوں اس کے بعد فرمایا اے بندگان خدا میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے ظالم سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

## حُر بن یزید الریاحی کی شہادت

جب عمر ابن سعد حملہ کرنے کے لئے بڑھنے لگا تو حرنے پوچھا خدا تیرا بھلا کرے کیا تو ان سے لڑے گا۔ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ لڑنا بھی ایسا لڑنا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سڑاڑیں گے اور ہاتھ قلم ہوں گے حرنے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کسی بات کو تم لوگ نہ مانو گے۔ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر اسے نہیں مانتا یہ سن کر حُر ایک طرف جا کر ٹھہرے اور اپنی برادری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے قرہ تم اپنے گھوڑے کو آج پانی پلا چکے ہو کہا نہیں پلایا ہے پھر حرنے کہا اسے پانی پلانے نہیں چلتے جو قرہ کو یہ گمان ہوا کہ کنارہ کشی کرنا چاہتا ہے یہ جنگ میں شریک نہ ہوگا اور چاہتا ہے کہ میں اس بات سے بے خبر رہوں مجھ سے اسے ڈر ہے کہ میں اس راز کو فاش نہ کر دوں اس خیال سے قرہ نے کہا ہاں ابھی تک گھوڑے کو میں نے پانی نہیں پلایا اب جا کر پلانا ہوں یہ کہہ کر قرہ وہاں سے سرک گیا کہتا تھا اگر حرنے مجھے اپنے ارادے سے مطلع کیا ہوتا تو واللہ میں بھی اس کے ساتھ حسین کے پاس چلا جاتا۔

اب حرنے امام حسین کی طرف بڑھنا شروع کیا مہاجرین اوس اسی کی برادری کا ایک شخص حُر کا یہ خیال دیکھ کر کہنے لگا اے ابن یزید تمہارا کیا ارادہ ہے کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو حُر یہ سن کر چُپ رہا اور اسکے ہاتھ پاؤں میں تھر تھراہٹ سی پیدا ہو گئی، اس پر ابن اوس نے کہا تمہارا یہ حال دیکھ کر واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے میں نے کسی مقام پر تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہل کوفہ میں سب سے بڑھ کر جبری کون ہے تو تمہارا ہی نام لوں گا پھر یہ

کیا حالت تمہاری دیکھ رہا ہوں تم نے جواب دیا واللہ اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں کہ دوزخ میں جانا چاہتا ہوں یا بہشت میں اور خدا کی قسم ہے اگر میرے ٹکڑے اُڑا دئے جائیں اور میں زندہ جلا دیا جاؤں جب بھی میں کسی شے کے لئے بہشت کو نہیں چھوڑوں گا یہ کہہ کر حرنے گھوڑے کو تازیانہ مارا اور حسینؑ کے پاس جا پہنچا۔ عرض کی یا بن رسول اللہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا جو راستہ بھر آپ کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا جس نے آپ کو اسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور کیا قسم ہے خداوند وحدہ لا شریک کی میں ہرگز یہ نہ سمجھتا تھا کہ جتنی باتیں آپ ان لوگوں کے سامنے پیش کریں گے یہ ان میں سے کسی امر کو نہ مانیں گے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائیگی میں دل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ بعض باتوں میں ان لوگوں کی اطاعت کروں تو کیا مضائقہ ہے یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے انکی اطاعت سے انحراف کیا ہو گا یہی کہ حسینؑ جن باتوں کو پیش کرتے ہیں یہ ان باتوں کو مان لیں گے واللہ اگر میں جانتا کہ آپ کی کوئی بات یہ لوگ قبول نہ کریں گے تو میں اس امر کا مرتکب نہ ہوتا مجھ سے جو قصور ہو گیا ہے میں خدا کے سامنے اس کی توبہ کرنے کو اور اپنی جان آپ کی نصرت میں فدا کرنے کو آیا ہوں میں آپ کے سامنے ہی مرنے کا ارادہ رکھتا ہوں یہ فرمائیے کہ اس طرح کی توبہ قبول ہوگی امام حسینؑ نے فرمایا، خدا بیری توبہ قبول کرے گا اور تجھے بخش دے گا۔ فرمایا تیرا نام کیا ہے عرض کیا حُر (آزاد) فرمایا تو آزاد ہے تیری ماں نے جس طرح تیرا نام آزاد رکھا ہے انشاء اللہ دنیا و آخرت میں تو آزاد ہے۔ اب گھوڑے سے اتر حرنے عرض کیا میرا گھوڑے پر رہنا اترنے سے بہتر ہے ایک ساعت ان لوگوں سے قتال کروں گا جب یہ وقت آخیر ہو گا تو گھوڑے سے اتروں گا آپ نے فرمایا جو تمہارا دل چاہے وہی کرو خدا تم پر رحم کرے حُر یہ سن کر اپنے اصحاب کی طرف بڑھا اور کہا لوگو! حسینؑ نے تم کو جو

باتیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی بات کو تم نہیں مانتے کہ خداتم کو ان کے ساتھ جنگ و جدال میں مبتلا ہونے سے بچالے انہوں نے کہا ہمارا امیر عمر بن سعد جو وہ ہے اس سے گفتگو کرو جو حرنے یہ سن کر وہی گفتگو ابن سعد سے پھر کی پہلے جو گفتگو اس سے کر چکا تھا اور جو گفتگو اپنے اصحاب سے اس نے کی تھی ابن سعد نے جواب دیا میری خواہش یہی تھی اگر ہو سکتا تو میں یہی کرتا اب حرنے اہل کوفہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ خداتم کو ہلاک اور تباہ کر کے تم نے انہیں بلایا اور حیب وہ تشریف لے آئے تو انہیں دشمن کے حوالے کر دیا تم کہتے تھے کہ ان پر ہم اپنی جان کو نثار کریں گے اور اب انہیں پر ان کے قتل کرنے کے لئے حملہ کر رہے ہو، ان کو تم نے چار جانب سے گھیر لیا ان کو خدا کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نہ نکل جانے دیا کہ وہ اور ان کے اہلبیت امن سے رہتے اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے ہاتھ میں آگئے ہیں، تم نے ان کو، ان کے اہلحرم کو، ان کے بچوں اور ان کے رفیقوں کو بہتے ہوئے آبِ فرات سے روکا جیسے یہودی و مجوس اور نصرانی پتیا کرتے ہیں اب پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو جان بلب کر رکھا ہے محمد کی ذریت سے ان کے بعد تم نے کیا بُرا سلوک کیا اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور تم نے توبہ نہ کی تو خدا تمہیں تشنگی محشر میں سیراب نہ کرے گا یہ سن کر بیبادوں کی فوج نے حر پر تیر برسانے شروع کئے حروہاں سے پلٹے اور حضرت کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ تاریخ طبری ۲۶۹/۲۷۵

ملا حسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۷۷ پر لکھا ہے کہ امام حسین نے حر کو جہاد کرنے کی اجازت دے دی حر ایک بہادر اور دانا مرد تھا وہ میدان جنگ میں ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، اور عبید اللہ ابن زیاد کا سپہ سالار تھا عربی النسل گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابی طالب صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ حُر  
نے آگر یہ رجز پڑھا :-

انا الحور وماوی الفیف      اضرب اعنا قکم بالسیف  
عن خیر من حل بلاد الخیف      اضربکم ولاوری من خیف

ترجمہ :- میں حرموں مہانوں کا بلجا و ماویٰ میں تمہاری گردنیں تلوار سے  
اڑا دوں گا۔ میں لڑوں گا اُس بہترین انسان کی طرف سے جو بلادِ ظلم میں آیا  
ہے میں قتل کرنے میں ذرا افسوس نہ کروں گا۔

بروایت ملا حسینؑ جب عمر بن سعد نے حُر کو میدان میں دیکھا تو اس پر لڑنے  
طاری ہو گیا اور اس کا دل غصے سے بھر آیا اور مشہور بن عرب میں سے ایک  
شخص صفوان بن حنظلہ کو بلا کر کہا کہ حُر کے پاس جاؤ اور اسے نصیحت اور نرمی سے  
سمجھا کر ہمارے پاس واپس لے آؤ اور اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کرے تو اس کا  
سر تیز دھار تلوار کے ساتھ تن سے جدا کر دو صفوان مصمم ارادے سے اور  
بڑی شان و شوکت کے ساتھ حُر کے سامنے آیا اور کہا اے حُر تم ایک دانا، بہادر  
اور تجربہ کار مرد میدان ہو کیا یہ مناسب ہے کہ تم یزید سے پھر کر امام حسینؑ کے  
پاس چلے جاؤ۔ حُر نے کہا اے صفوان! یہ بات تیری عقل مندی اور جوانمردی  
سے بعید تر ہے کہ تو یزید کو نہ جانے کیونکہ وہ ایک ناپاک اور بدکار شخص ہے  
اور امام حسینؑ پاک ہیں اور پاک زادہ ہیں جس کی والدہ کا نکاح بہشت میں ہوا تھا  
جبرئیلؑ امام حسینؑ کے گہوارہ کہہلاتا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اس کو اپنے باغ کا ریحان کہا کرتے تھے۔ صفوان نے کہا میں یہ سب کچھ جانتا  
ہوں اور اس سے زیادہ بھی جانتا ہوں لیکن مال و دولت اور جاہ و جلال یزید کے  
پس ہے اور ہم سپاہی مرد ہیں ہمیں ہتھیار اور مرتبہ و منصب چاہیے۔ پرہیزگاری،

پاکیزگی، علمیت اور فضیلت کس کام آئیں گی حُر نے کہا اسے ذلیل تو حق کو جانتے ہوئے بھی چھپاتا ہے، صفوان غضبناک ہوا اور حُر کو نیزہ مارا اور حُر نے اس کے نیزے پر اپنا نیزہ اس جو انردی سے مارا کہ صفوان کا نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس جوش میں نیزہ کی نوک اس کے سینے میں اس طرح ماری کہ ایک گز نیزہ اس کی پیٹھ سے باہر نکل آیا پھر صفوان کو اسی نیزے کے ساتھ زمین کے اوپر سے اٹھایا اور اپنے قریب لایا چنانچہ دونوں لشکروں نے دیکھا پھر اسے زمین پر اس طرح مارا کہ اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں دونوں لشکروں سے شور بلند ہوا لیکن صفوان کے تین بھائی تھے جو اپنے بھائی کے قتل کی وجہ سے برا ذوختہ تھے اس لئے حُر پر بیک وقت حملہ آور ہوئے اور حُر نے زور سے نعرہ لگایا اور اللہ کی عظمت اور قدرت کو یاد کرنے ہوئے حلا کر دیا ایک کو اس کے چرمی کمر بند سے پکڑ کر اور زمین سے اٹھا کر اس طرح اسے زمین پر مارا کہ اس کی گردن چور چور ہو کر ٹوٹ گئی اور دوسرے کے سر پر تلوار اس زور سے ماری کہ اس کے سینے تک کو چیر لیا تیسرے نے بھاگنا چاہا حُر نے پیچھے سے اس پر حملہ کر دیا اور نیزہ اس کی پیٹھ پر اس طرح مارا کہ نیزے کی نوک اس کے سینے سے باہر نکل آئی پھر حُر امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے فرزند رسول! کیا آپ مجھے معاف کر کے مجھ سے راضی ہوئے ہیں امام حسین نے جواب دیا۔ ہاں میں تم سے راضی ہوا ہوں اور تم آزاد ہو، بعد ازاں قیامت تم دوزخ کی آگ سے آزاد ہو گئے، حریہ خوشخبری سن کر نہایت سست اور انبساط سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور جنگ کرنے میں مشغول ہو گیا جس طرف حملہ کرتا تھا لاشوں کے انبار لگادیتا تھا اسی اثنا میں حُر پیادہ ہو کر دوڑا۔ گھوڑا اس کے پیچھے چلتا رہا اور حُر پیدل جنگ کرنے میں مشغول ہو گیا جب عمون سعد کے لشکر نے اس قسم کی لڑائی دیکھی تو پیادہ اور سوار بھاگنے لگے لیکن جب امام حسین نے حُر کو پیادہ جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو ایک عربی النسل گھوڑا مع جنگی ہتھیار

ستر کے پاس بھیجنا کہ وہ اس پر سوار ہو، اور جب گھوڑا ستر کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کی رکاب کو بوسہ دیا اور سوار ہو کر اسے میدان جنگ میں دوڑایا جب ایک دستے کو جو اس کے چاروں طرف پروین کی طرح جمع ہو گیا تھا نبات النعش کی طرح منتشر کر دیا تو چاہا کہ واپس جا کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو مگر آواز دی کہ اسے ستر واپس نہ جا کہ جو میں تیری آمد کی منتظر ہیں پھر ستر نے امام حسین کی طرف منہ کر کے عرض کیا کہ فرزند رسول خدا! میں آپ کے نانا کے پاس جا رہا ہوں آپ کا کوئی پیغام ہے امام حسین نے رو کر کہا اے ستر اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے ہم بھی تیرے پیچھے آنے والے ہیں امام حسین کے اصحاب نے نعرہ لگایا ستر نے دشمن کے لشکر پر حملہ کر دیا اور جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر تیز دھاڑ ملواری نکالی اور جس کپینے کے سر پر مارتا تھا تو تلوار اس کے سینے تک چیر دیتی تھی اور جس کسی کی کمر میں مارتا تھا تو اس کی کمر کو جدا کر دیتا تھا کبھی فوج کے دائیں ہاتھ پر رہ کر لڑنے والے دستے پر حملہ کرتا تھا تو ان کی جمعیت کو منتشر کر دیتا تھا اس طریقے سے ستر جنگ کرتا ہوا عمر بن سعد کے جھنڈا اٹھانے والے کے پاس پہنچ گیا اور چاہا کہ اسے مع جھنڈا دو ٹکڑے کر دے کہ ستر نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ اس کو چاروں طرف سے گھیر لو بیک وقت لشکر نے اسے گھیر لیا اور چاروں طرف سے اس پر وار کرنے شروع کئے جس سے اس گروہ کے درمیان جوش اور مردانگی کے ساتھ جنگ کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا اچانک قسور بن کنانہ نے ستر کے سینے پر نیزہ مارا جو اس کے سینے میں پیوست ہو گیا ستر میدان جنگ میں پر جوش طریقے سے جنگ میں مشغول تھا جب زخمی ہوا تو دیکھا کہ قسور نے اس کو نیزہ مارا ہے ستر نے قسور کے سر پر تلوار ماری جس نے اس کے سینے کو چیر دیا قسور گھوڑے سے اٹھا گرا اور ستر بھی اپنے گھوڑے سے گرا اور آواز دی اے فرزند رسول! میری خیر لیجئے امام حسین نے گھوڑا دوڑایا اور ہر کو دشمنوں کی صفوں سے کھال کر اپنے لشکر میں لے آئے پھر امام حسین گھوڑے سے اتڑ کر بیٹھ گئے اور



حر کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر حر کے چہرے سے گردوغبار کو اپنی آستین سے صاف کر رہے تھے حر کے ابھی آخری سانس باقی تھے کہ آنکھ کھولی اور اپنے سر کو حضرت کی گود میں دیکھ کر مسکرایا اور کہا اے فرزند رسول! آپ مجھ سے راضی ہوئے ہیں امام حسینؑ نے فرمایا میں تم سے راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو کر نے اس خوشخبری سے مسرور اور خوش ہو کر اپنی جان کی دولت قربان کر دی۔ امام حسینؑ حر کے لئے روئے اور آنحضرت کے اصحاب نے بھی اس پر گریہ و زاری کی۔ روضۃ الشهداء - ۲۶۹/۲۷۰

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۹۴ پر لکھا ہے کہ ایوب بن مسرح نے حر کو شہید کیا۔ ملاحسین نے روضۃ الشهداء صفحہ ۲۷۸ پر حر کے قاتل طعون کا نام قسور بن کنزہ نقل کیا ہے علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۸۲ پر حر کے قاتل کا نام ایوب بن مسرح لکھا ہے علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۲ پر ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار صفحہ ۱۴ پر آقائی ابوالقاسم صفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۰ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ دو آدمی حر کے شہید کرنے میں شریک تھے ایک ایوب بن مسرح تھا اور دوسرا آدمی سواران اہل کوفہ میں سے تھا علامہ ترمذی نے ریاض القدس صفحہ ۳۷۱ پر لکھا ہے کہ ایوب بن مسرح اور قسور بن کنانہ نے مل کر حر بن یزید ریاحی کو شہید کیا مگر رئیس المورخین علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد نے لکارا پیدا کرنے چاروں طرف سے گھیر کر حر بن یزید کو شہید کیا العلم عند اللہ -

## مصعب بن عمیر بن یزید ریاحی کی آمد و شہادت

بروایت ملا حسیر جب حر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ حر نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا ہے اور دوستی کا ہاتھ اہلبیت کے دامن میں دے دیا ہے تو گھوڑے کو متحرک کیا اور

امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا عمر بن سعد کے لشکر نے یہ گمان کیا کہ اپنے بھائی سے جنگ کرنے کے لئے جا رہا ہے جب میدان میں پہنچا تو مصعب نے کہا اے بھائی میرے لئے خضر راہ بنے مجھے تکر کی تاریکی سے نکال کر معرفت کے آب حیات کے چشتے تک پہنچا دیا اور میں بھی آپ سے موافقت کرتے ہوئے اشقیاء سے بیزار ہو گیا ہوں فرمائے قیامت ہم ایک دوسرے کے گواہ ہوں گے اور مل کر شفاعت حسین سے بہرہ ور ہوں گے پھر حرنے اپنے بھائی کو حضرت امام حسین کی خدمت میں لاکر موقف کی صورت حال کو پیش کیا اور امام حسین اس سے بغل گیر ہوئے اور اسے سرفراز کیا لیکن جب حر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ اس کا بھائی شہادت کے پروں کے ساتھ باغِ قدس یعنی بہشت کی طرف پرواز کر گیا ہے تو مستحکم الائے امام کی اجازت سے میدان کا رخ کیا اور دشمنوں میں گھبر گیا روانہ وار جنگ کرنے اور بے شرم اور مفسد دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد شہرت شہادت نوش کیا۔ روضۃ الشہداء - ۲۶۶ -

## علی بن عمر بن زبیر ریاحی کی شہادت

بروایت ملاحظہ فرمائیے نے بیان کیا ہے کہ حر کا فرزند لشکر کو ذمہ میں موجود تھا جس کا نام علی تھا جب اس نے اپنے والد اور چچا کو دیکھا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں تو بیتاب ہو کر اپنے غلام سے کہا آئیے کہ گھوڑوں کو پانی پلائیں پس دونوں سوار ہوئے اور عمر بن سعد کی فوج سے نکل کر امام حسین کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب علی بن حر امام حسین کے لشکر کے قریب پہنچا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر آداب بجالایا اور اپنے والد کے نزدیک آ کر اپنا منہ اپنے والد کے منہ پر رکھ دیا امام حسین نے فرمایا اے جو افراد تو کون ہے اس نے عرض کیا میں حر کا بیٹا ہوں جس نے حضور کے قدموں میں رکھ کر جان قربان کر دی ہے اور میں بھی اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنی جان حضور کے سامنے قربان کروں

اور یہ مکتہ کہ تشریف فرزند اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی پیروی کرتا ہے واضح کروں امام حسین نے اسے دُعا دی اور علی بن خراجازت بیکہ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا جب کہہنے ہوئے لگا کرنا تھا اور گھوڑا دوڑاتا تھا اور مقابل کو طلب کرتا تھا فوج شام سے ایک مسلح سپاہی باہر آیا علی بن حواس کے سامنے آیا اور اسے بات کرنے کا موقع تک بھی نہ دیا اسے نیزے کی نوک سے زین گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر دے مارا مقابل اس کے سامنے آیا اور اسے اپنے والد اور چچا کے انتقام میں قتل کر دیا امام حسین اسے کہہ رہے تھے آفرین مرحبا اور اس کے لئے دُعا کرتے تھے آخر کار یزیدی لشکر نے اسے گھیر کر شہید کر دیا اور اسے اپنے والد اور چچا کے ساتھ ملحق کر دیا۔ روضۃ الشهداء - ۲۶۹ -

## غزہ غلام حرمین زید ریاحی کی شہادت

بروایت ملاحیین حر کا غلام جس کا نام غزہ تھا اپنے آقا اور اپنے آقا کی امارت کے فراق میں رونے لگا اور اس کا دل ان کی جدائی اور ہجر میں کیا بھو چکا تھا اس لئے بے اختیار ہو کر میدان جنگ کی طرف آیا سخت جنگ کی اور دشمنوں کو ہہمت نہ دیتے ہوئے کسی آدمیوں کو میدان جنگ میں نہہ تیغ کیا پھر امام حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے نواسہ رسول میں نے گستاخی کی مہربانی فرما کر مجھے معاف فرمائیں کیونکہ میں ابھی تک جنگ کے رسوم اور آداب نہیں سیکھا ہوں اور اپنے آقا اور آقا زاد کی جدائی میں جل گیا ہوں آج میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی حضور کے قدموں میں رہ کر قربان کروں اور قیامت کو میدان حشر میں اپنے سرداروں پر فخر کروں امام حسین نے فرمایا آفرین اور وہ نہایت خوشی اور اتساع سے میدان جنگ میں آیا اور بہت جلد اپنے آقا اور اس کی امارت سے جا کر ملحق ہوا اور شہادت کی دولت سے ہمیشہ

رہنے والی سعادت کا مال خریدیا۔ روضۃ الشہداء - ۲۶۹ - ۲۷۰ -  
 علامہ محمد تقی نے بھی تاریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۶۲ پر حسین بیزیدریاجی  
 کے غلام کی شہادت کے واقعات نقل کئے ہیں مگر غلام کا نام غزہ کی بجائے عروہ لکھا ہے۔  
 العلم عند اللہ۔

بروایت ملامحمد باقر مجلسی بعد ازان ایک ایک اصحاب امام حسین میں سے آتا اور  
 رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام مظلوم کو دواع کر کے کہتا تھا السلام علیک یا بن رسول اللہ  
 حضرت فرماتے تھے وعلیک السلام جاؤ بہت جلد تم بھی پیچھے سے آتے ہیں اور یہ آیت  
 تلاوت فرماتے تھے فمنہم من قفی نجیہ ومنہم ینتظر وما یدلوا یتبدیلوا  
 یعنی بعض وفات پا چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں اور پناہ دین تبدیل نہ کیا اور اپنے  
 دین پر ثابت قدم رہے موافق روایات معتبرہ اس وقت جو فرشتے نصرت حضرت  
 کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھگ گیا اور حضرت نے ان کی نصرت قبول نہ  
 کی اور شہادت اختیار کی دبروایت دیگر جنات آئے اور چاہا نصرت کریں مگر حضرت  
 نے انکار کیا۔ جلاء العیون - ۳۹۴ -

## بربرین خضیر ہمدانی کی شہادت

علامہ محمد ہاشم خراسانی منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۱ پر بربر کے نام کی تحقیق کے  
 متعلق لکھا ہے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ میں بربر کا نام مرقوم نہیں ہے اور شاید بیزیدین  
 حصین ہمدانی مشرقی سے جناب بربر مراد ہوں اور ایضاً العین میں مرقوم ہے کہ اس کے  
 نام اور اس کی ماں کے نام کے متعلق اختلاف ہے پس رجال کی کتابوں میں بیزیدین  
 حصین لکھا گیا ہے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۵۹ پر لکھا ہے کہ بربرین خضیر حتمۃ اللہ

ایک زاہد اور عابد انسان تھے لوگ اس کو قاریوں کا سردار کہا کرتے تھے وہ اہل کوفہ کے قبیلہ ہمدان کے شرفاء میں سے تھے اور عمرو بن عبداللہ سبسی کوئی تابعی کے ماموں تھے جس کے حق میں کہا گیا ہے کہ اُس نے چالیس سال صبح کی نماز کو عشاء کے وضو سے پڑھا ہرات کو قرآن مجید کا ایک ختم کیا کرتے تھے اُس کے زمانے میں اس سے زیادہ عبادت کرنے والا اور کوئی نہ تھا اور حدیث میں عام اور خاص لوگوں کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی معتد آدمی نہ تھا وہ علی بن حسین کے معتد آدمیوں میں سے تھے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۰ پر لکھا ہے کہ کتاب ابصار العین میں منقول ہے کہ بربر اسلام کے پورے پابند تابعی، عابد اور قرآن مجید کے بڑے قاریوں میں سے تھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابی طالب صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ حر کے بعد بربر بن خضیر ہمدانی میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں بربریوں میرے باپ خضیر ہیں میری آواز سن کر شیر ڈر جاتا ہے  
 صاحبان خیر میں نیکی کو پہچانتے ہیں میں تمہیں ماروں گا اور کوئی نقصان نہ سمجھو گا

بربر ایسے ہی نیک کام کرتا ہے

علامہ قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے کہ کتب میں مذکور نہیں ہے کہ یہ زاہد اور مجاہد سرد سوار ہو کر میدان میں آیا یا پیدا ہو۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۷۸ اور ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ زید بن معقل صف سے نکلا پکار کر کہنے لگا کیوں بربر بن خضیر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا، بربر نے کہا واللہ خدا نے میرے ساتھ بھلائی کی اور تیرے حق میں بُرائی کی وہ کہنے لگا تم نے بھوٹ کہا تم تو کبھی بھوٹ نہیں بولتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ تو گمراہ ہے بربر نے جواب دیا آدم اور تم مبادلہ

کریں پہلے خدا سے دُعا مانگیں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور گمراہ کو قتل کرے  
 اس کے بعد ہم لڑیں اب وہ دونوں نکلے خدا کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے یہ دُعا  
 مانگی کہ جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور جو راہ راست پر ہو وہ گمراہ کو قتل کرے اس  
 کے بعد دونوں لڑنے کو بڑھے دو دو چوڑی ہوئی تھیں کہ نیرید کا ایک اوجھا سا وار  
 بریر پر پڑا جس سے بریر کو کوئی نقصان نہ پہنچا بریر نے جو تلوار نیرید کو ماری وہ  
 خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک جا پہنچی وہ اس طرح گرا کہ معلوم ہوا پہاڑ سے نیچے آ رہا  
 ہے اور بریر کی تلوار اسی طرح شگاف زخم میں موجود تھی بریر تلوار کو زخم میں سے کھینچ  
 رہے تھے یہ دیکھ کر رضی بن منقذ عبدی بریر سے لپٹ گیا کچھ دیر تک کشتی ہوتی رہی  
 بریر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو عبدی چلانے لگا بہادر و کمک کرنے والو دوڑو اب  
 کعب ازدی نے بریر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ایک شخص نے اسے جتا بھی دیا کہ یہ تو قاری  
 قرآن بریر ہیں جو مسجد میں ہم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے کعب نے نیزہ کا دار کیا اس کی  
 سنان بریر کی پشت پر لگی بریر برچھی کھا کوزانو کے بل ہو گئے اور عبدی کی ناک دانٹوں  
 سے کاٹ لی اس کے چہرے کو زخمی کر دیا کعب نے ایسا وار کیا کہ بریر عبدی کے سینے  
 سے الگ ہو گئے اور اس کی برچھی کا پھل بریر کی پشت میں اترا ہوا تھا عبدی خاک  
 جھاڑ کر اٹھ بکھڑا ہوا ازدی سے کہنے لگا تم نے تو ایسا احسان مجھ پر کیا جس کو میں کبھی نہ  
 بھولوں گا کعب ازدی میدان جنگ سے جب واپس ہوا تو اسکی عورت یا اس کی بہن  
 نواز بنت جابر نے کہا تو نے فرزند فاطمہ کے مقابلے میں کمک کی تو نے سیدہ قارئین  
 کو شہید کیا تو کیسے امر عظیم کا مرتکب ہوا اللہ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گی کعب  
 نے اپنی برچھی کی مدد میں اور اپنی حرب کی خوشامد میں اور عبدی پر احسان کرنے  
 کی مفاخرت میں چند شعر کہے عبدی نے اس کے رد میں چند شعر کہے اور اپنی اس دن  
 کی حرکت پر پشیمانی اور ندامت کا اظہار کیا۔

ملاحسین نے روضہ الشہداء صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے کہ بریر بن ربیعہ نے معقل کو قتل کرنے کے بعد امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے امام حسین نے اس کو بہشت کی خوشخبری دی وہ عمر نبیک اعتقاد اس خوشخبری سے مسرور ہو کر میدان کی طرف گئے اور بحیر بن اوس جنی نے آپ کو شہید کیا۔

علامہ ابوالقاسم اصفہانی نے بھی نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۵ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے بھی مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۵ پر حضرت بریر کے قاتل کا نام بحیر بن اوس جنی لکھا ہے۔

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ اب تمام لوگ بحیر کو لعنت و ملامت کرنے لگے کہ تو نے بریر جیسے عابد و زاہد کو شہید کر دیا اسکے چچیرے بھائی عبید بن جابر نے بھی بریر کے قتل پر اسے شرم دلائی وہ کم سخت بھی ایسے وقت پر پشیمان اور نادم ہوا لیکن اس کی یہ پشیمانی بے فائدہ تھی اور وہ اسی شرمندگی میں مر گیا۔

## وہب بن عبد اللہ کی شہادت

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۶، ۶۵ پر لکھا ہے کہ انہوں نے میدان کارزار میں بے انتہا جرات و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور حق جہاد ادا کیا اتنا مے قتال وہب کو اپنی مادر اور زوجہ کا خیال آیا جو میدان کربلا میں اس مجاہد راہ خدا کے ہمراہ تھیں چنانچہ جنگ سے واپس ہوئے اور مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیوں والدہ گرامی! آپ مجھ سے راضی ہو گئی ہیں یا نہیں؟

مادر وہب نے جواب دیا اے بیٹا! میں تم سے بس اس وقت راضی ہوں گی جب تم فرزند رسول جان علی وبتول کے قدموں پر اپنی جان نثار کرو گے مگر زوجہ

وہب نے کہا اے والی میرے! خدا کی قسم آپ اپنی جان کھو کر مجھے غم میں ڈالیں یہ  
 سُننے ہی مادر وہب نے لاکارا اے بیٹا! اس عورت کی بات پر توجہ نہ کرو اور  
 میدان قتال کو واپس چلے جاؤ افسانے آقا اور مولیٰ کی حمایت میں اعدائے دین سے جنگ  
 کرو تاکہ روز قیامت فیض روز جزا جناب رسول خدا کی شفاعت نصیب ہو۔

بروایت ملاحظہ باقر مجلسی وہب ماں کی بات کو سن کر دوبارہ قتل گاہ میں آئے اور دریا  
 جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ محاربت کیا یہاں تک کہ انیس سو اور بارہ پیادے لشکر  
 شقاوت اثر کے واصل جہنم کئے ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادر وہب نے  
 جب یہ حال اپنے سپرد کا دیکھا تو چوب خیمہ اپنے ہاتھ میں لیکر متوجہ معرکہ ہوئیں اور کہتی  
 تھی اے میرے فرزند! میرے ماں باپ تجھ پر شمار ہوں حرم محترم جناب رسول خدا  
 کی حمایت کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو وہب ہر چیز چاہتے تھے کہ ماں کو  
 پھیر دیں مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام حسین نے یہ حال ملاحظہ فرمایا تو فرمایا خدا تجھے جزائے  
 خیر عطا کرے کہ نصرت اہلبیت میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اے عورت صالحہ  
 واپس چلی آئی کیونکہ عورتوں پر جہاد نہیں ہے جب وہب نے شربت شہادت نوش کیا اس  
 کی زوجہ بیٹا نے اس کے پاس گئی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کر شوہر کے منہ سے خاک  
 جھاڑنے لگی، شریعین نے اپنے غلام سے کہا، اس نے گز اس عورت کے سر پر ایسا لگایا  
 کہ اپنے شوہر سے ملحق ہوئی اور حدیث میں امام زین العابدین سے منقول ہے کہ وہب  
 پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسین کی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور  
 جب معرکہ میں پہنچا تو سات آٹھ شقی قتل کئے۔ اور بروایت دیگر جو بیس پیادے اور بارہ  
 سوار منافقان نابکار کے لقمہ تیغ کئے جب کثرت جراحت سے مجبور ہو گیا اس کو قید کر کے  
 عمر بن سعد کے پاس لے گئے اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسین کی طرف  
 پھینک دو اس کی ماں نے تلوار اپنے سپرد کر لی اور منوجر لشکر مخالف ہوئی امام حسین نے



فرمایا اے مادر وہب لڑنے نہ جا خدا نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا تجھ کو بشارت ہو، تو اور تیرا پسر بہشت میں میرے جد بزرگوار کے ہمراہ ہوں گے، یہ روایت دیگر سمر اپنے فرزند کا بجانب لشکر مخالف پھینک دیا اور ایک ظالم کو ہلاک کیا پھر چوپ نیمہ اٹھا کے دو کافروں کو قتل کیا حضرت نے فرمایا اے مادر وہب پھر آ، وہ مومنہ پھر آئی اور کہا خدا وندا میری امید قطع نہ کرنا حضرت نے فرمایا اے مادر وہب خدا تجھے نائ امید نہ کرے گا اور نوع پسر خدمت سید البشر میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔ جلاء العیون ۵-۳۹۴

## عمر بن خالد ازومی کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار میں، علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی میں، ملا حسین نے روضۃ الشهداء میں، علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں علامہ محمد قزوینی نے ریاض القنص میں اور علامہ ابوالقاسم صفہانی نے نغائس الاخبار میں لکھا ہے کہ وہب کے بعد عمر بن خالد ازومی جہاد کی خاطر میدان قتال میں نمودار ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب مناقب صفحہ ۶-۵ پر لکھا ہے کہ عمر نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے نفس آج تو رحمن کی طرف راحت و آرام سے چلا جانے والا ہے  
آج تجھے اس نیکی کا بدلہ ملے گا جو لوح محفوظ میں بدلہ دینے والے خدا نے لکھ دی ہے

بے چین نہ ہو ہر زندہ کو ایک دن مرنا ہے

بروایت ملا محمد باقر مجلسی اس کے بعد سرگرم جہاد راہ خدا ہوئے یہاں

تک کہ اپنا گلوئے خشک شریعت شہادت سے ثمرین کیا۔ بحار الانوار - ۱۸ -

## خالد بن عمرو ازدی کی شہادت

علامہ مجلسی نے جلاء العیون اور بحار الانوار جلد دہم میں ملاحسین نے روضۃ الشہداء میں شیخ عباس قمی نے منتهی الامال جلد اول میں اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ عمرو بن خالد ازدی کے بعد اس کے فرزند خالد بن عمرو ازدی میدان جنگ میں آئے مگر ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار مطبع طهران صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ عمرو بن خالد ازدی کے بعد اس کے فرزند زید بن عمرو میدان جنگ میں جہاد کیلئے آئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ عمرو بن خالد کے بعد ان کے فرزند خالد بن عمرو بقصد جہاد میدان میں آئے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔  
 اے بنی قحطان موت پر صبر کرو تاکہ رضائے رحمن حاصل ہو  
 اے پدر بزرگوار آپ جنت میں پہنچے اور آپ کیلئے شاندار موتیوں کا قصر ہے  
 علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد مرگم جہاد ہوئے جہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

## سعد بن حنظلہ تمیمی کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے جلاء العیون اور بحار الانوار جلد دہم میں ملاحسین نے روضۃ الشہداء میں علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں شیخ عباس قمی نے منتهی الامال میں اور آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار میں لکھا ہے کہ خالد بن عمرو کی شہادت کے بعد سعد بن حنظلہ تمیمی درجہ شہادت پر فائز ہونے کیلئے میدان جنگ میں پہنچے اور بروایت علامہ ابن شہر آشوب ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تلواروں اور نیزوں پر صبر کہ جنت میں داخل کیلئے ان چیزوں پر صبر کہ  
 اور ان حوروں کو پانے کیلئے جو نازک اندام اور پتیدہ ہیں انے نفس صبر کو درانت کیلئے جدوجہد کہ۔ مناقب  
 بروایت علامہ مجلسی یہ کہہ کر حمله کیا اور بہت سے منافقوں کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ  
 درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بحار الانوار۔ جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۸۔

## عمیر بن عبداللہ کی شہادت

علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۹۵ پر اور بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۹  
 پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر شیخ عباس قمی نے منتهی الامال جلد اول  
 صفحہ ۲۶۰ پر اور آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ  
 سعد بن حنظلہ تیسری کے بعد عمر بن عبداللہ مذحجی میدان کارزار میں تشریف لائے مگر طاہرین  
 نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ سعد بن حنظلہ کی شہادت کے بعد حماد بن انس  
 سوار ہو کر میدان کارزار میں آئے آقا ابوالقاسم نے نفائس الاخبار میں اس شہید کا نام  
 عمر بن عبداللہ مذحجی نقل کیا ہے اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر اس شہید کا  
 نام عبداللہ مذحجی درج کیا ہے۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ عمیر نے میدان  
 میں رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

قبیلہ سعد اور قبیلہ مذحج واقف ہیں کہ میں لڑائی کے وقت شیر غضبناک ہوں اور  
 اس شخص کے سر پر اپنی تلوار بلند کرنا ہوں جو غرق سلاح اور شجاع ہو اور اپنے مقابل کی  
 دوش بندوقوں کا طعمہ بنا کر چھوڑ دیتا ہوں یہ کہہ کر مشغول جہاد ہوئے یہاں تک کہ مسلم  
 ضیابی اور عبداللہ مجلسی نے ان کو شہید کیا۔ علامہ طبری نے تاریخ طبری میں علامہ ابن  
 خلدون نے تاریخ ابن خلدون میں احمد بن ابی یعقوب نے تاریخ یعقوبی میں علامہ

ابن طاؤس نے مقتل لہوت میں شیخ مفید نے الارشاد میں اور علامہ ابوالاسحق نے نور العین میں تو اس کی شہادت کا تذکرہ ہی نہیں کیا ہے۔

## مسلم بن عوسجہ کی شہادت

آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۶ پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر علامہ مجلسی نے جلاء البیون صفحہ ۳۹۵ پر اور بحار الانوار جلد ۱۰ ہم صفحہ دوم صفحہ ۱۹ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۵ پر عمیر کی شہادت کے بعد مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے واقعات نقل کئے ہیں۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر لکھا ہے کہ اب مسلم بن عوسجہ شیرازہ انداز میں فوج دشمن کے سامنے آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر میرے متعلق پوچھو تو میں صاحب قوت بنی اسد کی شاخ ہوں  
جو ہم سے بغاوت کرے گا وہ ہدایت سے دور رہے گا اور دین خدا کا منکر

بروایت علامہ مجلسی پھر مصروف جہاد ہوئے ایک جماعت اشقیاء کو داخل جہنم کیا جہار ۱۹ بروایت علامہ طبری پسر سعد کے مہینہ سے عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔ اسی میں مسلم بن عوسجہ اسمعیٰ انصار حسین میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے ابن حجاج حملہ کر کے جب پلٹا اور غبار چھٹا تو دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ زمین پر پڑے ہیں حسین ان کے پاس آئے ابھی ذرا جان باقی تھی آپ نے فرمایا مسلم بن عوسجہ خداتم پر رحم کرے یعنی مجاہدوں میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی کوئی انتظار کر رہا ہے۔ انہوں نے ذرہ تغیر و تبدل نہیں کیا پھر حبیب ابن مظاہر نے قریب آ کر کہا اے ابن عوسجہ تمہارے قتل ہونے کا مجھے بڑا قلق ہے، تمہیں بہشت مبارک ہو بہت آہستہ سے جواب دیا خداتم کو بھی بخیر و خوبی مبارک کرے، حبیب نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارے

تیجھے ہی پیچھے اسی وقت میں بھی تمہارے پاس آنے کو ہوں ورنہ یہ کہتا کہ جو جی چاہے اس بات کی وصیت مجھے کر دو کہ تم سے قرابت و اخوت دینی کا جو مقتضی ہے اسی کے مطابق تمہاری وصیت کو میں بجا لاؤں۔ مسلم بن عوسجہ نے امام حسین کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ان کے باب میں میں تم سے یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان فدا کرنا، حبیب نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا جو نبی مسلم بن عوسجہ کی رُوح نے معارف کی اور ان کی کینز ان کا نام لے لے کر بین کرنے لگی عمر دین حجاج کے لشکر میں شور مچ گیا کہ ہم نے مسلم بن عوسجہ اسدی کو قتل کیا شیث نے یہ سُن کر اپنے پاس کے لوگوں سے کہا تم کو موت آئے اپنے عزیزوں کو اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرتے ہو غیروں کے سامنے خود کو ذلیل کرتے ہو مسلم بن عوسجہ جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ سُنو واللہ

مسلمانوں میں ان کو بڑے بڑے معرکوں میں میں نے بڑی شان کے ساتھ دیکھا ہے۔ آذربائیجان کے دھاوے میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کافروں کو قتل کیا اور ابھی مسلمانوں کے سب سوار آتے بھی نہ پائے تھے بھلا ایسا شخص تم میں قتل ہو جائے اور تم خوش ہو رہے جنہوں نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کیا ہے ان کا نام مسلم بن عبداللہ ضیابی اور عبدالرحمن بجلی ہے۔ تاریخ طبری - ۲۸۰ -

کتاب نفس المہموم میں ہے کہ مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ تعالیٰ مال لینے اسلو خریدنے اور بیعت لینے میں جناب مسلم بن عقیل کے وکیل تھے۔

بروایت ابوالواقم اصفہانی مسلم بن عوسجہ جناب سیدالشہد علیہ السلام کے بزرگان لشکر و نامور بہادروں، زمانہ کے مشہور لوگوں اور امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے آنحضرت کی خدمت میں رہ کر جہاد کیا اور بہادری کے جوہر دکھائے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین، مسلم بن عوسجہ کو اپنا بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔

## مسلم بن عوسجہ کے فرزند کی شہادت

ملاحسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۸۲ پر علامہ محمد قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۳۹۱ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۶ پر لکھا ہے کہ روضۃ الاحباب تالیف حافظ جمال الدین میں منقول ہے کہ حضرت مسلم بن عوسجہ کا ایک صاحبزادہ تھا جب اس نے دیکھا کہ اس کے والد شہید ہو گئے ہیں تو ایک بیچرے ہوئے شیر کی طرح نکلا امام حسین نے اسے اپنے ارادے سے باز رکھتے ہوئے فرمایا: اے جوان! تمہارا باپ ابھی مارا جا چکا ہے اگر تم بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہاری غریب ماں اس بے آب و گیاہ جنگل میں کس کے ہاں پناہ لے گی مسلم بن عوسجہ کا فرزند لوٹنے ہی کو تھا کہ اس کی ماں جلدی کر کے اس کے پاس راستے ہی میں پہنچ گئی اور کہا تو اپنی جان کی سلامتی کو امام حسین کی نصرت و حمایت سے بہتر سمجھتا ہے لیکن میں اس امر میں تجھ سے کبھی راضی اور خوشنود نہ ہوں گی ماں کا یہ حکم سن کر وہ پھر میدان جنگ کی طرف واپس ہوئے اور حملہ کیا اور اپنی ماں بھی ان کے پیچھے پیچھے باواز بلند کہہ رہی تھی اسے بیٹے خوش ہوا بھی ابھی تم سانی حوض کوثر کے ہاتھوں سے سیراب ہو گئے اور وہ مراد انگی کے جوہر دکھا رہے تھے، یہاں تک کہ مشرکین کے تیس آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے کو فیوں نے ان کا سر کاٹ کر ان کی ماں کے آگے پھینک دیا ان کی والدہ نے سر کو اٹھا کر بوسہ دیا اور اس دردناک انداز میں روئی کہ ہر شخص پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ترجمہ اقتباس ناسخ التواریخ۔

## ہلال بن نافع کی شہادت

ملاحسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۸۴ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحات ۲۶۶ و ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ سپہ مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد ہلال بن نافع میدان جنگ

میں نکلے مگر علامہ مجلسی نے بجا را انوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد نافع بن ہلال شہید ہوئے اور جلال العیون صفحہ ۳۹۶ پر باسناد امام زین العابدین علیہ السلام لکھا ہے کہ بعد شہادت مسلم بن عوسجہ زہیر بن قین بجلی درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور علامہ تیدابن طاؤس نے مقل لہوف میں لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے بعد عمر بن قرظ انصاری میدان میں آئے اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۷۷ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے بعد عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی میدان قتال میں پہنچ کر شہید ہوئے۔ العلم عند اللہ۔

اب ببطابق روایت ملا حسین اور علامہ محمد تقی، ہلال بن نافع کی شہادت کے واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔ حافظ جلال الدین محدث اہل سنت مولف روضۃ الاحباب کی روایت کے مطابق مسلم بن عوسجہ کے شہید ہونے کے بعد ہلال بن نافع بجلی نے میدان جنگ کا قصد کیا۔ ہلال بن نافع ایک نہایت حسین جمیل اور متناسب الاعضاء جوان تھا اس نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی تھی جس سے اس نے اس وقت تک ہمبستری نہیں کی تھی۔ جب اس نے اپنے شوہر کو آمادہ پیکار دیکھا تو روڑھی اور اس کا دامن تھام لیا اور کہنے لگی تم کہاں جاتے ہیں مجھے کس کے حوالے کئے جاتے ہو یہ کہہ کر وہ عقیفہ ہای ہای کر کے رونے لگی جب اس کی خیرا نام حسین کو ہوئی تو ہلال کو بلا کر ارشاد کیا کہ تیرے اہل و عیال کی مایوسی کا علاج سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو ان کے سامنے موجود رہے اگر جی چاہے تو طریق قتال میں چشم پوشی کر لو اور اپنے اہل و عیال کو خوش رکھو ہلال نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کی نصرت سے ہاتھ اٹھاؤں تو فریاضے فرمائے قیامت جناب رسول خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا یہ کہہ کر اس نے اپنی زوجہ کو وداع کر کے جہاد کا ارادہ کیا اور اشعار پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ان تیروں کو چلاؤں گا جن کے منہ پر نشان لگے ہوئے ہیں زہر میں تجھے ہوئے ہیں  
اور پر لگا کر اڑ رہے ہیں ان کے ختم ہو جانے پر زمین کشتوں سے بھروں گا جس دقت

موت سر پہ پہنچے تو خوف کھانا کسی نفس کے لئے فائدہ مند نہیں تحقیق ہلال ایک دلیر مرد اور ایک بہادر تیر انداز تھا جس کے تیر کا عقاب نشانے کے مرکز کے سوا اور کہیں اپنا نشانہ نہیں بناتا تھا اور اپنے بھرے ہوئے ترکش میں انہی تیر رکھتا تھا اور ہر تیر کے ساتھ ایک مرد کو گھوڑے کی زین سے زمین پر گرا دینا تھا جب کوئی تیر اس کے ترکش میں نہ رہا تو تلوار سے بہادرانہ حملہ کیا اور کہا میں یعنی بجلی کا لڑکا ہوں میرا دین بوا فتن دین علیؑ اور حسینؑ ہے اگر آج کے دن قتل کیا جاؤں تو یہ میری آرزو ہے اور یہ میرا رائے ہے کہ اپنے عمل کو پالوں گا ان کا رجز سن کر عمر دین سعد کے لشکر سے قیس برہنہ تلوار کے ساتھ میدان میں دوڑا ہلال نے جلد ہی اس کو جہنم کی جلتی ہوئی آگ میں بھیج دیا اور سر کاٹنے والی تلوار سے دشمنوں کے تیرے آدمیوں کو ہلاک کر دیا اسی اثنا میں دشمنوں نے تلواروں اور نیزوں کی مار سے اس کو گھبرایا اور اس کے بازوؤں کو توڑ ڈالا اور پکڑ کر شمر ذی الجوشن کے پاس لے گئے شمر کے حکم سے اسکے سر مبارک کو تن اقدس سے جدا کیا گیا۔ ترجمہ اقتباس ناسخ التواریخ<sup>۲۶۶</sup> بروایت علامہ محمد شام خراسانی ابصار العین میں منقول ہے کہ قدام کی تحقیق میں ہلال ابن نافع غلط ہے اور نافع ابن ہلال صحیح ہے جملی جمل کی طرف منسوب ہے جو کہ قبیلہ مذحج کا ایک خاص قبیلہ ہے اور بعض کتب میں بجلی لکھا گیا ہے وہ صراحتہ غلط ہے۔ منتخب التواریخ - ۲۸۲۔

## نافع ابن ہلال کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۶ پر لکھا ہے کہ ہلال بن نافع کے بعد نافع بن ہلال نے شہادت پائی بروایت علامہ طبری نافع بن ہلال اس دن جدال و قتال میں مصروف تھے اور کہتے جاتے تھے انا المحلی انا علی دین علی۔ مزاحم بن حریش ان سے لڑنے کو بڑھا نافع نے حملہ کرنے ہی سے قس کو ڈالا نافع بن ہلال جملی نے تیروں کے سونواروں



پر اپنا نام لکھا تھا زہر میں بچھے ہوئے تیر لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے میں  
 جلی اور دین علی پر ہوں سپر سعد کے اصحاب میں سے بارہ شخصوں کو انہوں نے قتل کیا کچھ لوگ  
 زخمی ہوئے ان پر وار کیا اور دونوں بازو ٹوٹ گئے زندہ گرفتار ہو گئے شمر اور اس کے ساتھی  
 انہیں دھکیلتے ہوئے سپر سعد کے پاس لائے ابن سعد نے کہا اے نافع تم نے اپنے نفس کے  
 ساتھ ایسی برائی کیوں کی؟ نافع نے کہا میرے ارادے کا حال خدا خوب جانتا ہے ان  
 کی دائرہ پر خون بہتا جاتا تھا اور کہہ رہے تھے میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ  
 شخصوں کو قتل کیا اور پھر مجھے ذرا پیشی مانی بھی نہیں میرے دست و بازو اگر ٹوٹ نہ گئے ہوتے  
 تو مجھے تم اسیر نہ کر سکتے شمر نے ابن سعد سے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اسے قتل  
 کیجئے ابن سعد نے کہا تو ہی ان کو بیکر آیا ہے قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل بھی تو ہی کر، شمر نے  
 تلوار کھینچی تو نافع نے کہا واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہم لوگو کا خون گردن پر بیکر خدا کے سامنے  
 جاتا تھے شاق ہوتا۔ خدا کا شکر ہے کہ جو لوگ بدترین خلائق ہیں ان کے ہاتھوں ہماری  
 موت اس نے مقدر کی اس کے بعد شمر نے اسے قتل کیا۔ تاریخ طبری ۲۸۰۔  
 مذکورہ واقعات بعینہ علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۷ پر  
 نقل کئے ہیں۔

## کو فیوں کی امام حسینؑ سے جنگ

بروایت علامہ طبری یہ دیکھ کر عربن حجاج پکارا اے احمقو! اے اہل کوفہ!  
 تم نہیں جانتے کہ کس سے لڑ رہے ہو یہ وہ لوگ ہیں جو مرنے پر آمادہ ہیں ایک  
 ایک کر کے ان سے ہرگز نہ لڑو یہ تھوڑے سے لوگ ہیں اور تھوڑی دیر میں فنا ہو جائیں  
 واللہ اگر تم انہیں پتھر اٹھا کر مارو تو سب کو قتل کر سکتے ہو ابن سعد نے کہا تو سچ  
 کہتا ہے یہی رائے ٹھیک ہے لوگوں کو اس نے سخت ممانعت کر دی کہ ایک ایک کر کے

نہ لڑیں عمرو بن حجاج انصار حسین کے مقابل ہو کر اپنے لوگوں سے کہنے لگا اے کوئیو! اپنی اطاعت و جماعت کو نہ چھوڑو جس نے دین کو چھوڑ دیا اور امام کے خلاف کیا اس شخص کے قتل کرنے میں تامل نہ کرو آپ نے یہ کلمہ سُن کر اس سے کہا اے عمرو بن حجاج تو میرے قتل پر لوگوں کو ابھار رہا ہے ہم لوگوں نے تو دین کو چھوڑ دیا اور تم لوگ دین پر قائم ہو۔ واللہ قبض روح کے بعد ان افعال کے ساتھ مرنے پر تم کو معلوم ہو گا کہ کس نے دین کو چھوڑ دیا کون دوزخ کا سزاوار ہوا اس کے بعد سپر سعد کے مینہ سے عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔

شمر ذی الجوشن نے اپنے میسرہ کے ساتھ حضرت کے میسرہ پر حملہ کیا اور یہ سب لوگ اپنی جگہ سے نہ سر کے شمر کو اور اس کے اصحاب کو برچھیاں مارنے لگے اب حسین اور انصار حسین پر چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ آپ کے انصار نے بڑی شدت و قوت سے جنگ کی اور ہر کل تیس سو تھے انہوں نے جب حملہ کیا جدھر رخ کیا اہل کوفہ کے سواروں کو شکست دی عزرہ بن قیس اہل کوفہ کا سرخیل تھا اس نے دیکھا کہ اس کے رسالہ کے سوار ہر طرف پسپا ہو رہے ہیں ابن سعد کے پاس عبدالرحمن بن حصین کو بھیج کر یہ کہلا بھیجا تو دیکھ رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں کتنی دیر سے میرا رسالہ منتشر ہو رہا ہے ان کے لئے پیادوں کو اور تیر اندازوں کو جلدی بھیج۔ ابن سعد نے ثابت بن ربیع سے کہا تم ان سے لڑنے کو نہ جاؤ گے اس نے کہا سبحان اللہ اس شخص کو جو قوم عرب اور تمام اہل شہر کا بزرگ ہو اس سے تم چاہتے ہو کہ تیر اندازوں کو بیکر جائے تمہیں کوئی دوسرا نہیں ملتا جو اس کام کی حامی بھرے اور میری ضرورت نہ ہو عرض شہید لڑنے سے پہلو ہتی کرتا رہا ایک شخص نے مصعب کے عہد حکومت میں ثابت کو یہ کہتے سنا کہ اہل کوفہ کو خیر و خوبی کبھی خدا نصیب نہ کرے گا ان کو کبھی راہ راست کی توفیق نہ دے گا تعجب کی بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علی بن ابیطالب کے ساتھ پھر ان کے فرزند کے

ساتھ رہ کر نبی اُمیہ سے کشت و خون میں مشغول رہے ہوں پھر ہمیں لوگ اولاد معاویہ و  
دلیسر سمیہ فاحشہ کے ساتھ ان کے دوسرے فرزند سے جو تمام روٹے زمین کے لوگوں سے  
افضل ہو کشت و خون کریں ہائے گرا ہی ہائے زیان کاری ۔

ابن سعد نے حسین بن تیمم کو پکارا اور تمام زرہ پوش سواروں اور پانچ سو تیر  
اندازوں کے ساتھ اسے روانہ کیا یہ لوگ حسین و انصار حسین پر حملہ کرنے کو بڑھے قریباً  
پہنچے تو ان پر تیر برس آنے لگے تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو پنے کو دیا سب کے سب  
پیادہ ہو گئے ایسی شدید جنگ خدائی کے پردہ پر نہ ہوئی ہوگی جیسی اس روز ہوئی دو پہر  
ہونے کو آئے اور کوفیوں کو ایک رنج کے سوا کسی دوسری طرف سے انصار حسین پر حملہ کرنا  
ممكن نہ ہوا وجہ یہ تھی کہ ان کے خیام ایک ہی مقام پر تھے خیمہ سے خیمہ متصل تھا یہ دیکھ کر  
ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ واپسی اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو وہ  
لوگ گھر جائیں ۔ تاریخ طبری ۲۸۰ تا ۲۸۳ ۔

بروایت علامہ محمد تقی عمر بن سعد نے اعلان کیا کہ خبر دار اے لشکر والو جلدی  
کر دو جس قدر لکڑیاں امام حسین نے اس خندق میں جمع کر رکھی ہیں انہیں آگ لگا دو سپاہیوں  
نے خندق میں آگ لگا دی اور روشن کر دیا امام حسین نے فرمایا انہیں آگ روشن کرنے  
دو تاکہ جنگ ایک طرف سے ہو اسی اثنا میں شبث بن ربعی آگے دوڑا اور عمر بن  
سعد کو پکار کر کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے ان عورتوں اور بچوں سے کیا چاہتے  
ہو بڑی فوج کے سپاہی اس کی ملامت اور طعنہ زنی سے شرمندہ ہوئے اور واپسی کا  
راستہ اختیار کیا ناچار جنگ ایک جانب سے جاری رہی زہیر بن قین کے ساتھیوں نے  
حملہ کیا اور ابو عذرا جنیانی کو جو شمر بن ذی الجوشن کی فوج کے سرداروں میں سے تھا قتل کر دیا۔  
اس روایت کو تمیز تغیر کے ساتھ علامہ طبری نے بھی تاریخ طبری صفحہ ۲۸۳ پر اور علامہ جعفر  
عجلسی نے بھی بحار الانوار ۔ ناخ التواریخ جلد دہم صفحہ ۲۲۹ پر نقل کیا ہے ۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۹۰ پر لکھا ہے کہ اصحاب امام حسین میں جو لوگ حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں۔ نعیم بن عجلان۔ عمران بن کعب۔ حنظلہ بن عمر۔ قاسط بن زبیر۔ کنانہ بن عتیق۔ عرو بن شیبہ۔ ضرغام بن مالک۔ عامر بن مسلم۔ سیف ابن مالک۔ عبدالرحمن بن عبداللہ ارجی۔ محب العائذی۔ حباب بن حارث۔ عمرو الجندی۔ حلاس بن عمرو۔ سوار بن ابی عمیر۔ عمار بن ابی سلمہ۔ نعمان بن عمرو۔ زاہر بن عمرو۔ غلام بن الحنفیہ۔ جبلة بن علی۔ مسعود بن حجاج۔ عبداللہ بن عروہ۔ زبیر بن بشیر۔ عمار بن حسان۔ عبداللہ بن عمیر۔ مسلم بن کثیر۔ زبیر بن سلیم۔ عبداللہ وعبید اللہ پسران زید بصری۔ امام حسین کے دس غلام اور امیر المؤمنین کے دو غلام بھی کام آئے۔

علامہ محمد تقی نے بھی امام حسین کے ان اصحاب کے اسمائے گرامی جو حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے نسخ التواریخ صفحہ ۲۶۸ پر بسند مناقب مؤلف علامہ ابن شہر آشوب نقل کئے۔

## ابو ثامہ صیداوی کا امام حسین کی خدمت میں نماز کا تذکرہ کرنا

یروایت ملا محمد باقر مجلسی جب ابو ثامہ صیداوی سے دیکھا کہ امام حسین کے اکثر اصحاب شہید ہو گئے ہیں اور طینانی لشکر مخالف کی زیادہ ہوتی جا رہی ہے تو حضرت امام حسین کی خدمت میں آکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں آپ پر قدا ہوں لشکر مخالف قریب آ گیا ہے، بخدا آرزو ہے کہ اپنی جان آپ پر نثار کروں لیکن چاہتا ہوں کہ بقائے پروردگار سے مشرف ہوں درحالیکہ نماز ظہر آپ کے ہمراہ ادا کی ہو یہ آخری نماز ہے جب حضرت نے نماز کا نام سنا تو ایک آہ سرد دل پر در د سے کھینچی اور سر مبارک جانب آسمان بلند کیا اور فرمایا یا اباتامہ ذکر الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین الذاکرین نعم ہذا اول و قتها یعنی اے ابو ثامہ تو نے نماز کو یاد کیا خدا تجھے نماز گزاروں میں محسوب کرے یہ

اول وقت نماز ظہر ہے اس کے بعد فرمایا کہ ان کافروں سے مہلت طلب کرو تا کہ ہم نماز ظہر بجالائیں جب مہلت مانگی حسین بن نیر نے کہا تمہاری نماز قبول نہیں حبیب ابن مظاہر نے کہا اے عدا تو گمان کرتا ہے کہ نماز نذر رسول کی قبول نہیں ہے اور تجھے نابکار کی قبول ہے۔ بحار الانوار جلد دہم جز ۳۵ صفحہ ۲۱ مطبع طہران -  
 مذکورہ روایت کو مجتہد علامہ محمد تقی نے بھی ماسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۸ پر بسند ملا محمد باقر مجلسی مولف بحار الانوار نقل کیا ہے۔

## حبیب ابن مظاہر کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقل الحبین معروف بہ مقل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے کہ حبیب ابن مظاہر نے ارشاد فرمایا تم پر ہلاکت ہو حسین کی نماز تو قبول نہیں ہے اے کلال تیری نماز قبول ہے حسین ابن نیر یہ بات سن کر غضبناک ہوا اور حبیب سے لڑنے کے لئے یہ کہتا ہوا نکلا، اے حبیب ذرا اس تلوار کا وار تو جھیلو ہاں حبیب بہادر شیر تہار سے پاس آپہنچا اس کے ہاتھ میں ایسی تیز تلوار ہے جو اپنی چمک میں تازہ دودھ کی طرح سفیدی لئے ہوئے ہے۔ اس کے بعد آواز دی اے حبیب میدان جنگ میں نکلو اور تلوار و نیزہ کے وار کا مقابلہ کرو حبیب اس وقت امام حسین کے سامنے کھڑے تھے حسین کی آواز سنتے ہی امام حسین سے رخصت ہوئے اور عرض کیا اے مولائے نماز تو جنت میں پوری کروں گا۔ حضور کے نانا۔ والد اور بھائی کو حضور کا سلام پہنچاؤں گا یہ فرما کر یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے۔ میرا نام حبیب ہے اور میرے والد کا نام مظاہر ہے ان کا شاہسوار اور بہادر شیر ہوں میرے قبضے میں فولادی تلوار ہے اگرچہ تم بے شمار اور زیادہ ہو لیکن ہم تم سے لڑائیوں میں زیادہ ثابت قدم ہیں نیز ہر بات میں تم سے زیادہ ماہر ہیں۔ خداوند کریم حجت میں سب سے بلند اور سب سے

زیادہ ظاہر ہیں تم میں جہنم کی آگ شعلے مار رہی ہے۔ علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۹ پر حبیب کے والد کے نام کی تحقیق کے متعلق لکھا ہے کہ علامہ نے جناب حبیب کے باپ کے نام کی تشکیل کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک جماعت جیسا کہ زبانوں اور انواہوں میں مشہور ہے اسے منظر پڑھتی ہے اور ایک جماعت منظر کے وزن پر منظر جانتی ہے علامہ نے "خلاصہ" میں بھی منظر لکھا ہے اور اس رجز سے جو حبیب سے نقل کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منظر نام رکھتا تھا کیونکہ اگر ہم منظر پڑھیں تو تمام مصرعوں میں قافیہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ الف تاسیس کا لحاظ رکھنا بخلاف عیوں کے عربوں کے نزدیک صحت قافیہ کی شرط ہے اللہ تعالیٰ اچھا جانتا ہے۔

خواجہ اعثم کوفی نے بھی تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۶۸ پر حبیب کے والد کا نام منظر لکھا ہے۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۶-۲۸۵ پر لکھا ہے کہ ابن تیم نے سن کر حملہ کیا حبیب نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری وہ الف ہوا یہ گھوڑے سے گرا اس کے اصحاب دوڑے اور اٹھالے گئے اسے بچا لیا حبیب رجز پڑھتے جاتے تھے اور بڑی شد و مد سے شمشیر زنی کر رہے تھے کہ بنی تیم کے ایک دشمن نے بڑھ کر برسی کا وار کیا حبیب گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حسین بنی تیم نے ان کے سر پر تلوار ماری اور وہ گر گئے مرد تیسری نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔ حسین نے کہا میں بھی ان کے قتل کرنے میں شریک تھا اس نے کہا واللہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے حسین نے کہا یہ سرتو ذرا مجھے دے دے میں اپنے گھوڑے کے گلے میں لشکاردوں لوگ دیکھ لیں اور اتنا جان جائیں کہ میں بھی ان کے قتل میں شریک ہوں پھر یہ سر مجھ سے تم لے لینا اور ابن زیاد کے پاس لے جانا ان کے قتل کا جو صلہ تم کو ملے گا مجھے اس کی قدرت نہیں اتنی ہی ہے اس کا کہنا نہ مانا اس کی تو م والوں نے دونوں لشکروں کے درمیان بڑھ کر اس بات پر صلح کرادی اس نے حبیب کا سر حسین کو دے دیا یہ اپنے گھوڑے کے گلے میں سر کو ڈال کر لشکر

میں پھرایا اور اس سر کو پھرتیمی کے حوالے کر دیا۔

یہ لوگ جب کوفہ میں واپس آئے ہیں تو حبیب کے سر کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکائے ہوئے تھے تمیمی ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قاسم بن حبیب نے باپ کا سر اس سوار کے پاس دیکھا اس وقت بالغ ہونے کے قریب ان کا سن ہو چکا تھا۔ بس جب سے اس سوار کے پیچھے پیچھے پھرتی پھرتی اختیار کیا کسی وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑتا تھا وہ قصر میں جاتا تو یہ بھی اس کے ساتھ قصر میں جاتا وہ نکلتا تو یہ بھی نکلتا سوار کو کچھ بدگمانی ہوئی کہنے لگا اے فرزند تو میرے پیچھے پیچھے کیوں پھر رہا ہے۔ اس نے کہا کوئی سبب نہیں۔ کہا کوئی سبب ضرور ہے مجھ سے بیان کر کہا یہ میرے باپ کا سر ہے پاس ہے مجھے دیدے کہ میں اسے دفن کر دوں کہنے لگا اے فرزند اس کے دفن کرنے پر امیر راضی نہیں ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس کے قتل کے صلہ میں امیر مجھے بہت اچھا عوض دے گا لڑکے نے کہا خدا تجھے بہت برا عوض دے گا واللہ تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا یہ کہہ کر وہ لڑکا رونے لگا غرض لڑکا اسی فکر میں رہا اور وہ بالغ بھی ہو گیا مگر اس کے سوا جرات نہ ہوئی کہ باپ کے قاتل کی تاک میں لگا رہے، موقع پا جائے تو باپ کا بدلہ اس سے لے اور اس کے عوض میں قتل کرے آخر مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں جس زمانہ میں کہ مصعب نے باجمیرہ پر فوج کشی کی تھی قائم بن حبیب اس لشکر میں آیا اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا کہ ایک خیمہ میں ہے جب سے اس نے اس کی تاک میں آمد و رفت جاری رکھی اور موقع کا منتظر رہا ایک دن دوپہر کو قبیلہ کے وقت اسے جا کر تلواریں ماریں کہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔

بروایت فوق بلگرامی حضرت حبیب ابن مظاہر کے سر کی نسبت مشہور ہے کہ بدیل ابن حزمیم ان کا فرق مبارک بیکر بعض کے نزدیک کوفہ میں اور بعض کے نزدیک مکہ میں آیا حبیب کے صاحبزادے نے اپنے باپ کے سر کو پہچان کر بدیل کو مار ڈالا اور اپنے

باب کا سرمد قون کر دیا سلام اللہ علیہ۔ ترمذی عظیم مطبع دہلی صفحہ ۱۹۲ -

بروایت علامہ محمد تقی جب حبیب شہید ہوئے تو امام حسین نے فرمایا اسے حبیب تحقیق  
تم ایک فاضل شخص تھے اور ایک رات میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔  
ناسخ التواریخ - ۲۴۰ -

بروایت علامہ محمد شمس خراسانی، قاضی نور اللہ نے مجالس المؤمنین میں فرمایا ہے کہ  
حبیب ابن مظاہر ایک صاحب کمال و جمال مرد تھے اور واقعہ کربلا میں بوڑھے تھے آپ کو  
قرآن مجید اول سے آخر تک یاد تھا ایک ہی رات میں قرآن مجید کا ختم کیا کرتے تھے حضرت  
رسالت مآب کی صحبت کا اسے شرف حاصل ہوا تھا، اور آنحضرتؐ سے احادیث بھی سنی  
تھیں اور حضرت علی کی صحبت سے مدت تک مشرف رہے۔ منتخب التواریخ - ۲۴۴ -  
اس روایت کو لوطن سجستانی نے بھی مقلد ابی مخنف صفحہ ۸۴ پر نقل کیا ہے۔ جو ناسخ  
التواریخ کا ماخذ ہے۔

## میدان کربلا میں ظہر کی نماز

سید علامہ ابن طاووس نے مقلد لہوف صفحہ ۷ پر لکھا ہے کہ اسی اثنا میں ظہر کا وقت  
آگیا اور امام حسینؑ نے نماز خوف یا جماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا اور حسب الحکم لشکر دو  
حصوں میں تقسیم کیا گیا آدھا لشکر نماز پڑھنے کے لئے مامور ہوا اور آدھا نمازیوں کی  
حفاظت کے لئے متعین کیا گیا پھر زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ سے امام عالی مقام نے  
ارشاد فرمایا کہ منافقین کی جماعت کو لیکر نمازیوں کی صف کے مقابل ایستادہ ہو جاؤ اور حق کی  
حفاظت ادا کرو جو ہی امام حسینؑ نے نماز کی نیت کی ایک تیر آپ کی طرف آیا تیر کو دیکھتے  
ہی سعید جھپٹے اور اپنے سینے پر لیا جب مولانا نماز پڑھنے رہے سعید برابر اسی طرح اپنا  
سینہ سپر کئے رہے اور آقاؐ تک کوئی تیر نہ پہنچنے دیا یہاں تک کہ خود زخموں سے بیدم ہو کر



گرے جسم شریف پر علاوہ زخماںے نیزہ و شمشیر تیرہ زخم صرف تیروں کے تھے آپ کا گانا تھا کہ زخموں کے منہ کھل گئے اور خون جاری ہو گیا جلتی ریبت نے زخموں میں پہنچ کر سوزش اور کھوپن پیدا کر دی آخر سعید کربلا کی پختی زمین پر اپنے خون میں لوٹنے لگے اور جیکو دعا کے یہ کلمے زبان پر جاری تھے بارالہما! قاتلان حسین کو قوم عاد و ثمود کی طرح اپنی رحمت سے دور رکھنا۔ اور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین تک میرا سلام پہنچا دینا اور میری وہ مصیبتیں جو تیری خوشنودی کے لئے تیرے نبی کی ذریت کی حمایت میں ہیں نے جھیلی ہیں ان پر عیاں کر دینا دم توڑ کر رہی جنت ہوئے۔

آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۳۷ پر لکھا ہے کہ ابن نما سے روایت کی گئی ہے کہ حسین بن علی بن ابیطالب اور آنحضرت کے اصحاب نے علیحدہ علیحدہ اشارے سے نماز ادا کی۔

بروایت لوط بن کحیل نماز سے فارغ ہو کر لڑائی پر ابھارا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے ساتھیو یہ رہی جنت جس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں نہریں ایک دوسرے سے ملتی چلی گئی ہیں پھل گدرا گئے ہیں اور محلات سجادیٹے گئے ہیں حورین اور غلمان جمع ہیں وہ رہے رسول خدا اور تمام کے تمام وہ شہید جنہوں نے ان کے ساتھ شہادت پائی تھی میرے والد اور والدہ تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اور تم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور تمہارے مشتاق بھی ہیں اب تم خدا کے دین کو بچا لو اور دشمنان حرم رسول کو ہٹا دو اصحاب نے جس وقت یہ سنا تو چیخیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور عرض کی ہماری جانیں آپ کی جانوں پر ہمارے خون آپ کے خون کے عوض اور ہاری روصیں آپ پر قربان ہو جائیں خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے کوئی آپ کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ہم نے اپنی جانیں تلواروں کے سامنے کر دیں جسم پرندوں کے لئے چھوڑ دیئے ہیں ایسا ممکن ہے کہ جب ہم آپ سے پہلے اپنی جانیں جھونک دیں تو

آپ ان صفوں کے حلقہ سے بچ جائیں گے ہاں آج کے دن نقطہ کامیاب ہو سکتا ہے جو نیکی کاٹے اور آپ کی جانوں کو موت سے بچائے۔ مقتل ابی مخنف - ۶ - ۸۵ -

## زہیر بن قین کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۲۸۶ پر ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸۶ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے کہ حبیب ابن مظاہر کے بعد زہیر بن قین میدان جنگ میں شہید ہوئے مگر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ زہیر بن قین، حجاج بن مسروق کی شہادت کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور جلاء العیون صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد زہیر بن قین درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ زہیر بن قین میدان کارزار میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں اپنی تلوار کے ذریعے حسین سے وقاع کروں گا  
حسین رسول خدا کے دو مشہور نواسوں میں سے ایک ہیں اور بنی خوش خصال و خوش جمال و  
تقی کی عترت ہیں وہ اللہ کا رسول برحق ہے میں تم کو تلوار مارنا کوئی برائی نہیں سمجھتا کاش کہ  
میں نصرت فرزند رسول میں ایک کے بجائے دو ہونا تو حسین کی دوبارہ مدد کرتا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۹ پر زہیر بن قین کے رجز کے اشعار کا تعداد چار نقل کی ہے اور محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۱ پر اس کے رجز کے مصرعوں کی تعداد تیرہ  
درجہ کی ہے۔

علامہ مجلسی بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے بروایت محمد بن ابی طالب زہیر نے ایک سو  
بیس اشقیاء کو قتل کیا، یہاں تک کہ ضربت کثیر بن عبداللہ شیبی اور مہاجر بن اوس ثیبی سے

درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۹ پر لکھا ہے کہ جناب زہیر نے ۱۲۵ دشمنوں کو داخل دارالبوار کیا اور شہید ہوئے۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحیئین معروف بہ مقتل ابی عننف مطبع المنصف صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے کہ مصروف پیکار تھے یہاں تک کہ ستر آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان لوگوں نے ہجوم کر کے آپکو شہید کر دیا۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے زہیر خدا تجھے اپنی رحمت سے جدا نہ کرے تیرے قاتلوں کو مثل عذاب مسوعات نوک دسیوں معذب کرے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۵ پر لکھا ہے کہ تذکرہ سبط ابن جوزی میں ہے کہ زہیر بن قین امام حسین کے ہمراہ شہید ہوئے تھے زہیر کی زوجہ نے زہیر کے غلام سے کہا اپنے آقا کے پاس جا کر اسے کفن دو وہ چلا گیا جب امام حسین کی لاش کو بغیر کفن کے دیکھا تو کہا میں اپنے آقا کو کفن دوں اور امام حسین کی لاش کو بغیر کفن کے پھوڑ دوں قسم بخدا یہ نہیں ہو گا پس پہلے اس نے امام حسین کی لاش کو کفن دیا اور بعد میں اپنے سردار کو دوسرا کفن دیا۔

## ابو ثمامہ صیداوی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ اب ابو ثمامہ صیداوی نے امام حسین کو سلام عرض کیا اور جنگ کی اجازت حاصل کی۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۰ پر لکھا ہے کہ اب شیروں کی طرح ہمہہ کرتے ہوئے ابو ثمامہ میدان میں آئے رجز پڑھا۔

مصیبت ہے اولادِ مصطفیٰ اور ان کی رزکیوں کیلئے خیرانسان سبط محمد کا دشمنوں میں گھر جانا  
مصیبت ہے بچہ کی بیٹن کا طراد لٹکنے شوہر کیلئے وہ شوہر جو بد محمد خزانہ علم الہی ہیں  
مصیبت ہے اہل مشرق و مغرب سب کیلئے اور غم ہے حسین جیسے پاک دل کے ٹھوکرے کا  
کوئی ہے کہ نبی اور ان کی بیٹی کو میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ آپ بیٹے کیلئے انتہائی تکلیف میں ہے  
سخت خواری واقع ہوئی حضرت ابو نامر نے ایک معتدبہ جماعت بے دینوں کی قتل  
کر ڈالی اور پھر خود بھی شہید ہوئے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ ابصار العین میں  
منقول ہے کہ ابو نامر تابعی تھا اور وہ شہسوازل عرب میں مشہور تھا۔ وہ جلیل القدر شیعوں اور  
امیر المؤمنین علیہ السلام کے ان اصحاب میں سے تھا جو آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہے  
تھے حضرت علی علیہ السلام کے بعد امام حسن کی مصاحبت اختیار کی اور کوفہ میں رہے جب  
معاویہ فوت ہوا تو امام حسین کو خط لکھا جب مسلم بن عقیل کو ذہ تشریف لائے تو اس نے  
ان کا ساتھ دیا حضرت مسلم کے حکم سے شیعوں سے احوال جمع کرنا شروع کیا جن سے  
آپ جنگی ساز و سامان خریدتے تھے اور وہ ان امور میں بصیرت رکھتے تھے۔

## حجاج بن مسروق کی شہادت

علامہ محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد حجاج بن  
مسروق جعفری جو امام حسین علیہ السلام کا موذن تھا موثرین نے اسے رکا بدار بھا کہا ہے  
امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ہفتم جز ۳۵ صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ محمد بن ابراہیم  
موسوی اور ابن اثیر اور صاحب مناقب نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت عمرو بن مطاع جعفری،  
حجاج بن مسروق رحمہ اللہ موذن امام حسین جہاد اعدا کیلئے میدان کا زار میں گئے اور رجز

پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے -

میں حسین کے آگے اپنی جان نثار کر دی گا آج میں آپ کے جد نبی پاک سے ملاقات کروں گا بعد ازاں صاحب جو و دستا علی سے ملوں گا جن کو میں نبی کا وصی جانتا ہوں اور حسن خوش خصال وصی و ولی سے پھر جناب جعفر طیار پھر شیر خدا حمزہ (شہید زندہ سے ملاقات کروں گا اس کے بعد حملہ کیا اور دار مروانگی و شجاعت دی -

بروایت علامہ محمد تقی ججاج بن مسروق نے پندرہ آدمیوں کو قتل کیا اور شہادت کی سعادت سے سرفراز ہوئے کتاب شرح تفسیر میں مرقوم ہے کہ ججاج بن مسروق اپنے غلام مبارک کے ہاتھ ایک سو پچاس کوفیوں کو قتل کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔  
تاسخ التواریخ - ۲۷۲ -

## بیحی بن کثیر کی شہادت

لوط بن بیحی نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ بیحی بن کثیر انصاری میدان قتال میں بڑھے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :- ابن سعد اور اس کے بیٹے کا ناک میں دم ہو گیا جب ان دونوں نے انصار کے شہسوار سے مقابلہ کیا ان کو ایسے مہاجرین سے پالا پڑا جن کے نیزے عبا ر جنگ میں کافروں کے خون سے رنگین ہوئے تھے یا تو وہ نبی خدا حضرت محمد کے زمانے میں رنگین ہوئے تھے یا آج ظالموں کے خون میں نہائیں گے جس گھڑی ملاؤں کی کثرت تھی انہوں نے حسین سے دعا کی اور یزید سے راضی ہو کر آگ ہی میں اپنی خوشنودی سمجھی تو ہم بھی آج کے دن اسی آگ کو اپنی تلوار کی تیزی سے اور دم کھائیں گے اور مقام مشرف کی تلواروں اور پلکدار نیزوں سے اسی آگ کو اور بھڑکائیں گے بی تو آج کے دن مجھ پر اور قبیلہ نجار پر ولبروں اور بنی خزرج کے شخص ہر لازمی طور پر واجب ہے یہ فرما کر حملہ شروع کیا اور پچاس آدمیوں کو قتل

کر کے خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

## یحییٰ بن سلیم مازنی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ دوسرا یحییٰ بن سلیم مازنی تھا جس نے نصرت بیکر جہاد کا ارادہ کیا اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔  
 میں اس قوم کو فیصلہ کن چوٹیں ماروں گا اور بار بار شدید ضربیں لگاؤں گا  
 میں نہ اظہارِ عجز کروں گا اور نہ خوشامد اور نہ آج موت کے آنے سے ڈروں گا  
 اور اس طرح سے جنگ کی اور بہت سے اشیاء کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ  
 درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

## حنظلہ بن سعد کی شہادت

سید علامہ ابن طاووس مفسر لہوف ۶۹ پر لکھا ہے کہ اس وقت حنظلہ بن سعد شبامی امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور صورت بیٹھی کر تیروں کی بوچھاڑ اور نیزوں کے وار اور تلواروں کی دھار کو اپنے چہرہ اور سینہ پر روکتے تھے اور مولیٰ کو دشمنوں کے حملوں سے بچاتے تھے۔  
 مذکورہ روایت کو علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۲ پر نقل کیا ہے۔

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۸۰-۷۸ پر لکھا ہے کہ اسی اثنا میں حنظلہ بن سعد شبامی آپ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے پکار پکار کر کہنے لگے اے میری قوم والو! مجھے ڈر ہے کہ تم لوگوں پر جنگ احزاب کا سا عذاب نازل ہوگا جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود پر اور ان کے بعد والوں پر نازل ہوا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم

کرنا نہیں چاہتا ہے اے میری قوم کے لوگو مجھے تمہارے لئے روز قیامت کا ڈر ہے جس روز کہ تم پیٹھ پھیرے بھاگتے ہوئے پھر وگے اور خدا کی طرف سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور سُنو جسے خدا گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ پر لگانے والا نہیں ملتا اے میری قوم کے لوگو! حسینؑ کو شہید نہ کرو کہ خدا عذاب نازل کر کے تم کو تباہ نہ کر دے اور سُنو جس نے خدا پر بہتان کیا وہ زیاں کار ہے۔

حنظلہ کا یہ کلام سُن کر آپ نے کہا اے حنظلہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو یہ لوگ تو اسی وقت سے سزاوار عذاب ہو چکے جب تم نے ان کو حق کی طرف پکارا اور انہوں نے تمہارے قول کو رو کر دیا تمہارا اور تمہارے اصحاب کا خون بہانے کو آمادہ ہو گئے اور اب تو یہ لوگ تمہارے برا دران مارج کو تمل کر چکے حنظلہ نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ نے سچ فرمایا آپ مجھ سے انفق ہیں اور اس منصب کے احق ہیں کیا ابھی ہم اپنے بھائیوں سے ملنے کو نہ جائیں آپ نے اجازت دی کہ جاؤ دار البقا کی طرف جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے حنظلہ نے کہا السلام علیکم یا ابا عبد اللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہلبیت پر صلوة بھیجے اور ہم کو آپ کو بہشت میں بلائے آپ نے یہ سُن کر دوبارہ آمین کہی حنظلہ آگے بڑھے شمشیر زنی کرتے رہے یہاں کہ شہید ہو گئے۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۹ پر لکھا ہے کہ کتاب البصار العین میں منقول ہے کہ شبامی بضبط شین معجمہ اور بامفردہ اور الف ویم اور یاشام کی طرف منسوب ہے اور وہ شام میں ایک جگہ ہے۔

## عبدالرحمن بن عبداللہ زنی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ماسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر اور محمد بن علی نے مناقب صفحہ

۵۷۷ پر لکھا ہے کہ اب عبدالرحمن بن عبداللہ بنی یہ کہتے ہوئے نکلے۔

میں ابن عبداللہ بنی ہوں میں حسن اور حسین کے دین پر ہوں

میں ایک جو انحر و کبیرح تمہیں مارونگا اور بھر دسواے خدا سے کامیابی کا امید ہے

رجز کے بعد نوح مخالف پر حملہ آور ہوئے اور چند مخالفین کو قتل کر کے خود بھی

شہید ہو گئے۔

## عمر بن قرط کی شہادت

سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے کہ عمر بن قرط انصاری  
آبادہ جہاد ہوئے اور امام حسین سے طالب اذن ہوئے آپ نے اجازت سے دی۔  
بروایت علامہ ابن شہر آشوب عمر بن قرط نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا  
ترجمہ یہ ہے جماعت انصار جانتی ہے۔ کہ جسکی حفاظت لازم ہے میں انکی حمایت  
کرتا ہوں۔

میں پے درپے ضر میں تم پر لگاؤں گا میری جان اور میرا گھر حسین پر فدا

فدا ہو۔ مناقب . ۵۸۱۔

بروایت سید علامہ ابن طاؤس آپ مصروف حرب و ضرب ہوئے اور گردہ ابن  
زیاد کی جماعت کثیر کو دار البوار میں پہنچایا۔ محبت حسین اس وجہ اس کے رگ و پے  
میں سرایت کئے ہوئے تھی کہ جو تیر خامس آل عبا کی طرف آتا اس کو اپنے ہاتھ پر  
روک بیٹے اور تلوار چلیتی تو اپنی جان کو اس کی سپر بنا دیتے غرض امام حسین پر  
کسی طرح آنچ نہ آنے دی یہاں تک کہ زخموں سے چر ہو گئے ایسی حالت میں  
حسرت سے دیکھا اور کہا یا بن رسول اللہ! کیا غلام نے حق غلامی ادا کر دیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں! تم چونکہ مجھ سے پہلے بہشت عنبر شربت کو جاہے



ابو میری طرف سے میرے نانا جناب رسول خدا کو میرا سلام پہنچا دینا اور عرض کر دینا کہ حضور کا نواسہ بھی حضور سے ملحق ہونے والا ہے پھر عمرو بن قرظہ تنقوی جنگ کے بعد مرحوم ہو گئے مقتل لہوف - مذکور تمام واقعات علامہ محمد تقی نے بھی بحسنہ ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر نقل کئے ہیں۔

## جون غلام ابو ذر کی شہادت

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۸ پر علامہ مجلسی نے بجا راناوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۲ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر لکھا ہے کہ عمرو بن قرظہ انصاری کے بعد حضرت ابو ذر کے غلام حضرت جون درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد حضرت ابو ذر کے غلام جون زنگی نے اذن چاہا امام حسینؑ نے فرمایا تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ تم تو ہمارے ساتھ اس لئے آئے تھے کہ سکھ اٹھاؤ اور ہماری طرح دکھ نہ سہو بیٹھیں کہ جون نے عرض کیا اے مولیٰ! یہ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ آسائش کے دنوں میں تو آپ کے دسترخوان پر نعمت ہائے گوناگوں سے بہرہ ور ہوں مصائب کے وقت آپ سے منہ موڑوں میرے متعلق حضور کے نامل کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرا جسم بد بو دار اور میرا حسب لئیم ہے اور میرا رنگ کالا ہے تو حضور مجھ سے جنت کو عزیز رکھنا چاہتے ہیں مبادا میرا جسم پاک و خوشبو وار ہو جائے اور میرا حسب و نسب عالی اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے قسم خدا کی! میں تو آپ کے قدموں سے ہرگز جدا نہ ہوں گا تا وقتیکہ میرا سیاہ خون حضور کے پاک خون سے نہ مل جائے مولیٰ نے جون کا یہ اضطراب اور خلوص دیکھ کر اذن جہاد دیا۔

بروایت ابی مخنف حضرت جون میدان میں تشریف لائے اور ایک ریزہ پڑھا

جس کا ترجمہ یہ ہے -

اے فابرو! اب ذرا تم کو اس وحشی کے داروں کا بھی پتہ چل جائیگا جو وہ کاٹنے والی تلوار ہند نیکو مقام شرف حاصل کرنا ہے فرزند رسول کی طرف تم تلوار لے کر میدان میں اترے ہیں جس کے عوض میری صرف یہ تمنا ہے کہ اپنے پیشوا محمد مصطفیٰؐ کی معیت میں کامیاب ہو جائیں -

یہ رجز پڑھ کر آپ برابر جنگ کرتے رہے اور اس گروہ کے ستر آدمیوں کو قتل کر چکے تھے کہ آپ کے حلقہ چشم میں ایک ضرب پہنچی اور ساتھ ہی گھوٹے نے ٹھوکر کھائی اور آپ سر کے بل زمین پر گر پڑے گرنا تھا کہ ظالموں نے چاروں طرف سے گھیر کر تلواروں اور نیزوں کے زخم لگا کر شہید کر دیا۔ مقتل ابن مخنف - ۸۹ - ۹۰ -

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۳ پر پسند محمد بن ابی طالب موسوی لکھا ہے کہ بعد شہادت جون، حضرت امام حسینؑ ان کی نعش پرائے اور فرمایا خداوند اس کا چہرہ نورانی کر اور اس کے جسم کو خوشبو دار کر اور ہمراہ نیکوں کے محشور فرما اور اس کو آلِ محمدؑ سے جیدانہ کر اور حضرت امام محمد باقرؑ نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت وہ روز حضرت جون، جناب سید الشہداء اور بنی اسد نے دیکھا کہ لاش جون سے یہ برکت دعائے امام مظلوم بوسے مشک ساطع ہے -

## عمر وین خالد صیداوی کی شہادت

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل ہوف صفحہ ۹-۶۸ پر لکھا ہے کہ پھر عمرو بن خالد صیداوی امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے میرے مولیٰ! میری جان حضور پر فدا ہو میں نے طے کر لیا ہے کہ آپ اور آپ کے انبیاء

حق بجانب ہیں اور آپ سے روگردانی کرنا نہایت مکروہ اور مذموم ہے اور اب میں  
 دیکھ رہا ہوں کہ حضور تنہا رہ گئے ہیں اور آپ اپنے اہل و عیال کا آنکھوں کے سامنے  
 قتل ہونا چاہتے ہیں امام حسینؑ نے فرمایا اچھا بھائی جاؤ ہم بھی اس دار فانی سے  
 کوچ کرنے والے ہیں مولیٰ کی اجازت پا کر عمرو بن خالد عازم جنگاہ ہوئے اور  
 جہاد کیا یہاں تک درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

## سویدین عمرو کی شہادت

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۰۰ پر لکھا ہے کہ پھر سویدین  
 عمرو بن ابی مطاع جو ایک نہایت نازگزار بزرگ تھے عازم جنگاہ ہوئے آپ  
 نے شیر غضبناک کی طرح بڑی دلیری سے جنگ کی اور نازل ہونے والی مصیبتوں  
 کو صبر اور استقلال سے برداشت کیا آخر زخموں سے چور ہو کر گسے زخموں کی  
 کثرت اور خون کی روانی کے سبب آپ کے بدن کی طاقت قائل ہو چکی  
 تھی چنانچہ کچھ دیر تک بے حس و حرکت زمین پر پڑے رہے مگر جونہی آپ کے  
 کان میں اشقیاء کے اس نعرہ کی آواز پہنچی کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے تو دل مضبوط  
 کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے موزہ میں سے چھری نکال کر اسی حال میں دشمن کو قتل  
 کرنے لگے یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گئے منقول ہے کہ اصحابِ امام حسینؑ کے جوش  
 کا اس وقت یہ عالم تھا کہ ایک دوسرے پر حضور کے لئے اپنی جان قربان کرنے  
 میں سبقت کرنا تھا شاعر نے ان کے حال کو کیا خوب نظم کیا ہے۔

وہ ایسے بلا کے غازی ہیں کہ جب مصیبت کے دفع کرنے کے لئے بلائے جاتے  
 ہیں تو زردیوں کے اوپر اپنے دلوں کو پہن لیتے ہیں اور جان دینے میں ایک  
 دوسرے پر گر پڑتے ہیں۔

## قرہ بن ابی قرہ غفاری کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد قرہ بن قرہ غفاری نے قدم اخلاص میدان شہادت میں رکھا اور اس مضمون کا رجز پڑھا -

تمام بنو غفار و خندف و بنی نزار خوب جانتے ہیں کہ میں بوقت حمیت و غیرت شیر نہ سوں میں گروہ فاسقین کو اپنی تلوار آبدار سے بڑی کاری ضرب لگاؤں گا جو اولاد و خیار و سادات ابرار کی اولاد کی حمایت میں ہوگی اس کے بعد حملہ کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے -

## مالک بن انس کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد مالک بن انس مالکی میدان جہاد میں تشریف لائے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے

تحقیق خوب جانتے ہیں قبیلہ مالک، دووان، خندق اور قبیلہ قیس بنی غیلان کہ میری قوم اپنی بہادری کی وجہ سے حرلیف کے لئے آفت ہے اور وہ سردار تیس سواروں کے ہم قوت سے بضر نیزہ ہائے تند و تیز ملاقات کرتے ہیں عاجز نہیں ہیں نیزہ بازی سے گواہی دیتا ہوں ہم علی والے مطیع اور پیروان خداوند رحمن ہیں اور زیاد والے پیروان شیطان ہیں -

اس کے بعد حملہ کیا اور واد مروانگی و شجاعت دی یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے - ابن بابویہ رحمت اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ

اس بزرگوار کا اسم مبارک انس بن عمارت کا بی تھا۔

## عمیر بن مطاع کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ پھر عمیر بن مطاع بڑھے اور ارشاد فرمایا کہ میرے والد کا نام تو مطاع ہے اور میرا نام عمیر ہے اور میرے ہاتھ میں کاٹنے والی اور ٹکڑے کر دینے والی ایسی تلوار ہے جو اپنی چمک کی وجہ سے کرن معلوم ہوتی ہے آج ہی کے دن تو ہم کو حسین کی حمایت میں لڑنا تلوار کے ہاتھ دکھانے ہیں اور شہادت خوشگوار معلوم ہوتی ہے قابل اطاعت بادشاہ (خدا) کرامت حسین پر نازل ہوتی ہے۔ تیسس شخصوں کو قتل فرما کر آپ بھی شہید ہو گئے۔

## ایک یتیم جوان کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ ایک نوجوان جس کا باپ معر کہ قتال میں شہید ہو چکا تھا اور اس کی ماں اس کے ہمراہ تھی بقصد جہاد نکلا اس کی ماں اس کو جہاد کی ترغیب دیتی تھی حضرت نے فرمایا ابھی یہ نوجوان ہے اور اس کا باپ شہید ہو چکا ہے مبادا اس کی ماں اس کے خروج پر راضی نہ ہو اس سعادت مند نے کہا یا بن رسول اللہ! میری ماں نے مجھے حکم دیا ہے اور اشقیاء سے لڑنے کو بھیجا ہے یہ کہہ کر میدان کارزار میں آیا اور ایک رجز پڑھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میرا امیر حسین ہے اور وہ کیا اچھا امیر ہے اور وہ نبی بشیر اور نذیر کے دل کا سرور ہے علی وفا طہ اس کے والدین ہیں کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی نظیر ہے اس

کے چہرے پر ایسا نور ہے جیسے آفتاب دو پہر اور ایسی ضیاء ہے جیسے ہفتاب درختوں۔  
یہ رجز پڑھ کر خوب لڑے یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے ظالموں نے آپکا  
سمرانور حضرت کے لشکر میں پھینک دیا اس کی ماں نے اپنے فرزند کا سراٹھایا خوشحال  
تیرا اے میرے فرزند اے میرے دل کا سرور اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک  
تو نے اپنی جان فرزند رسول پر تشارکی یہ کہہ کر اپنے فرزند کا سر لشکر مخالف میں پھینک  
دیا اور اس ملعون کو قتل کیا عمود خیمہ اٹھا کر لشکر مخالف پر حملہ کیا اور اشار پڑھتی تھی  
جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں ایک بوڑھی عورت ہوں اگرچہ میرا جسم پڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہے لیکن  
اے اشقیاء میں تمہیں بصرِ شدید قتل کروں گی اور حمایت کروں گی فرزندِ فاطمہ  
علیہا السلام کی۔

یہ کہہ کر اس ضعیفہ نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ دو شخصوں کو خاک پر گرایا اس وقت  
حضرت نے اصحاب سے فرمایا اس نیک اعتقاد عورت کو واپس لے آؤ اور حضرت  
نے اس کے حق میں دعا کی۔

## جنادہ بن حارث کی شہادت

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۹ پر لکھا ہے کہ اب جنادہ بن حارث  
انصاری نکلے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں جنادہ بن حارث ہوں نہ میں ذلیل ہوں نہ توڑنے والا اپنی بیعت کا جو  
دراشتنا چلتی رہے گی اور میرے خون کا قصاص باقی رہنے والا ہے۔

سولہ اشقیاء کو قتل کیا اور خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

## عمر و بن جنادہ کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد عمرو بن جنادہ معرکہ کارزار میں گئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے -

میں آج سپہرہند کا ناطقہ بند کروں گا اور لشکر انصار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونگا۔ اور ایسے جبارین کو لیکر حملہ آور ہو گا جن کے نیزے گرد و غبار کے نیچے کافروں کے خون سے رنگین ہیں وہ اس سے پہلے زمانہ نبی میں بھی کافروں کے خون سے رنگین رہ چکے ہیں اور آج ان ذلیلوں کے خون سے رنگین ہوں گے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے شریروں کی نصرت کی خاطر قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے بدر کے کشتوں کا بدلہ لینے کو تلواروں اور نیزوں سے مسلح ہو کر جمع ہوتے ہیں خدا کی قسم میں بھی اپنی تیغ براں سے ان لوگوں سے جہاد کئے جاؤں گا کیونکہ تلواروں سے گلے ملنا اور بڑھ بڑھ کر حملے کرنا مجھ پر حق واجب ہے۔ یہ اشعار پڑھ کر داد مروانگی دی یہاں تک کہ شرف شہادت پر فائز ہوئے۔

## عاب بن شیبہ شاکری و شرف غلام شاکری کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۹-۲۸۸ پر لکھا ہے کہ عاب بن ابی شیبہ شاکری اپنے غلام آزاد شوزب کو ساتھ لئے ہوئے شوزب سے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اس نے کہا ارادہ کیا ہے فرزند رسول اللہ کی طرف سے میں بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا عاب نے کہا مجھے تجھ سے بڑھ کر میرا کوئی عزیز ہوتا تو میری خوشی یہی تھی کہ میرے سامنے آتا اور میں اسے رخصت کرنا آج کا دن وہ دن ہے کہ جتنا تم سے ہو سکے ثواب لوٹ لیں بس آج کے بعد عمل خیر کا موقع نہیں پھر

روز حساب آنے والا ہے شوذب نے امام حسین کو جا کر سلام کیا لڑنے کو نکلا اور یہاں تک جنگ کی کہ شہید ہو گیا۔

عائس بن ابی شیبہ نے اب آپ سے یہ عرض کیا کہ یا ابا عبد اللہ آپ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قریب یا بعید واللہ مجھے عزیز نہیں ہے اگر اپنی جان مینے سے اور خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی بات ہوتی کہ میں آپ کو مصیبت سے اور قتل سے بچا سکتا تو میں وہ بھی کر کرتا السلام علیک یا ابا عبد اللہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں آپ اور آپ کے پدربزرگوار کی ہدایت پر قائم ہوں یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے ان کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان بھی تھا ربیع بن تمیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا یہ اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا یہ بہت بڑے بہادر تھے ربیع نے لوگوں سے کہا یہ شیر میدانِ دغا ہے یہ عائس بن ابی شیبہ ہے تم میں سے کوئی ایک شخص اس سے لڑنے کو ہرگز نہ جائے عائس نے پکارنا شروع کیا۔ کیا ایک مقابل میں کوئی ایک نہ نکلے گا، ابن سعد نے حکم دیا کہ پیچھے پیچھے کھینک کر اس شخص کو چور کرد چاروں طرف سے پیچھے آنے لگے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی زرہ اور مغفر کو اتار ڈالا اور ان لوگوں پر حملہ کیا ربیع کہتا ہے واللہ یہ دو سو سے زیادہ آدمی تھے جو بھاگ کھڑے ہوئے مگر بھاگے ہوئے پھر پلٹ پڑے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گئے میں نے چند لوگوں کے ہاتھ میں ان کا سر دیکھا یہ کہتا تھا میں نے اسے قتل کیا وہ کہتا تھا میں نے قتل کیا ہے سب کے سب ابن زیاد کے پاس آئے اس نے کہا کیوں جھگڑتے ہو اس شخص کو ایک بر بھی نے قتل نہیں کیا ہے یہ کہہ کر ان کا جھگڑا چکایا۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۴۲-۲۸۳ پر لکھا ہے شاکر کے مولیٰ جناب شوذب بن عبد اللہ ہمدانی تابعی کا ذکر تفتتہ الاسلام حاجی نوری اللہ تعالیٰ اس



کی قبر کو روشن کرے، فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شوذب کا مقام عالس کے مقام سے ارفع و اعلیٰ ہو جیسا کہ لوگوں نے شوذب کے حق میں کہا ہے اور میرا والد شوذب متقدمین شیعوں میں سے تھا، اور ابصار العین میں منقول ہے کہ شوذب جلیل القدر شیعوں اور ناسور شہسواروں میں سے تھا اور احادیث نبوی انہیں یا دھیں جنہیں امیر المؤمنین سے روایت کرتا تھا صاحب الحدائق اور وہیہ نے کہا شوذب شیعوں کے لئے بیٹھتا تھا اور وہ اس کے پاس احادیث سننے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور وہ ان کا صدر ہوتا تھا۔

لوہ و مرجان میں ثقۃ الاسلام حاجی نور علی فرماتے ہیں کہ شاکر مین میں طائفہ ہمدان کا ایک قبیلہ ہے اور عالس اس قبیلہ سے ہو گا رہے جب لفظ مولیٰ کی اضافت کسی قبیلے کی طرف کرتے ہیں تو اس سے مراد حلیف یعنی ہم قسم ہوتا ہے ہم قسم وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قبیلے سے اپنی تقویت کیلئے کسی دوسرے قبیلے کے پاس جاتا ہے اور ان کا ہم قسم بن جاتا ہے پس وہ قبیلہ سختی اور تکلیف میں اس کی اس طرح تدویر کرتا ہے جس طرح قبائل عرب کا دستور ہے یا لفظ مولیٰ کے معنی اترنے والے کے ہیں یعنی اپنے قبیلے سے بعض اغراض مثل کثادگی رزق یا دشمن سے فرار کی وجہ سے ہجرت کرتے ہیں اور دوسرے قبیلے میں اترتے ہیں اور ان کے رسم و رواج اور قوانین کے مطابق عمل کرتے ہیں اور شوذب قبیلہ شاکر کا حلیف تھا یا ان کا نزیل تھا اور نہ یہ گروہ ان کا غلام اور نہ تابع تھا جس طرح کہ ذہنوں میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ غلام کو طائفہ اور قبیلہ سے نسبت نہیں دیتے۔

## عبداللہ غفاری اور عبدالرحمن کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد

عبداللہ اور عبدالرحمن غفاری سید الشہداء کی خدمت میں آئے عرض کیا السلام علیک یا  
 ابا عبداللہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں تاکہ اپنی جان آپ پر فدا کریں حضرت نے  
 فرمایا: مرحبا قریب او مہیا ئے شہادت ہو پس وہ دونوں بزرگوار حضرت کے قریب  
 آئے اور اشک حسرت آنکھوں سے برسائے حضرت نے فرمایا اے فرزند ان برادر  
 تمہارے رونے کا کیا سبب ہے تم بخدا مجھے اُمید ہے ایک ساعت کے بعد  
 تمہاری آنکھیں روشن اور تمہارے دل خوش ہوں گے انہوں نے عرض کیا ہم آپ  
 پر فدا ہوں ہم اپنے حال پر نہیں روتے ہیں بلکہ اس لئے روتے ہیں کہ مخالفوں نے  
 ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم اشیاء کو آپ سے وقیح نہیں کر سکتے حضرت  
 نے فرمایا اے فرزند و خدا تمہیں اس اندوہ و ملال پر جزائے خیر دے پھر ان  
 دونوں نے حضرت کو وداع کیا اور عرض کیا السلام علیک یا ابن رسول اللہ!  
 حضرت نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس دونوں جوان مانند شیر  
 میدان کارزار میں گئے اور بعد جنگ عظیم خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

## امام زین العابدین علیہ السلام کے ترکی غلام کی شہادت

ملاحسینؑ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۴۲-۲۹۳ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد ترکی غلام  
 جو کہ قرآن مجید کے قاری اور حافظ تھے امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اداب  
 بجا لاکر عرض کیا میری روح آپ پر فدا ہو اے فرزند رسول! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے  
 کہ ہمارے لشکر میں کوئی متنفس زندہ نہیں بچے گا آپ اجازت دیں تاکہ میں بھی اپنی  
 جان حضور کے سامنے قربان کروں امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں تجھے  
 اپنے فرزند زین العابدین کے لئے خریدتا ہوں اور اسے بخش دیا ہے اس کے  
 پاس جا کر اجازت طلب کرو راوی کہتا ہے کہ اس دن امام زین العابدین علیہ السلام بیمار

تھے اور خیمہ میں سہارا لٹے ہوئے تھے غلام نے امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے میرے مولیٰ و آقا کے فرزند میں نے حضور کے والد سے جہاد کی اجازت مانگی انہوں نے فرمایا تم میرے اس نور چشم کے غلام ہو تمہارا اختیار اسے حاصل ہے اور اب میں آپ کے آستانہ کی طرف آیا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ حضور مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے اور جنگ کی اجازت دیں گے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا ترکی غلام دوسری دفعہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی اور ان حضرت سے اجازت لیکر میدان جنگ کا رخ کیا جب امام زین العابدین علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ میرا غلام میدان جنگ کی طرف جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خیمہ کے دامن کو اٹھایا جائے چنانچہ حسب الحکم ایسا کیا گیا شہزادے نے دیکھا کہ وہ ترکی غلام کھلے ہوئے پھول جیسے رخساروں اور چودھویں کے چاند جیسے چہرے کے ساتھ دونوں فوجوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اس بد بخت فوج کے سامنے تلوار ہلا کر مقابل کو طلب کیا کبھی عربی زبان اور کبھی ترکی زبان میں رجز پڑھتے تھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ اس مضمون کا رجز پڑھا میری طعن و ضرب سے دریا میں آگ لگ جاتی ہے اور میرے تیروں کی چوٹ سے انق میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جب میری تلوار میرے ہاتھ میں چمکتی ہے تو حاسد بد ذات کا قلب پاش پاش ہو جاتا ہے۔

اس جوان نے ستر دشمنوں کو تہ تیغ کیا۔ ہر روایت علامہ مجلسی آخر کار تیغ ظلم عدوان سے گھائل ہو گئے اور زمین پر گر پڑے حضرت اس سعادت مند کی نعش پر آئے اور زار زار روئے اور اپنا رخسارہ مبارک غلام کے رخسارہ پر رکھا غلام

نے آنکھیں کھول کر اس امامِ انام کے جمالِ عدیم المثالِ زینظر کے تبسم کیا اور مرغ  
روح باغِ جنت کی طرف پرواز کر گیا۔ بحار الانوار - ۳۰ -  
علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ گمان ہے  
کہ اس ترکی غلام کا نام اسلم بن عمرو ہو۔

## بہزید بن زیاد بن شعثا کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ان کے  
بعد بہزید بن زیاد بن شعثا میدان کارزار میں آئے اور وہ آٹھ تیر جو ان کے پاس  
تھے لشکرِ مخالف کی طرف پھینکے اور پانچ مخالفوں کو ان تیروں سے واصل جہنم کیا  
اور جو تیر پھینکتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ خداوندان کے تیر کو نشانہ پر لگا اور اس  
کے عوض میں اس کو بہشت عطا فرما اس وقت فوجِ مخالف نے حملہ کر کے اسے  
شہید کر دیا۔

علامہ محمد تقی نے بھی تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۷ پر بسند علامہ مجلسی  
مولف بحار الانوار مذکورہ واقعات نقل کئے ہیں۔

## ابو عمر ہشلی کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ابنِ نما  
رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہران مولیٰ نبی کابل سے روایت کی ہے اس نے کہا میں صحرائے  
کربلا میں امام حسینؑ کے ہمراہ تھا ایک شخص کو دیکھا کہ زبردست مقابلہ کرتا ہے  
اور ہر حملہ میں جمعیت اعدا کو متفرق کر کے حضرت کی خدمت میں آتا ہے اور اس  
مضمون کا رجز پڑھتا ہے۔

خوشخبری ہو تجھے کہ ہدایت پائی تو نے راہ راست کی اور ملاقات کرے گا تو رسول خدا سے جنت الفردوس میں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ ابو عمر نہشلی ہیں بروایت دیگر کہا گیا کہ یہ ابو عمر خشمی ہیں پس عامر بن نہشلی اور ثعلبی ملعون نے انہیں شہید کر کے سر انور بدن شریف سے جدا کیا یہ بزرگوار بڑے عابد و زاہد اور کثیر الصلوٰۃ تھے۔

مذکورہ واقعات علامہ محمد تقی نے بھی بستہ علامہ مجلسی مولف بجا رانا نوار، تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۷ پر نقل کئے ہیں۔

## یزید بن مہاجر کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۱-۲۹۰ پر لکھا ہے کہ روایت ہے بنی بہدہ میں سے ابو شعثا و یزید بن زیاد حسین کے سامنے آکر دونوں فنا کو ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور سو تیر دشمنوں کو مارے ان میں سے پانچ تیر خطا ہو گئے یہ شخص اس قدر تیر انداز تھے جب تیر سر کرتے تھے تو کہتے تھے میں بنی بہدہ سے ہوں جو لوگ کہ شہ سوار شک ہیں۔ حسین کہتے جاتے تھے یا خدا یا ان کے نشانہ کو صائب اور بہشت انہیں نصیب کر سب تیر لگا چکے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا پانچ تیروں کے سوا میرا کوئی تیر خطا نہیں ہوا او مجھے یقین ہے کہ پانچ شخصوں کو میں نے قتل نہیں کیا انصار میں سے جو لوگ پہلے ہی قتل ہو گئے یہ بھی ان میں سے ہیں ان کے رجز کا یہ مضمون تھا۔

میرا نام یزید ہے میرے باپ کا نام مہاجر۔ میں شیر بیشہ شجاعت ہوں خداوند میں حسین کا ناصر ہوں اور ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اس سے دوری اختیار کی۔

پہلے یہ ابن سعد کے لشکر میں تھے جب انہوں نے دیکھا کہ حسین نے جنتی شرطیں پیش کیں وہ سب رو کی گئیں تو انصار حسین میں آکر مل گئے اور مشغولِ قتال رہے یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

مذکورہ واقعات بجننہ علامہ مجلسی نے بھی بحار انوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۳۰ پر اور علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۷۷ پر نقل کئے ہیں۔

## سیف بن ابی المہارت اور مالک بن عبداللہ کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۸-۷۸ پر لکھا ہے کہ سیف بن مہارت اور مالک بن عبداللہ دونوں آپس میں چچا زاد بھائی تھے ماں دونوں کی ایک تھی یہ دونوں جاہلی جوآن روتے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا بچو کیوں روتے ہو واللہ میں تو جانتا ہوں اب تھوڑی ہی دیر میں تم خاموش ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ پر فدا ہو جائیں اپنے لئے نہیں روتے آپ کے حال پر ہمیں رونا آتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نزع میں ہیں اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے آپ نے جواب دیا میری حالت پر محزون ہونے کی جزا، میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا عوض اسے فرزند و احق تعالیٰ تمہیں دے جیسا کہ نیک بندوں کو وہ دیتا ہے۔

حفظہ کے بعد دونوں نوجوان جاہلی آگے بڑھے طرطرا کر آپ سے کہتے جاتے تھے السلام علیکم یا بن رسول اللہ آپ نے دونوں کے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ان دونوں نے قتال کیا اور شہید ہو گئے۔

مذکورہ واقعات معمولی تغیر کیساتھ علامہ مجلسی نے بھی بحار انوار اور علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم میں نقل کئے ہیں۔

## زیاد مصاہر الکندی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۸ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن محمد رضا الحسینی اپنی تالیفات میں جلاء العیون جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ مالک بن انس کے بعد زیاد مصاہر الکندی نے عمر ابن سعد کے لشکر پر حملہ کیا اور اس گروہ سے نو آدمی تہہ تیغ کئے اور خود بھی شہید ہوئے۔

## حضرت ابراہیم ابن حسین کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحات ۶۹ و ۷۰ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد ابراہیم بن حسین اس مضمون کا رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں تشریف لائے۔

اے حسین آگے بڑھیے تو آج کے دن احمد سے ملاقات ہوگی پھر اپنے باپ سے جو پاک اور خدا کی طرف سے قوی نیز ابن حسن سے جو سب سے زیادہ نیک اور زہر سے شہید ہو گئے تھے اور سب شہیدوں کے ساتھ یاروں سے پرواز کرنے والے سے اور سردار و سور ماد و شیر زبان حمزہ سے ملاقات فرمائے گا یہ سب لوگ جنت الفردوس میں سعادت پر کامیاب ہو گئے۔

یہ فرما کر لشکر پر دھاوا بول دیا پچاس آدمیوں کو خاک پر سلا کر ان پر حجت خدا ہو خود بھی جنت کو سدھارے۔

## علی بن مظاہر کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ آپ کے بعد علی بن مظاہر اسدی

یہ فرماتے ہوئے میدان جنگ میں بڑھے۔

میں بے رحم کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تمہارے برابر ہوتے بلکہ اگر تم سے آدھے بھی ہوتے تو تم بڑی طرح میدان سے بھاگتے اسے شرافت اور اعمال میں بدترین قوم خدا تمہاری اولاد کو نہ رکھے۔ یہ فرما کر قوم اشقیاء پر حملہ فرما دیا اور ستر بہادروں کو قتل کر کے امام حسین علیہ السلام کے سامنے راہی جان ہو گئے۔

## معلىٰ کی شہادت

لوطن بیجی نے مقلل الحسین معروف بہ مقلل ابی مخنف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد معلىٰ میدان جنگ میں آئے آپکی شجاعت کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی اس مضمون کا ترجمہ پڑھتے تھے، میرا نام معلىٰ ہے حمایت کو اٹھا ہوں باز نہیں رہوں گا۔ جو محمد و علیٰ کا دین ہے وہی میرا ایمان ہے جب تک موت نہ آجائے براہین کو ہٹاتا رہوں گا۔ اور ایسے شخص کی طرح وار کرتا رہوں گا جبکو موت کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔ خالق ازلی سے ثواب کی امید کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اللہ خوبی کے ساتھ میرا عمل پورا کر دے پھر حمد فرمایا بچاس شہسوار خاک میں ملا کر خود بھی زمین پر تشریف لائے اور اپنے خون میں تڑپنے لگے۔

## طراح بن عدی کی شہادت

لوطن بیجی نے مقلل الحسین معروف بہ مقلل ابی مخنف مطبع الخنف صفحہ ۲-۷۱ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد طراح بن عدی بڑھ کر یہ شعر پڑھنے لگے۔

بہت سخت وار لگانے والا طراح میں ہی ہوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ گھسان میں جب اپنی تلوار سونت لیتا ہوں تو میرا ہم بدل بھی میرے چھا جانے سے ڈرنے لگتا ہے یہ وار تو نبھا لو میں نے تو سرکشوں کے خلاف اگرچہ میرا فرزند ہی کیوں نہ ہو،



اپنا دل سخت کر لیا ہے۔

یہ فرما کر آپ مشغول جنگ ہو گئے اور ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس عرصہ میں آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور بیجان کر کے زمین پر گرا دیا تو لشکر ابن سعد نے آپ کو گھیر لیا اور ستر دن سے جدا کر دیا۔

## یزید بن مظاہر اسدی کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹-۶۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد یزید بن مظاہر اسدی میدان میں آئے اور اس مضمون کا رجحان ارشاد فرمایا ہے تھے۔ میرا نام یزید ہے اور میرے والد مظاہر ہیں تمام شیری کے شیر سے زیادہ بہادر ہیں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں یزید سے کی انیاں میرے پاس سرکشوں کے لئے حاضر رہتی ہیں اے پروردگار میں حسین علیہ السلام کا مددگار ہوں ہند کے بیٹے سے بچتا اور سپہ ہیز کرتا ہوں اور میرے قبضہ میں کاٹ کرنے والی اور تیز تلوار ہے۔ یہ کہتے ہی فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا اور جب تک بچاں بہادر قتل نہ کر لئے بلایا لڑتے رہے آخر کار درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

## مالک بن اوس مالکی کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۷۵-۷۳ پر لکھا ہے کہ اب مالک بن اوس مالکی نے تلوار سونت کر فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا اور کئی بہادریوں کو قتل کر کے درجہ شہادت حاصل کیا اور رحمت الہی کے جوار میں چلا گیا۔

## انیس بن معقل کی شہادت

ضمین علی شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۸ پر لکھا ہے کہ انیس بن معقل

اصبی رطنے کو نکلے اور اس مضمون کا رجز پڑھا۔

میں انیس بن معقل ہوں میرے ہاتھ میں چمکدار تلوار کا قبضہ ہے  
میں دشمنوں کے سر اڑا دوں گا بغیر اڑاؤنگا اور صاحبِ مجد و قتلِ حسین سے خون کو ہٹاؤنگا

جو خیر المرسلین رسول اللہ کے فرزند ہیں

انہوں نے بیس سے زائد اشیاء کو قتل کیا اور خود درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

## ابراہیم بن حصین اسدی کی شہادت

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۰ پر لکھا ہے کہ ابراہیم بن حصین اسدی نے ایک رجز پڑھا اور فوجِ اشقیاء پر حملہ کر دیا۔ اس نے ۴۸ آدمیوں کو قتل کیا اور خود بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

عرض کرتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو اصحاب یوم عاشورا میدانِ کربلا میں

## مؤلف جامع التواریخ

درجہ شہادت پر فائز ہوئے اسکی تعداد اور ان کے ماقبل اور با بعد شہید ہونے کے متعلق ماہین علماء تاریخ کربلا، اختلاف ہے اب باحتراز طوالت و باختصار تفاوت ان علماء تاریخ کربلا کی آراء کا مختصر ترین خاکہ پیش کیا جاتا ہے جن کی کتب مانجھ کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے لوط بن یحییٰ المشہور ابو مخنف مؤلف مقل الحسین معروف بہ مقل ابی مخنف مطبع النجف کے چشم دید بیان کا مختصر ترین خاکہ دربارہ تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔

۱- حبیب ۲- زبیر بن عقیل ۳- یزید بن مظاہر اسدی ۴- یحییٰ بن کثیر انصاری۔

۵- ہلال بن نافع ۶- ابراہیم ۷- علی بن مظاہر ۸- معلیٰ ۹- جون غلام ابی ذر غفاری۔

۱۰- عمیر بن مطاع ۱۱- عبداللہ بن وہب کلبی ۱۲- طراح بن عدی۔ لوط بن یحییٰ نے نقل  
ابن عمرف میں لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام اصحاب و انصار شہید ہو چکے اور حضرت  
نے استغاثہ کیا تو حرن یزید ریاحی اس وقت خدمت امام زماں میں حاضر ہوا اور بعد  
تحصیل اجازت جہاد کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوا۔

اس کے علاوہ علامہ سید ابن طاؤس مؤلف نقل لموت کی تحقیق کا مختصر ترین خاکہ  
در باب تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام نقل کیا جاتا ہے۔

۱- حرن یزید ریاحی ۲- بریر بن خضیر ہمدانی ۳- محمد بن بشیر ۴- وہب پسر  
حباب کلبی ۵- مسلم بن عوسجہ ۶- عمر بن فطرہ انصاری ۷- جون غلام ابی ذر ۸- عمر  
بن خالد صیداوی ۹- حنظلہ بن اسعد ۱۰- سعید بن عبداللہ ۱۱- زہیر بن قین ۱۲-  
سوید بن عمر بن ابی مطاع۔

سید علامہ ابن طاؤس کہتے ہیں کہ مطابن روایات، حر کے آنے سے پہلے بہت سے  
اصحاب حسینؑ درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تھے۔ مولف عرض کرتا ہے کہ سید علامہ ابن طاؤس  
نے ان شہداء کے اسماء گرامی نقل نہیں کئے ہیں۔

اب شیخ الامتہ محمد بن محمد النعمان الملقب بالمفید متوفی ۴۱۳ھ مولف الارشاد فی معرفتہ  
حجج اللہ علی العباد کی رائے کا مختصر ترین خاکہ نقل کیا جاتا ہے ۱- حرن یزید ریاحی ۲-  
عبداللہ بن عمیر ۳- نافع بن ہلال ۴- مسلم بن عوسجہ ۵- حبیب بن مظاہر ۶- زہیر بن قین  
۷- حنظلہ بن اسعد ۸- شوذب ۹- عالی بن شیبہ شاکری۔

مولف عرض کرتا ہے کہ شیخ مفید جیسے ممتاز مورخ نے کتاب الارشاد میں جو مؤرخین  
ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، حضرت امام حسینؑ کے دیگر اصحاب کے اسماء گرامی  
نقل نہیں کئے ہیں۔

اس کے بعد احمد یا محمد بن علی اعثم کوفی مولف تاریخ اعثم کوفی کی رائے کا مختصر ترین خاکہ

راجح بہ تعداد اور نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام لکھا جاتا ہے۔ ۱۔  
 حبرین یزید ریاحی ۲۔ بریرہ سہدانی ۳۔ عمرو بن خالد ازوی ۴۔ مسلم بن عوسجہ اسدی ۵۔  
 مالک بن اوس مالکی ۶۔ ہلال بن نافع ۷۔ جباب بن ارت انصاری ۸۔ عمرو بن جنادہ  
 خواجہ اعثم کوفی جیسے ممتاز مورخ نے بھی فقط مذکورہ بالا اصحاب امام حسین کی شہادتوں  
 کے واقعات نقل کئے ہیں۔

اب علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی مولف مناقب آل ابیطالب کی تحقیق  
 کا مختصر ترین خاکہ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حر ۲۔ بریر بن خضیر بکلافی۔  
 ۳۔ وہب بن عبداللہ کلبی ۴۔ عمرو بن خالد ازوی ۵۔ سعد بن خنظلہ تمیمی ۶۔ عبداللہ  
 ندجی ۷۔ مسلم بن عوسجہ ۸۔ عبدالرحمن بن عبداللہ زینی ۹۔ یحییٰ بن سلیم مازنی۔ ۱۰۔ زفرہ بن  
 ابی قرہ انصاری ۱۱۔ عمرو بن مطاع جعفی ۱۲۔ جون غلام ابی ذر۔ ۱۳۔ انیس بن مقل  
 اصبحی ۱۴۔ یزید بن مہاجر جعفی ۱۵۔ حجاج بن مسروق جعفی ۱۶۔ حبیب ابن مظاہر۔  
 ۱۷۔ زہیر بن قین ۱۸۔ جنادہ بن حارث انصاری ۱۹۔ حر کا ایک ترکی غلام ۲۰۔ مالک  
 مالک بن دوکان ۲۱۔ ابوشامہ مائدی ۲۲۔ ابوالایم بن حسین اسدی ۲۳۔ عمرو بن قرظ انصاری  
 ۲۴۔ احمد بن محمد ہاشمی اس کے بعد علامہ ابو جعفر بریر طبری مولف تاریخ الامم والملوک کی رائے  
 کا خاکہ متعلق بہ تعداد و نوبت شہادت امام حسین نقل کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حر ۲۔ وہب  
 بن عبداللہ ۳۔ بریر بن خضیر ۴۔ علی بن قرظ ۵۔ مسلم بن عوسجہ ۶۔ عبداللہ بن عمیر کلبی  
 ۷۔ حبیب ابن مظاہر ۸۔ ابو ثامہ جعفی ۹۔ زہیر بن قین ۱۰۔ نافع بن ہلال ۱۱۔ عزرہ  
 غفاری کے فرزند عبداللہ عبدالرحمن ۱۲۔ خنظلہ بن اسعد شامی ۱۳۔ سیف و مالک ۱۴۔  
 شوزب ۱۵۔ عابس بن ابی شیبہ ۱۶۔ یزید بن زیاد ۱۷۔ عمرو بن خالد صیادی ۱۸۔ سعد  
 ۱۹۔ جابر بن حارث سلمانی ۲۰۔ محب بن عبداللہ عامدی۔

اب ملا حسین مولف روضۃ الشہداء کی رائے کا خاکہ متعلق بہ تعداد و نوبت شہادت

اصحاب امام حسینؑ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حربین یزید ۲۔ مصعب بن عمیر۔ ۳۔ پسر حر ۴۔ حر کا غلام غره ۵۔ زہیر بن حسان اسدی ۶۔ عبداللہ بن عمیر کلبی ۷۔ بریر بن خضیر ہمدانی ۸۔ وہب بن عبداللہ کلبی ۹۔ عمرو بن خالد ازدی ۱۰۔ خالد بن عمرو ۱۱۔ سعد بن حنظلہ ۱۲۔ عمرو بن عبداللہ مدنی ۱۳۔ حماد بن انس ۱۴۔ شریح بن عبیدرومی ۱۵۔ مسلم بن عوسجہ ۱۶۔ پسر مسلم بن عوسجہ ۱۷۔ ہلال بن نافع ۱۸۔ عبداللہ بن زینب ۱۹۔ یحییٰ بن سلیم مازنی۔ ۲۰۔ عبدالرحمن بن عروہ غفاری ۲۱۔ مالک بن انس بن مالک ۲۲۔ عمرو بن مطاع جعفی ۲۳۔ قیس بن مندہ ۲۴۔ ہاشم بن عقبہ ۲۵۔ حبیب بن مظاہر ۲۶۔ حرہ یا حریر آزاد کردہ غلام ابی ذر غفاری ۲۷۔ یزید بن مہاجر جعفی ۲۸۔ انیس بن منقل اصبحی ۲۹۔ حابس بن شیبیب وشوذب ۳۰۔ جاج بن مسروق جعفی ۳۱۔ سیف بن حارث بن سربیع و مالک بن عبداللہ بن سربیع ۳۲۔ امام زین العابدینؑ کا ترک غلام ۳۳۔ حنظلہ بن سعد ۳۴۔ یزید بن زیاد شعبان ۳۵۔ سعد بن حنفی ۳۶۔ جنادہ بن حارث انصاری ۳۷۔ عمرو بن جنادہ ۳۸۔ مرہ بن ابی رزہ غفاری ۳۹۔ محمد بن مقداد و عبداللہ بن ابورحمانہ ۴۰۔ سعد غلام امیر المؤمنین ۴۱۔ قیس بن ربیع وشعث بن سعد و عمرو بن قرظہ و عظیمہ و حماد۔

لا حسینؑ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۶ پر لکھا ہے میدان کربلا میں یاران، چاکران اور ملازمان امام حسینؑ میں سے تریپن افراد نے شہادت نوش فرما کر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

اس کے بعد ملا محمد باقر مجلسی مولف بحارالانوار جلد ۲۴ کی تحقیق کا خاکہ درباب تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسینؑ علیہ السلام نقل کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حربین یزید ریاحی۔ ۲۔ بریر ۳۔ وہب کلبی ۴۔ عمرو بن خالد ازدی ۵۔ خالد بن عمرو ۶۔ سعد بن حنظلہ ۷۔ عمیر بن عبداللہ ۸۔ مسلم بن عوسجہ ۹۔ نافع بن ہلال بجلی ۱۰۔ سعید بن عبداللہ ۱۱۔ عبدالرحمن بن عبداللہ ۱۲۔ عمرو بن قرظہ ۱۳۔ جون غلام ابی ذر ۱۴۔ عمرو بن خالد ۱۵۔ حنظلہ بن سعد۔

۱۶- سوید بن عمرو ۱۷- یحییٰ بن سلیم ۱۸- قرہ غفاری ۱۹- مالک بن انس ۲۰- عمرو بن مطاع جعفی ۲۱- مسروق مؤذن امام حسینؑ ۲۲- زہیر بن قین ۲۳- سعید بن عبداللہ ۲۴- حبیب بن مظاہر ۲۵- ہلال بن نافع ۲۶- ایک تیسری سچہ ۲۷- جنادہ بن حرب ۲۸- عمر بن جنادہ ۲۹- عبدالرحمن بن عروہ ۳۰- عابس بن شیبہ شاکری و شاذب غلام ترکی ۳۱- عبداللہ و عبدالرحمن غفاری ۳۲- ایک ترکی غلام ۳۳- یزید بن زیاد شعثا ۳۴- ابو عمر نہشلی ۳۵- یزید بن مہاجر ۳۶- سیف بن حرث و مالک بن عبداللہ -

ابو ملامحمد باقر عیسیٰ مولف جلال العیون کے تفحص کا مختصر ترین خاکہ راجع بہ تعداد و

نوبت شہادت اصحاب امام حسینؑ قلمبند کیا جاتا ہے ۱- ۲- ۳- بریر بن خضیر ۳-

وہب بن عبداللہ ۴- عمر بن خالد ازوی ۵- خالد بن عمرو ازوی ۶- سعید بن حنظلہ

تمیمی ۷- عمرو بن عبداللہ مذحجی ۸- مسلم بن عوسجہ ۹- زہیر بن قین ۱۰- حبیب ابن

مظاہر ۱۱- ہلال ابن حجاج ۱۲- نافع ابن ہلال ۱۳- عبدالرحمن بن عبداللہ ۱۴- جون غلام

ابن ذرغفاری ۱۵- عمرو بن صیداوی ۱۶- حنظلہ بن اسعد ۱۷- سوید بن عمر ۱۸- یحییٰ بن

سلیم ۱۹- قرہ بن قرہ غفاری ۲۰- عمرو بن مطاع جعفی ۲۱- حجاج بن مسروق ۲۲-

جنادہ بن حارث ۲۳- عمرو بن جنادہ ۲۴- عبدالرحمن بن عروہ ۲۵- عابس بن شیبہ

شاکری و شاذب ۲۶- عبداللہ و عبدالرحمن غفاری ۲۷- ترکی غلام ۲۸- زیاد بن شعثا -

۲۹- ابو عمر نہشلی ۳۰- سیف بن ابی حارث و مالک بن عبداللہ -

مولف عرض کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے جو اصحاب یوم عاشورا میدان

کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے ان کی تعداد صحاح اسماء گرامی حضرت صاحب المعصوم

الزمان صلوات اللہ علیہ نے بھی زیارت ناحیہ میں دی ہے جو یہ ہے -

۱- سلیمان ۲- قائب ۳- منج ۴- مسلم بن عوسجہ ۵- سعید بن عبداللہ ۶-

بشر بن عمر حضری ۷- یزید بن حصین ہمدانی ۸- عمر بن کعب انصاری ۹- نعیم بن مجلان انصاری -

- ۱۰- زهیر بن قین بجلی ۱۱- عمر بن قرط انصاری ۱۲- حبیب بن مظاہر اسدی ۱۳- حرب بن یزید  
ریاحی ۱۴- عبداللہ بن عمر کلبی ۱۵- نافع بن ہلال بن نافع مرادی ۱۶- انس بن کابل اسدی-  
۱۷- قیس بن مسہر صیداوی ۱۸- عبداللہ عبدالرحمن غفاریان ۱۹- عون بن حوی غلام ابی ذر  
۲۰- شیبیب بن عبداللہ نیشلی ۲۱- حجاج بن زید سعدی ۲۲- قاسط و کرش سپران ظہیر ۲۳  
کنانہ بن عتیق ۲۴- ضرغام بن مالک ۲۵- حوی بن مالک حبسی ۲۶- یزید بن ثبیت  
قیسی ۲۷- عامر بن مسلم ۲۸- قنعب بن عمر قمری ۲۹- سالم غلام عامر بن مسلم ۳۰- سیف  
بن مالک ۳۱- زہیر بن بشار خثعمی ۳۲- زید بن معقل حبیبی ۳۳- حجاج مروق حبیبی-  
۳۴- مسعود بن حجاج ۳۵- نجیح بن عبداللہ عاندی ۳۶- عمار بن حسان بن شریح طائی  
۳۷- حیان بن حارث سلمانی ازوی ۳۸- جندب بن حجر خولانی ۳۹- عمر بن خالد صیداوی  
اوماس کا غلام سعید ۴۰- یزید بن زیاد مظاہر کنڈی ۴۱- زاہد غلام عمر بن محقق خزاعی-  
۴۲- جلد بن علی شیبانی ۴۳- سالم غلام مدینہ کلبی ۴۴- اسلم بن بشیر ازوی اعوج ۴۵-  
زہیر بن سلیم ازوی ۴۶- قاسم بن حبیب ازوی ۴۷- جندب حضرمی ۴۸- ابو ثمامہ  
عمر بن عبداللہ صائدی ۴۹- حنظلہ بن اسدی شیبانی ۵۰- عبدالرحمن بن عبداللہ کنڈی ارجی  
۵۱- عمار بن سلامہ ہمدانی ۵۲- عابس بن شیبیب شاکری- شاکر کا غلام شوذب ۵۳-  
شبیب بن حارث سریح ۵۴- مالک بن عبداللہ سریح ۵۵- زنجی اسیر سوار بن ابی  
صمیر فہمی ہمدانی ۵۶- عمر بن عبداللہ جدعی-

# واقعات شہادت ہائے بنی ہاشم حضرت علی اکبر علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی بغداد سال ۳۱۰ھ نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ اولاد ابو طالب میں سب سے پہلے علی اکبر ابن حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔

علامہ علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ھ نے مروج الذهب حصہ سوم مطبع مصر صفحہ ۱۴۵ پر شیخ مفید متوفی در بغداد سال ۴۱۳ھ نے کتاب الارشاد مطبع طهران صفحہ ۱۰۹ پر اور علامہ علی بن موسیٰ تنوفی در بغداد سال ۴۶۴ھ نے مقتل لہوف صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے کہ اصحاب امام حسین میں سے ایک جوان کے بعد دوسرا آتا اور شہید ہو جاتا جب خاص طور پر امام حسین کے ہمراہ ماسوائے آپ کے اہلبیت کے اور کوئی باقی نہ رہا تو امام حسین کے فرزند علی بن حسین نے اپنے ضعیف باپ سے مرنے کی اجازت چاہی۔

علامہ مجلسی نے جلائم العیون مطبع تہران صفحہ ۴۰۶ پر لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اول جو فرزندان ابو طالب سے صحرائے پر آشوب و بلا میں تیغ اہل جفا سے شہید ہوئے وہ علی اکبر علیہ السلام تھے۔ علی بن حسین اموی معروف بابی الفرج اصفہانی متوفی بغداد سال ۳۵۶ھ نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ مطبوعہ ۱۳۶۵ھ صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ مدائنی نے عباس بن محمد بن زین سے، اس نے علی بن طلحہ سے، اس نے ابی مخنف سے، اس نے عبدالرحمن بن یزید جابر سے، اس نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے اور عمر بن سعد بصری نے ابی مخنف سے، اس نے زہیر بن عبداللہ عثمی سے روایت کی ہے علامہ ابو الفرج اصفہانی نے کہا کہ یہ روایت مجھ سے احمد بن سعید نے



یحییٰ بن حسن علوی سے، اس نے بکر بن عبدالوہاب سے، اس نے اسماعیل بن ابی ادریس سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے، بیان کی اور بعض روایات دوسری روایات میں داخل ہیں، تحقیق آل ابی ابیطالب میں سے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سب سے پہلے شہید ہوئے، وہ آپ کے فرزند علیؑ تھے۔

علامہ محمد باقر نجم زراسانی نے منتخب التواریخ مطبع تبران صفحات ۲۶۷، ۲۷۱، ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام اہلبیت اطہار سے شہید اول تھے کیونکہ حضرت صاحب العصر والزمان صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مقدس خاندان کے بہترین فرد یعنی جناب محمد مصطفیٰ کی نسل سے پہلے شہید آپ پر سلام ہو اور زیارت ناحیہ مقدسہ کی عبارت مذکور سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اولیت سے مراد مرتبہ اور شان میں اولیت ہو جس طرح کہتے ہیں کہ فلاں شخص شہر کے عالموں میں سے درجہ اول کا عالم ہے یا شہر کے تاجروں میں درجہ اول کا تاجر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اہلبیت سے پہلے شہید عبداللہ بن مسلم تھے۔

علی اکبر علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور اپنے والد حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی آغوش میں تربیت پائی تھی وہ معرفت اور کمال میں انتہائی درجے تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس کے پرورش کرنے اور تعلیم دینے والے تھے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق والدین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتا ہے جس نے تم کو جنا، دوسرا وہ ہوتا ہے جس نے تم کو تعلیم دی اور تیسرا وہ ہوتا ہے جس نے تمہیں اپنی لڑائی نکاح میں دی۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ

علی اکبر علیہ السلام کی کنیت ابوالحسن ہے اور آپکی والدہ ماجدہ بی بی بنت ابی مرہ بن عردہ بن مسعود ثقفی ہیں جناب بی بی کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہے جس کی کنیت ام شیبہ ہے اور میمونہ کی ماں ابی العاص بن امیہ کی بیٹی ہے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول مطبع تہران صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے کہ عردہ بن مسعود مشرف باسلام ہونے والے چار سرداروں میں سے اور مشہور عظیم المرتبت لوگوں میں سے ہیں اور لوگوں نے اسے صاحب السین اور حضرت علیؑ کے مشابہ ترین مردوں کے ہم مثل کیا ہے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التاریخ صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ معلوم نہیں ہے کہ جناب بی بی والدہ مکرمہ حضرت علی اکبر علیہ السلام کو بلا میں موجود تھیں بلکہ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ مخدّرہ بقید حیات تھیں مگر ملاحسین نے روزتہ الشہداء صفحہ ۳۲۳ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہزادے علی اکبر علیہ السلام کو گھوڑے پر دروازہ خیمہ تک لے آئے اور ان کی والدہ اور بہنیں ناز ناز روتی تھیں اور ان پر مٹی پڑھتی تھیں مگر محمد باقر خراسانی نے کبریٰ الاحمر مطبع طهران صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کی والدہ جناب ام بی بی کے کربلا میں موجود ہونے کا ذکر کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے براہیگنختہ کرنے والے کلام کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کی والدہ اور بہنیں آنجناب کی لاش پر آئیں اور ہو سکتا ہے کہ ماں سے مراد حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی بانوان حرم سے بعض دوسری ازواج ہوں ورنہ کیوں اس مخدّرہ کا ذکر کربلا، کوفہ اور شام کے واقعات میں سے کسی معتبر واقعہ میں نہیں ہے۔

حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی نے نیا بیع المودہ مطبع نجف اشرف صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام بوقت شہادت سترہ برس کے تھے اور علامہ علی نے جمل العیون صفحہ ۲۰۳ پر لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی اکبر علیہ السلام کا سن شریف ۱۸ سال سے

متجاوز تھا اور بعض نے ۲۵ سال بھی کہا ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ملاحسین نے روضۃ  
 الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۲۰ پر علامہ باقر نے بجا لانا اور جلد دوم مطبع طہران صفحہ پر اور خواجہ  
 اعثم کوئی نے تاریخ اعثم کوئی مطبع طہران صفحہ ۳۷۶ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام اس وقت  
 ۱۸ سال کے تو نہال تھے علامہ مسعودی نے مروج الذهب حصہ سوم مطبع مصر صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ  
 اس وقت علی اکبر علیہ السلام انیس سال کے تھے علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل  
 ابیطالب صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ آپ کا سن شریف ۱۸ سال اور ایک روایت کی رو سے  
 ۱۵ سال تھا۔ محمد ہاشم خراسانی منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ  
 علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں محمد بن ابیطالب سے نقل کیا ہے کہ وہ بزرگوار واقف کر بلا میں  
 اٹھارہ سال کے تھے جو کہ حضرت امام زین العابدین سے پانچ سال چھوٹے تھے اور فرماتے  
 ہیں کہ یہ صحیح تر ہے اور شہید نے دروس میں اور کفعمی نے فرمایا ہے کہ شہزادہ علی اکبر  
 علیہ السلام پچیس سال کے تھے جو حضرت زین العابدین علیہ السلام سے دو سال بڑے  
 تھے اور احتمال ہے کہ یہ قول قوی تر ہے۔ اولاً! اس لئے کہ جمہور محدثین اور مورخین  
 نے علی شہید کو علی اکبر اور حضرت زین العابدین کو علی اصغر لکھا ہے۔

دوسرے مقاتل کی کتب میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نے  
 زید کی مجلس میں فرمایا: میرے ایک بھائی تھے جو مجھ سے بڑے تھے اس کا نام علیؑ  
 تھا جسے اشقیاء نے شہید کیا۔

تیسرے، مورخین نے سررا اور مقاتل میں حضرت علی اکبر علیہ السلام کے حالات  
 میں بیان کیا ہے علی بن حسین علیہ السلام عثمان کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے حضرت  
 علی اکبر علیہ السلام نے یہ روایت اپنے دادا پاک جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے  
 کہی اور کفعمی اور شہید اول نے دروس میں اس قول کو ترجیح دیا ہے۔

محمد باقر خراسانی نے کبریٰ مطبع تہران صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ مورخین کا اس بات

پراختلاف ہے کہ علی اکبر علیہ السلام سن کے اعتبار سے امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑے تھے یا امام زین العابدین علیہ السلام۔ پس شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور مورخین کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ علی مقتول امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور ابوالقاسم کوفی علی بن احمد بن موسیٰ مرقع نو اسہ امام محمد تقی مولف کتاب اخلاق داستغاثہ سے "کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلثہ" کے آخری حصہ میں روایت کرتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل ہیں اور اس بات پر اعتماد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی بن حسین علیہ السلام جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے روز زندہ رہ گئے تھے وہ تیس سال کے تھے۔ اور علی جو کربلا میں شہید ہوئے وہ بارہ سال کے تھے اور اپنے والد کے سامنے جہاد کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور تمام زیدیہ یہ کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام چھوٹے تھے اور یوم عاشوراء سات سال کے تھے اور عام نسب بیان کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ چار سال کے تھے اور یہ قول غلط ہے اور امامیہ علویہ اور غیر امامیہ علویہ شیعہ کے مشائخ کرام بھی اس قول کے خلاف ہیں۔

شیخ عباس قمی نے نفس المہموم صفحہ ۱۶۴ پر دربارہ سن شریف علی اکبر علیہ السلام یہ تحقیقات پیش کی ہیں: شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ وہ علی جو روز عاشوراء شہید ہوئے امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام ان سے بڑے تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام شاہ زمان تھا اور وہ کسری یزدگرد کی لڑکی تھیں محمد بن ادریس کہتے ہیں کہ اس بارے میں زبیر بن بکار اور ان میں سے ایک گروہ جس کا اس نے نام لیا ہے جیسے اہل فن کی طرف رجوع کرنا بہت بہتر ہے جو کہ نسب، تواریخ اور اخبار کے عالم ہیں اور کہتا ہے کہ یہ سب کے سب متفق ہیں کہ علی اکبر علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے اور یہ اس فن میں زیادہ بصیرت رکھنے والے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ وہ جن کے نام ابن ادریس نے کتاب سرائر میں لئے ہیں اور جنہوں نے کہا ہے کہ علی شہید، امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑے تھے یہ ہیں زبیر بن بکار نے "کتاب انساب" میں ابوالفرج اصفہانی و بلادری و مترنی مولف کتاب لیاب اخبارا خلفاء و عمری نسابہ نے کتاب مجدی میں اور مولف کتاب زواجر و مواظب اور ابن قتیبہ نے معارف میں اور ابن جریر طبری اور ابن ابی ازہر نے اپنی تاریخ میں اور ابو حنیفہ دینوری نے اخبار الطوال میں اور مولف کتاب فخر از امامیہ اور ابو علی بن ہمام نے کتاب انوار در تاریخ اہل بیت میں اور ان میں سے دس غیر امامیہ اور اہل سنت سے ہیں۔ العلم عند اللہ۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقال الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ محمد بن محمد بن سلیمان نے مجھے روایت کی ہے اس نے کہا ہمیں یوسف بن موسیٰ قطان نے روایت کی اس نے کہا ہمیں جریر نے معیرو سے روایت کی ہے اس نے کہا معاویہ نے ایک دن کہا اس امر خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ حقدار کون ہے اہل مجلس نے کہا تو ہے معاویہ نے کہا نہیں۔ اس امر خلافت کا زیادہ حقدار علی بن حسین بن علی علیہ السلام ہیں جن کے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جن میں بنی ہاشم کی بہادری ہے بنی اُمیہ کی سخاوت ہے اور تقیف کا حسن و جمال ہے۔

علامہ ابواسحق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے والد سے اجازت طلب کی امام حسین علی اکبر علیہ السلام کو جہاد کی اجازت دے دی۔ بروایت سید علامہ ابن طاووس امام حسین نے حضرت علی اکبر کو نگاہ یاس سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

بروایت طاہرین اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے دستہائے مبارک سے علی اکبر علیہ السلام کو ہتھیار جنگ پہنائے آپ نے ایک زرہ کے اوپر دوسری زرہ پہنائی اور خباب امیر علیہ السلام کا چرمی کربند آگے کر میں باندھا اور نولادی خود آبخناب کے

سمر اقدس پر رکھا اور عقاب نامی گھوڑے پر سوار کیا آپ کی والدہ اور بہنیں آپ کی رکاب اور لگام سے لپٹ گئیں اور امام حسین علیہ السلام نے مخدرات سے فرمایا کہ آپ انہیں جانے دیں کیونکہ علی اکبر علیہ السلام سفرِ آخرت کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔ روضۃ الشہداء ۳۲۰۔

علامہ مسعودی نے مروج الذهب صفحہ ۴۵ پر، علامہ ابو اسحق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین صفحہ ۴۰ پر، سید علامہ ابن طاووس نے منقول بہوف صفحہ ۱۷ پر طاحمہ باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے کہ جب حضرت علی اکبر علیہ السلام میدان کارزار میں آئے تو حضرت بے اختیار رونے لگے انگشت شہادت سے جانب آسمان اشارہ کر کے فرمایا پانے والے ! تو اس قوم پر گواہ رہنا کہ آب وہ جوان ان کی طرف قتل ہونے جا رہا ہے جو صورت میں سیرت میں گفتار میں بالکل تیرے نبی کی شبیہ ہے اور جب ہم لوگوں کو تیرے رسول کی زیارت کا اشتیاق ہوتا تھا تو اس کا چہرہ دیکھ لیتے تھے۔ بار لہا ! تو ان لوگوں سے زمین کی برکتیں اٹھالے ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دے ان کے حکام کو ہمیشہ ان سے ناراض رکھو کیونکہ ان اشقیائے وعدہ نصرت کر کے ہمیں بلایا اور اب ہمارے قتل پر آمادہ ہیں۔ پھر حضرت نے ابن سعد کو پکار کر فرمایا اے دشمن خدا ! خدا تیرے رحم کو قطع کرے اور کسی امر میں تجھے ہمت نہ دے اور تجھ پر ایسے بے رحم مسلط کرے جو تیرے فریقِ خواب پر تجھے ذبح کرے جس طرح تو نے میرے رحم کو قطع کیا اور قربت رسول کی میرے حق میں پرواہ نہ کی اس کے بعد حضرت نے آواز بلند یہ آیت جو اہلبیت رسالت کی شان میں نازل ہوئی ہے تلاوت فرمائی۔ ان اللہ صطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین ذریتہ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔

بروایت ماحسینین جب عمر سعد نے نگاہ کی تو حضرت علی اکبر علیہ السلام کو عقاب نامی گھوڑے پر سوار دیکھا اور کہا یہ امام حسین علیہ السلام کا بڑا فرزند ہے جو صورت سیرت، رفتار اور گفتار میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہے اور

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کبھی اہل مدینہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق ہوتا تھا تو آکر علی اکبر علیہ السلام کے چہرے کی زیارت کرتے تھے اور جب انہیں سید علیہ صلوات والسلام کے کلام سننے کا اشتیاق ہوتا تھا تو شہزادہ علی اکبر علیہ السلام کا شیریں کلام سنتے تھے ابوالموید نے کہا ہے کہ اس کے بعد علی اکبر علیہ السلام میدان جنگ میں پہنچے۔ روضۃ الشہداء - ۱ - ۳۲۰ -

بروایت شیخ مفید آپ نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-  
 میں علی بن حسین بن علی ہوں بیت اللہ کی قسم ہے کہ تم نبی پاک کے سب سے زیادہ قریب میں  
 خدا کی قسم ہے ایک بکار ہم پر حکومت نہیں کر سکتا میں اپنے باپ کی حمایت میں تو اور چلاؤں گا  
 یہ ضرب ایک ہاشمی قریشی کی ہوگی

ابو اسحق اسفرائینی نے توالعین فی مشہدالحسین مطبع مصر صفحہ ۴۰ پر، علامہ محمد تقی نے  
 ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۹۳ پر، خواجہ اعظم کوئی نے تاریخ اعظم کوئی مطبع  
 طہران صفحہ ۴، ۳ پر اور ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۵ اور بحار  
 الانوار مطبع طہران صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام میدان میں پہنچے تو ہر  
 چند مقابل طلب کیا مگر کسی کو جرات ضرب و حراب نہ ہوئی جناب علی اکبر علیہ السلام نے تیغ  
 نیام سے کھینچ کر ان اشقیاء کو طعنه شمشیر آتش بار کیا جس طرف حملہ کرتے تھے بہت سے  
 ناریوں کو ہلاک کر دیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے کشتوں کے پشتے لگا دیتے  
 تھے یہاں تک کہ بروایت امام زین العابدین علیہ السلام پنتالیس اشقیاء کو واصل جہنم  
 کیا۔ بروایت معتبر دیگر ایک سو بیس بد بخت کافروں کو جہنم روانہ کیا۔ اقتباس  
 جلاء العیون -

علامہ فخر دوزی نے نیابیع المودۃ صفحہ ۴۱۵ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام نے  
 فوج اشقیاء کے انہی ملعون واصل جہنم کئے علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابی طالب

صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ آپ نے ستر جفا کاروں کو قتل کیا ابو مخنف نے مقلق ابی مخنف  
صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام نے ایک سو اسی آدمیوں کو قتل کیا۔

علامہ سیدان طاؤس نے مقلق ہون صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے کہ آپ نے اشتر کے ایک  
کثیر گروہ کو تلوار کے گھاٹ آمارا

علامہ ابواسحق اسفرائینی نے نور العین صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر نے فوج اشقیاء  
میں سے پانچ سو سواروں کو قتل کیا۔

بروایت ملاحظہ باقر مجلسی اس کے بعد زنجی جم کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں  
آکر عرض کیا اے پدر بزرگوار شدت پیاس سے جان بلب ہوں اور سنگینی اسلحا اور گرانی  
آہن سے مجھے تعب شدید ہے اگر تھوڑا سا پانی ملن ہو تو اس سے دشمنوں پر تقویت  
حاصل کروں یہ سن کر حضرت رونے لگے اور فرمایا اے فرزند! محمد مصطفیٰ اور علی رضی  
پر صدمہ گزرتا ہے کہ تو انہیں نہا کرے اور وہ تجھے جواب نہ دیں اور تو ان سے استغاثہ  
کرے اور وہ تیری فریاد کو نہ پہنچیں اے میرے نور! نظر اپنی زبان میرے منہ میں  
دے دو یہ فرما کر حضرت امام حسین نے علی اکبر علیہ السلام کی زبان کو اپنے منہ میں لے  
کر چوسا اور اپنی انگوٹھی دیکر فرمایا اے اپنے منہ میں رکھ لو اور مصروف جہاد ہو جاؤ  
مجھے امید ہے کہ تم عنقریب اپنے جد پاک کے ہاتھوں سے حوض کوثر پر ایسے سیراب  
ہو گے کہ پھر کبھی پیاس سے نہ ہو گے، اس وقت علی اکبر علیہ السلام نے آکر دوبارہ یہ  
رجز پڑھا اور اشقیاء پر حملہ کر دیا۔

لڑائی کی حقیقتیں ظاہر ہو گئیں اور جو اس کے مصداق تھے ظاہر ہو گئے  
خدا کی قسم جب کت تلواروں کی بجلیاں تم کو مجلسِ دین کی تم سے جدا نہ ہوں گے۔  
بھارا لاناوار۔

بروایت ملاحظہ اس مرتبہ شہزادے علی اکبر علیہ السلام نے مقابل کو طلب کیا،



عمر بن سعد نے طارق بن شیبث سے کہا کہ جا کر امام حسین کے فرزند کا کام تمام کر دے تاکہ میں تیرے لئے ابن زیاد سے مرقہ اور موصل کی حکومت حاصل کروں طارق نے کہا میں تو فرزند رسول کو شہید کروں گا مگر مجھے خوف ہے کہ تو اس وعدے کو پورا نہ کرے گا عمر سعد نے قسم کھائی کہ میں اس قول سے نہیں پھروں گا اور میری بی انگوٹھی لیکر اپنے پاس محفوظ رکھ لے اس نے عمر سعد کی انگوٹھی انگلی میں پہن لی اور حکومت رتہ اور موصل کی آرزو میں علی اکبر علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا وہ جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں آیا اور علی اکبر علیہ السلام پر نیزے کا وار کیا علی اکبر علیہ السلام نے اس کے نیزے کے وار کو روکرتے ہوئے اس کے سینے پر اس طرح نیزہ مارا کہ دو بالشت نیزے کی نوک اس کی پیٹھ سے باہر نکل آئی اور طارق گھوڑے سے گر پڑا علی اکبر علیہ السلام نے اپنے گھوڑے عقاب کو اس پر چلا دیا یہاں تک کہ اس کے تمام اعضاء گھوڑے کے سموں سے زخمی ہو کر ٹوٹ گئے۔ اس کا رٹ کا عمر بن طارق میدان میں آیا اور قتل ہوا اس کا دوسرا رٹ کا طلحہ بن طارق اپنے باپ اور بھائی کے غم میں بیقرار ہو کر گھوڑے کو ہمیں لگا لگا گ کے شعلے کی طرح علی اکبر علیہ السلام کے پاس پہنچا اور فوراً اس کے گریبان کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تاکہ شہزادے کو اپنے گھوڑے سے گرا دے، علی اکبر علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر اس کو گردن سے پکڑ لیا اور اس طرح پیٹھا کہ ریزہ ریزہ ہو کر شکستہ ہو گیا اور اس کو زمین سے اٹھا کر زمین پر اس طرح مارا کہ لشکر سے شور و غوغا بلند ہوا قریب تھا کہ وہ شہزادے کے خوف، ہیبت، طاقت اور شوکت سے منتشر ہو جائیں عمر بن سعد و گیا اور مصراع بن غائب سے کہا کہ جا کر اس ہاشمی جوان کو یہاں سے پھیر دے مصراع نے علی اکبر علیہ السلام کے سامنے آ کر اس پر نیزے کا فوراً وار کیا چونکہ علی اکبر علیہ السلام کو شجاعت اور بہادری اپنے باپ واداسے میراث میں ملی تھی اس لئے اس نے اس طرح نعرہ لگایا کہ تمام فوج نعرے کی ہیبت سے کانپ اٹھی

علی اکبر علیہ السلام مصراع کے سامنے آئے اور اپنی تلوار سے اس کے نیزے کو کاٹ ڈالا۔ پھر مصراع نے چاہا کہ تلوار کھینچے مگر علی اکبر علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا تعریف کرتے ہوئے اور نبی پاک پر درود و سلام بھیجتے ہوئے اس کے سر پر اس طرح تلوار ماری کہ زین پر ٹکڑے ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا فوج میں شور و غوغا مچ گیا اور ابن سعد نے محکم بن طفیل کو فرزند نوفل کے ساتھ بلایا اور ہر ایک کو ایک ایک ہزار سوار دیکر علی اکبر علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا انہوں نے فوراً علی اکبر علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ شہزادہ ایک ہی حملے سے ان دو ہزار سواروں کو پسپا کرتے ہوئے قلب لشکر تک اس بھوکے شیر کی طرح پہنچ گیا جو کہ گلہ میں جا پہنچتا ہے اور قتل و غارت کرتا ہے یہاں تک کہ سپاہیوں میں شور مچ گیا پیس واپس آ کر اپنے والد کے پاس پیاس کی شکایت کی حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے پیارے غم نہ کرو کیونکہ فوراً حوض کوثر سے سیراب ہو گے علی اکبر علیہ السلام اس خوشخبری سے دلشاد ہو کر واپس میدان جنگ میں چلے گئے اور بیک وقت فوج اشقیانے دائیں بائیں علی اکبر علیہ السلام پر حملہ کیا اور شہزادہ زخمی ہوئے۔

روضۃ الشهداء ۲ - ۳۶۱ -

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل ہوف صفحہ ۷۲ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ لعین نے ایک تیر شہزادے کو مارا۔ علامہ ابن شہر اشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ مرہ لعین نے علی اکبر علیہ السلام کی پشت پر نیزہ مارا۔ شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ لعین نے ہمشکل پیغمبر کو نیزہ مارا۔ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۵ پر اور محمد باقر خراسانی نے کبریٰ صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے ایک تیر علی اکبر علیہ السلام کے حلق اقدس پر مارا۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۴۴ پر جلاء الیمون صفحہ ۴۰۵ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۹۳ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے علی اکبر علیہ السلام کے سر اقدس پر

تلوار ماری۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منذر نے ایک لوہے کا گرز علی اکبرؑ کے سرقادس پر لگایا کہ آپ زمین پر گر پڑے اور ماسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۲۲ پر لکھا ہے کہ آخر کار علی اکبر علیہ السلام ابن نمیر کے نیزے کے وار سے اور بعض کہتے ہیں منذر بن مرہ عبیدی کی تلوار کی ضرب سے گھوڑے سے زمین پر گرے۔

بروایت سید علامہ ابن طاووس علی اکبر علیہ السلام نے گھوڑے سے زمین پر گر تے ہی آواز دی اے بابا جان اس غلام کا حضور کو آخری سلام ہو اے بابا! میرے بھائی میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آنے میں جلدی کرو۔ مقتل لہوف - ۷۶ -

شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۱۰ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۹۱ پر اور علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۵-۴ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منذر نے سامنے آکر نیزہ مارا وہ گرے دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا اور تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

بروایت شیخ مفید اسی وقت امام حسین علیہ السلام پہنچے اور اپنے فرزند کی یہ حالت دیکھ کر اس کے ساتھ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے اے بیٹا! خدا اس قوم جفاکار کو قتل کرے جس نے تجھے شہید کیا افسوس! یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسول کی ہتک و حرمت پر کس قدر جرمی ہو گئے اور حضرت کی چشمہائے مبارک سے آنسو بہنے لگے پھر فرمایا اے علی اکبرؑ تمہارے بعد تو دنیا اور زندگانی دنیا پر خاک سے۔ کتاب الارشاد حصہ دوم : ۱۱۰ -

بروایت علامہ ابوالحسن اسفرائینی پھر امام حسین علیہ السلام نے فوج اشقیاء پر حملہ کیا اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا جس نے علی اکبر علیہ السلام کو شہید کیا امام حسین علیہ السلام نے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کر کے تلوار کو اس کی پیٹھ سے باہر نکالا،

اور فوج اشقیاء پر حملہ کر کے انہیں اپنے فرزند علی اکبرؑ سے دور بھگا دیا اور علی اکبر علیہ السلام کی لاش پر زار و قطار روئے اور فرمایا اسے میرے فرزند! تمہارا فراق مجھ پر سخت دشوار گزار تا ہے اور انہیں اٹھا کر باقی شہیدوں کے پاس لے آئے۔ نورالعین، ۲۱۰۔  
 بروایت صاحبین امام حسین علیہ السلام علی اکبر علیہ السلام کو عقاب نامی گھوڑے پر دروازہ خیمہ تک لے آئے اور علی اکبر علیہ السلام کی والدہ اور آپ کی بہنیں زار زار روتی تھیں اور آپ پر مرتبے پڑھتی تھیں۔ روضۃ الشہداء: ۳۲۳۔

عامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۹۲ پر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ پر اور جلاء البیون صفحہ ۳۰۶ پر محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۰ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے علی اکبر علیہ السلام کی لاش کو اٹھالانے کا حکم دیا اور فرمایا اے جوانو! اپنے بھائی کی لاش کو اٹھا لاؤ پس حضرت علی اکبر علیہ السلام کی لاش کو اٹھالائے یہاں تک کہ اس خیمہ کے سامنے اسے رکھ دیا جس کے سامنے جنگ کر رہے تھے۔ ترجمہ اقتباس کتاب الارشاد۔

لوط بن بیحی نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ جس وقت علی اکبر علیہ السلام شہید ہو چکے تو مخدرات نبوت سے صدائے نالوشیون، فریاد بلند ہوئی امام حسین علیہ السلام نے ان کو آواز دی کہ خاموش ہو جاؤ رونا تو تمہارے دم کے ساتھ ہے یہ فرما کر خود بھی ٹھنڈے سانس بھرنے لگے۔

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبعت قاہرہ صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن سعید نے مجھے بیحی سے، اس نے عبید اللہ بن حمزہ سے، اس نے حجاج بن معتمر ہلالی سے اس نے ابی عبید فرزند احمر سے روایت کی ہے کہ یہ اشعار حضرت علی اکبر بن حسین کی شان میں کہے گئے ہیں۔

ترجمہ :- کسی دیکھنے والی آنکھ نے ننگے پاؤں اور جوتا پہن کر چلنے والوں میں سے کسی کو علی بن حسین کے مثل نہیں دیکھا جب گوشت مہنگا ہونے کے باوجود آپ کے لئے پکا یا جاتا تھا تو آپ اسے کسی کھانے والے سے چھپا کر نہ رکھتے تھے جب آنجناب کے کھانا تیار کرنے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی تو وہ نہایت اونچے اور سامنے نظر آنے والے ٹیلے پر روشن کی جاتی تھی تاکہ اس آگ کو بھوکے محتاج اور قبیلوں میں سے وہ آدمی جن کے کھانا تیار کرنے کے لئے اہل و عیال نہ ہوں دیکھ کر آئیں۔ اس سے میری مراد علی اکبر بن یعلیٰ ہیں جو کہ شرافت اور سخاوت کے مالک ہیں اور میری مراد وہ ہیں جو فضیلت اور شرافت والے خاندان کی خاتون کے فرزند ہیں وہ کبھی دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کبھی حق کے مقابلے میں باطل کو اختیار نہیں کرتے تھے۔

## حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ السلام کی شہادت

ابو اسحق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع صفحہ ۴۱ پر علامہ سعودی نے مروج الذهب مطبع مصر صفحہ ۱۲۵ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۹۲ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم مطبع طهران صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کے بعد جو ہاشمی جوان یوم عاشور کو بلا رہیں ورجہ شہادت پر فائز ہوئے وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے مگر ابو اسحق نے اس کا نام مسلم بن عقیل نقل کیا ہے۔

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع تہران صفحہ ۳۷۵ پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب مطبع صفحہ پر ملاحسین نے روضۃ الشہداء مطبع طهران صفحہ ۲۹۷ پر لوط بن یحییٰ نے منقل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۷۲ پر علامہ محمد تقی نے

ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۰ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول مطبع طہران صفحہ ۲۷۳ پر علامہ باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۰ اور بجارالانوار جلد ہفتم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ جب ابلیت رسالت اور دونوں جہانوں کے امام کے خویش و اقارب کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا تو فرزند ان امام حسین علیہ السلام، فرزند ان حضرت امیر المومنین، فرزند ان امام حسن علیہ السلام فرزند ان جعفر بن ابی طالب اور فرزند ان عقیل نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو الوداع کیا اور عازم جنگ ہوئے ان میں سے پہلے جو لڑنے کے لئے نکلے وہ مسلم بن عقیل بن ابی طالب کے فرزند حضرت عبداللہ تھے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۷۳ پر علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۱ پر اور بجارالانوار جلد ہفتم حصہ دوم صفحہ ۳۲ پر اور علامہ ابوالفرح اصفہانی مقاتل الطالبین صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ السلام کی والدہ گرامی جناب رقیہ خاتون بنت علی ابن ابی طالب تھیں اور جناب رقیہ کی والدہ ام ولد تھیں

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ تاریخ طبری اور مقاتل ابوالفرح میں ہے کہ آنجناب کی والدہ ماجدہ رقیہ بنت امیر المومنین علیہ السلام ہیں لہذا ہر جناب رقیہ کی کنیت ام کلثوم صغریٰ جناب مسلم بن عقیل علیہ السلام کی زوجہ تھیں۔

بروایت ملاحظہ فرمائیے امام حسینؑ کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو سب سے پہلے آگے آئے وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے اس نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ مجھے اجازت دیں کہ میں ہمت و جرات کے گھوڑے کو آخرت کے میدان میں چلاؤں اور حضور کا سلام مسلم بن عقیل کو پہنچاؤں امام حسینؑ نے فرمایا: اے بیٹے ابھی تک میں

مسلم بن عقیل کے درو فراق سے بے چین ہوں اور ہمیشہ میں آپ کے نوعر بھائیوں کے غم میں مغموم رہا ہوں اور اس وقت مجھے جدائی کی آگ سے نہ جلا اور اپنے والد کے زہر آلود پیالے کے اوپر فراق کا تلخ شربت مجھے نہ پلا تو مسلم بن عقیل کی یادگار ہے تجھے اپنے والد کی جدائی کا غم کافی ہے۔ اپنی والدہ کی حفاظت کرو ابھی کچھ موقع ہے کہ اپنا راستہ تو اس تمام قوم اشقیاء کی تنگاہیں مجھ پر لگی ہوئی ہیں اور جب تک مجھے دیکھتے رہیں گے دوسروں کا خیال نہیں کریں گے عبداللہ نے عرض کیا اے فرزندِ رسول! میں آپ کو اس ذات پاک معبود کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کے نانا کو رسولِ برحق بنا کر اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے کہ مجھے میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت عطا فرمائیں اور بد بخت فوج اشقیاء کے ساتھ جنگ کرنے سے مجھے نہ روکیں تاکہ میں بھی حضور کی خدمت میں اپنے باپ کا رتبہ حاصل کروں اور جس طرح پہلے وہ شخص جس نے وفاداری میں اپنی جان قربان کی میرے والد تھے اب اسی طرح آپ کی محبت میں سب رشتہ داروں سے پہلے جو اپنا سر قربان کرے گا وہ میں ہی ہوں گا امام حسینؑ نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور فرمایا اے میرے شریکِ غم! اے میرے فرزند! اے میرے چچا زاد بھائی کی یادگار میری آنکھیں تجھ سے روشن ہیں اور میرا دل تجھ سے شاد تھا آپ کے چلے جانے سے میری خوشی مجھ پر حرام ہو جائیگی دنیا میں ہماری رفاقت ختم ہو جائیگی پس اسے وداع کرتے ہوئے اجازت دے دی حضرت عبداللہ نے رجز پڑھا شروع کیا۔ رونقۃ الشهداء : ۲۹۷۔

بروایت علامہ ابو اسحاق اسفرائینی شہزادے نے ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ آج میں اپنے باپ مسلم بن عقیل اور بنی پاک کے اتباع کرنے والے ان جوانوں سے ملاقات کروں گا جنہوں نے وفات پائی ہے اور ان مرداروں سے ہلوں گا جنہوں نے اپنی آرزوں کو پالیا ہے وہ ہمارے مردارِ رسولِ عربی کی اولاد ہیں۔ نورالمین - ۱۴

بروایت علامہ ابن شہر آشوب شہزادے نے رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے -

اے قوم اشرا میں چاہتا ہوں کہ آج اپنے پدر بزرگوار مسلم بن عقیل سے ملاقات کروں گا اور ان جوانوں سے جنہوں نے دین پیغمبر پر وفات پائی ہے اور کسی نے سخن دروغ و باطل ان سے نہیں سنا وہ شرافت نسب میں بہترین مرد تھے اور سادات ہاشمی اور صاحبان حسب تھے مناقب - ۵۸۱

لوط بن یحییٰ نے بھی مقتل ابی مخنف صفحہ ۷۲ پر حضرت عبداللہ بن مسلم کا رجز نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے -

وہ بنی ہاشم جو سب کے سب شریف ہیں ہم ہی ہیں ہم ایک بہت بڑے سردار کی اولاد ہیں حسین خدائے عالم دوانا کے رسول کے نواسے اور شیروں کے شیر اور شہسواروں کے شہسوار علی کی نسل میں تمہارے مقابلے میں تیز تلوار چلاؤں گا اور خاص طور پر نیزے کے حملے کروں گا خداوند عالم وقادر کے سامنے اسی کے ذریعے سے بروز قیامت کامیابی کی امید رکھنا ہوں -

یروایت ملاحین حضرت عبداللہ بن مسلم نے گھوڑے کو میدان جنگ میں لاکر مقابل کو طلب کیا کبھی تلوار چلانے والے مرتب کی طرح تیز دھار تلوار کے ساتھ حملہ کرنے تھے اور کبھی شہاب ثاقب کی طرح آگ برسانے والے نیزے کے ساتھ حملہ کرنے تھے بالآخر اپنے والد کے انتقام میں اپنے مخالفوں کے جسموں کے اعضاء کو توڑ ڈالا عمر بن سعد نے قدامہ بن اسعد فراری کی طرف رخ کر کے کہا اور اے قدامہ مراسم حرب کو اولاً بجالاً کر میدان کی طرف بھل اور اس ہاشمی جوان کی طرف بہادری کے ساتھ متوجہ ہو - ہو سکتا ہے کہ تم اس ہاشمی جوان کو ہمارے لشکر سے دور کر دو اور اپنے آپ کو جنگجو بہادروں میں نمائزہ کرو قدامہ مکمل طور پر جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا دوڑاتا



ہوا عمر سعد کی نماز شات پر ناز کرتے ہوئے عبداللہ بن مسلم کے مقابلے میں آیا۔ حضرت عبداللہ نے اس پر حملہ کیا قدامہ اس جگہ سے اپنے گھوڑے کو بیکہ حضرت عبداللہ کے سامنے سے ہٹ گیا اور جب حضرت عبداللہ اس پر حملہ کرنے تھے تو وہ اس کے سامنے بھاگ جاتا تھا جس قدر حضرت عبداللہ اس کے پیچھے اپنے گھوڑے کو دوڑاتے تھے قدامہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ حضرت عبداللہ کے گھوڑے نے نہ پانی پیا تھا اور نہ دودھ سے خوراک کو دیکھا تھا حضرت عبداللہ گھوڑا دوڑانے سے تھک چکے تھے اس لئے نیزہ اپنے ہاتھ سے پھینک ڈالا اور تلوار کو نیام سے نکال لیا اور میدان جنگ کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے قدامہ نے جب دیکھا کہ حضرت عبداللہ نے نیزہ پھینک دیا ہے تو نہایت خوش ہو کر اپنا گھوڑا حضرت عبداللہ کی طرف بڑھایا اور آنجناب کے پر خلوص سینہ پر نیزہ مارا حضرت عبداللہ نے اپنے آپ کو گھوڑے کی زین سے جھکا دیا یہاں تک کہ نیزے کا وار خطا ہو گیا پھر گھوڑے کی زین پر واپس آگئے قدامہ نے اپنے گھوڑے کو پھیر کر چاہا کہ دوسرا حملہ کرے، تو حضرت عبداللہ نے اپنی تلوار اس کے منہ پر اس طرح ماری کہ اس کی ٹوپی کا آدھا حصہ اڑ گیا پھر حضرت عبداللہ نے موقع پا کر اس کے کمر بند کو پکڑ کر اس کو گھوڑے کی پیٹھ سے گرا دیا اور فوراً اس کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالے کیا پھر اپنا نیزہ زمین سے اٹھا کر تہ مقابل کو طلب کیا۔

راوی کہتا ہے جب سلامہ بن قدامہ نے حضرت عبداللہ کی بہادری دیکھی تو عمر بن سعد سے کہا کہ اے سپہ سالار میں نے بہت سی جنگیں لڑی ہیں اور بہت سے جنگجو بہادر دیکھے ہیں لیکن دلیری اور بہادری میں اس ہاشمی جوان کا مقابل میں نے کسی کو نہیں دیکھا جب فوج مخالف نے اس جنگ کا مشاہدہ کیا تو سب کے سب

حضرت عبداللہ سے ڈر گئے حتیٰ کہ کسی کو یہ طاقت اور حیأت نہ ہوئی کہ اس کے سامنے آئے حضرت عبداللہ کچھ دیر تک ٹھہرے رہے مگر ان کے مقابلے میں کوئی بہادر نہ آیا پیاس سے بے چین ہو کر انہوں نے لشکرِ مخالف کے دائیں حصہ پر حملہ کر کے اور اسے منتشر کر کے بہت سے جوانوں اور گھوڑوں کو ہلاک کیا ان میں سے قبیلہ حمیر کے ایک حمیری جوان کو جو کہ جنگ نہروان کے لشکرِ خارج سے باقی رہ گیا تھا اور اس کے بیٹے کا لام بن حمیر کو قتل کر ڈالا اور جب لشکر کے دائیں حصہ سے فارغ ہوئے تو ان کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور لشکر کے درمیانی حصہ پر حملہ کیا اور تقریباً بیس آدمیوں کو قتل کر دیا اور صالح بن نصیر کو بھی اسی جگہ قتل کیا اور اس جگہ سے لشکرِ مخالف کے بائیں حصہ کی طرف متوجہ ہوئے بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے اور عرسعد کے لشکر کے حبشی پہلوان قدامہ سے مقابلہ کیا اور اس کے شر کو بھی رفع دفع کر دیا۔ روضۃ الشہداء ۸۰ - ۲۹۷ -

بروایت ابی مخنف و علامہ ابواسحق حضرت عبداللہ بن مسلم نے فوجِ اشقیاء کے نوے سواروں کو واصل جہنم کیا، مگر بروایت ابن شہر آشوب و علامہ مجلسی حضرت عبداللہ بن مسلم نے تین حملوں میں اٹھانوے اشقیاء قتل کئے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مناقب الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں علی بن محمد مدائنی اور حمید بن مسلم سے خبر دی گئی ہے کہ عمرو بن صبیح نے حضرت عبداللہ کو شہید کیا اور یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ کسی نے ایک تیر حضرت عبداللہ کو شہید کیا آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا تیر ہتھیلی کو چھیدا ہوا اس کی پیشانی تک جا پہنچا۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد کی فوج سے عمرو بن صبیح نے حضرت مسلم بن عقیل کے فرزند حضرت عبداللہ کو تیر مارا حضرت عبداللہ نے

اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا تاکہ اپنے آپ کو تیر سے بچائے مگر تیر ہاتھ کو چھیدنا ہوا  
پیشانی تک پہنچ گیا اب یہ اپنے ہاتھ کو ذرا جنبش نہ دے سکتے تھے پھر ایک  
دوسرے ملعون نے ان کے قلب پر ایک تیر مارا اور انہیں شہید کر دیا۔

بروایت ابی مخنف امام حسین نے جب عبداللہ بن مسلم کو زمین پر دیکھا تو  
ارشاد فرمایا بار الہا آل عقیل کے قاتل کو ہلاک فرما اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پھر  
ارشاد فرمایا کہ خدا تم کو برکت عطا فرمائے جنت کی طرف بڑھو اور سب مل کر حکم کرو اس  
کا مقام جنت ذلت کی جگہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ ابی مخنف ۹۲۔

بروایت علامہ قزوینی حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل کی عمر بوقت شہادت سترہ

سال تھی۔ ریاض القدس : ۲۹۲۔

## حضرت محمد بن مسلم بن عقیل کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ  
محمد بن مسلم بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں۔

علامہ محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ  
بن مسلم کے شہید ہو جانے کے بعد جب محمد بن مسلم بن عقیل نے اپنے بھائی کو خاک و خون  
میں غلطان دیکھا تو ایک زخمی شیر کی طرح نکلے اور امام حسین سے نہایت عاجزی  
اور انکساری سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آئے اور فوج اشقیاء کے چند بہادر  
آدمیوں کو نیزہ اور تلوار سے پائمال کر دیا اسی اثنا میں ابو جہم ازدی اور لقیط بن  
ایاس جہنی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ رضوان اللہ علیہ۔ ہو سکتا ہے کہ فرزندان مسلم بن  
عقیل سے محمد اکبر ہوں۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ  
۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں یہ خبر ابو جعفر محمد بن علی سے دی گئی ہے کہ ابو جہم ازدی اور لقیط بن

ایس جہنی نے محمد بن مسلم بن عقیل کو شہید کیا۔

## حضرت جعفر بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقال الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے کہ جناب جعفر بن عقیل کی والدہ گرامی ام الشغریٰ بنت عامر بن ہسان عامری قبیلہ بنی کلاب سے تھیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت جعفر بن عقیل کی والدہ محترمہ خصوصاً بنت نضر تھیں اور اس کا نام عمرو بن عامر بن ہسان بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب عامری تھا۔

علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۹۲ پر ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۳۷ پر علامہ قندوزی نے نیا بیع المودہ صفحہ ۴۱۲ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد جو درجہ شہادت پر فائز ہوئے وہ حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار تھے۔

مگر خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۷۵ پر ملاحین نے روضۃ الشهداء صفحہ ۲۹۹ پر ابوالسختی اسفرائینی نے نور العین صفحہ ۴۱ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۱ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل کے بعد حضرت جعفر بن عقیل بن ابیطالب منصب شہادت پر فائز ہوئے

مگر علامہ محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر اور ملاح محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۲ پر اور جلاء العیون صفحہ ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ حضرت جعفر بن عقیل نے حضرت محمد اکبر بن مسلم بن عقیل کے شہید ہو جانے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ العلم عند اللہ۔

ملاحین نے روضۃ الشهداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ جب اس کے چچا حضرت جعفر بن عقیل نے اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ وہ شہید ہو کر خاک و خون میں ملا ہوا ہے تو

زارزار روئے اور امام حسین سے اجازت لیکر میدان قتال کی طرف آئے اور رجز پڑھتے تھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۱ پر لکھا ہے کہ ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں جوان ابطحی و طالیبی ہوں ہاشمی ہوں نسل بنی غالب سے  
 بے شک ذی شرف سادات ہم ہیں یہ حسین طیب طائبرسل سے پاک پاکیزہ ہیں  
 پندرہ اشقیاء کو قتل کیا بشر بن حوط ہمدانی نے آپ کو شہید کیا۔

مذکورہ واقعات علامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۳۳ پر نقل کئے جن کا ماخذ علامہ ابن شہر آشوب کی کتاب مناقب آل اہل بیت ہے۔

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع فاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عروہ بن عبداللہ نے حضرت جعفر بن عقیل بن اہل بیت کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو ہمیں ابو جعفر محمد بن علی بن حسین اور حمید بن مسلم سے بیان کی گئی ہے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب عقیل کی اولاد میں سے تین جوان میدانِ کربلا میں شہید ہوئے ایک عبداللہ اکبر بن عقیل تھے دوسرے عبداللہ اصغر بن عقیل تھے ان دونوں کی ماں ام ولد تھیں اور تیسرے جعفر بن عقیل تھے یہ تینوں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے داماد تھے۔

## حضرت عبدالرحمن بن عقیل بن اہل بیت کی شہادت

ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع فاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ حضرت

عبدالرحمن بن عقیل کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں۔

ملاحیث نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۱ پر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۳۳۳ پر اور جلاء العیون صفحہ ۲۰۱ پر اور علامہ محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ جعفر بن عقیل درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے کہ اب عبدالرحمن بن عقیل رجز خوانی کرتے ہوئے نکلے۔

میرا مرتبہ پہچان لو عقیل میرے باپ ہیں      میں ہاشمی ہوں ہاشمی میرے بھائی ہیں  
میرے بولنے والے لوگوں کے سردار ہیں      یہ صاحب احترام نسل والے حسین ہیں

جو سردار جو انان جنت ہیں

سترہ ناریوں کو واصل جہنم کیا آپ کو عثمان بن خالد جہنی نے شہید کیا۔

مذکورہ واقعات علامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۳ پر نقل کئے ہیں جن کا ماخذ مناقب آل ابیطالب ہے۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عثمان بن خالد ہمدانی نے عبدالرحمن بن عقیل بن ابیطالب پر حملہ کر کے اسے شہید کیا محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ آنجناب کا قاتل عمر بن خالد بن اسد جہنی لغتہ اللہ علیہ تھا۔ ملاحیث نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عقیل بن ابیطالب کا قاتل عبداللہ بن عروہ تھا۔ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عثمان خالد بن اسد جہنی اور بشیر بن حوط قایضی نے جناب عبدالرحمن بن عقیل کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم سے بیان کی ہے۔

## حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۳ پر اور جلاء البیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ جو عید الرحمن بن عقیل کے بعد شہید ہوئے وہ عبداللہ بن عقیل تھے۔

علامہ مجلسی نے جلاء البیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عقیل نے میدان جنگ میں اکثر کثیر تعداد میں اشیاء کو قتل کیا اور عثمان بن خالد اور بشیر بن حوط کی تلوار کی ضرب سے مقام شہادت پر پہنچے۔

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد حمید بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ اصغر ہیں اور ان کی والدہ ام ولد ہیں۔

## حضرت عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۳ اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ عبداللہ اصغر بن عقیل کے بعد عبداللہ اکبر بن عقیل درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ بروایت مدائنی عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب میدان کارزار میں آئے اور ضربت عثمان بن خالد جہنی اور ایک شخص ہمدانی سے ضربت شہادت نوش فرمایا۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ یہ

بات کہ عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور سلمان کے ایک شخص نے جناب عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کو شہید کیا اس روایت میں ہے جس کو دلائلی نے بیان کیا ہے۔

## حضرت موسیٰ بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابنی مخنف مطبع النجف صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے کہ پھر حضرت موسیٰ بن عقیل امام حسین علیہ السلام سے اجازت لیکر میدان جنگ میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :- اے گروہ برناو پیر میں تلوار اور نیزے سے تم پر حملہ کرونگا جن انسان کے امام نیز نوجوانوں اور عورتوں کو بچاؤں گا آپنے اس فعل سے بنی نوع انسان کے خالق کو خوش کروں گا اس کی ذات پاک اور پاکیزہ ہے اور وہ ملک اور فیصلہ کا مالک ہے۔

اس کے بعد نوح اشقیاء پر حملہ فرما کر برابر آپ مشغول جنگ رہے اور ستر آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

## حضرت عون بن عقیل اور حضرت علی بن عقیل کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طهران صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامم فی معرفۃ الامم میں حضرت عون کو فرزند عقیل میں شمار کیا ہے اور اس کو بھی شہید کر بلا سمجھا ہے اور اس کے علاوہ فاضل مجلسی نے اپنی ہی سند سے علی بن عقیل کو شہید کر بلا کی فہرست میں لکھا ہے حضرت مسلم کے کو فر میں شہید ہونے کے علاوہ فرزند ان عقیل میں سے سات ہاشمی جوان روز عاشورا درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور یہ بات سرفتنہ الباہلی کے نثر کے ساتھ جو کہ مرثیہ آل علی میں کہا ہے صادق آتی ہے وہ



اشعار یہ ہیں اور مسعودی ان اشعار کو مسلم بن قتیبہ مولیٰ بنی ہاشم سے سمجھتا ہے۔  
 اے آنکھ! بہانے والے آنسو اور فریاد کے ساتھ گریہ کر اور اگر کسی میت کے  
 محاسن بیان کرنا چاہتی ہو تو آل رسول کے محاسن بیان کر فرزند ان جناب علی  
 میں سے نو اور فرزند ان عقیل میں سے بھی تو درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی کے فرزند حضرت عون پر  
 گریہ کرو کیونکہ جو حادثات آل رسول کو درپیش آئے تھے ان میں حضرت عون ان  
 کی امداد کو ترک نہ کرتے تھے۔ اور دشمنوں نے ہم نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 جو آل رسول میں موجود تھا تیز دھار تلوار سے غلبہ پایا جب تم ادھیڑ عمر والے لوگوں  
 کے محاسن بیان کر دو آل رسول میں سے جو ادھیڑ عمر والے حضرات تھے ان کے  
 محاسن بیان کرو۔

زیاد، اس کا لڑکا اور اس کی بیوی جہاں بھی ہوں خدا تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔  
 علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے کہ  
 محمد بن علی بن حمزہ نے بھی عقیل بن عبداللہ بن عقیل بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل  
 ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ علی ابن عقیل اور انکی والدہ ام ولد اسی دن  
 شہید ہوئے۔

## حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل کی شہادت

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ  
 جناب محمد بن ابی سعید بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ کتاب  
 ابصار العین میں ہے اہل الیسر نے حمید بن مسلم ازوی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ

تحقیق اس نے بیان کیا ہے کہ جب امام حسین گھوڑے سے گراٹے گئے تو ایک لڑکا دہشت زدہ ہو کر خیمہ سے برآمد ہوا وہ دائیں اور بائیں طرف دیکھتا تھا پس ایک سوار اس پر حملہ کیا اور اس پر تلوار سے وار کیا میں نے لڑکے کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ وہ محمد بن ابی سعید ہیں پھر میں نے سوار کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ وہ لقیط بن ایاس جہنی ہے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں مدائنی نے ابو مخنف سے، اس نے سلیمان بن ابی راشد سے، اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی ہے کہ محمد بن ابی سعید، لقیط بن یاسر جہنی کے تیرے شہید ہوئے۔

## حضرت جعفر بن محمد بن عقیل کی شہادت

دوسرے جعفر بن محمد بن عقیل ہیں جس کو مؤرخین نے شہدائے کربلا کی فہرست میں درج کیا ہے ایک روایت کے مطابق یوم حرہ شہید ہوئے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا ہے تحقیق بات یہ ہے کہ محمد بن ابی سعید کے ہمراہ جعفر بن محمد بن عقیل بھی شہید کئے گئے تھے اور اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس نے بعض لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ جعفر بن محمد بن عقیل یوم حرہ (یہ وہ دن ہے جس میں یزید کی فوج نے کربلا کے واقعہ کے بعد مدینہ منورہ پر حملہ کر کے قتل عام کیا تھا) شہید کئے گئے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے کہا: میں نے سلسلہ نسب کی کسی کتاب میں محمد بن عقیل کا جعفر نامی کوئی لڑکا نہیں دیکھا ہے۔

## حضرت احمد بن محمد بن عقیل کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النخف صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ احمد بن محمد ہاشمی نے قصد میدان کیا اور ایک رجز ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے :- آج کے دن میں اپنا حسب اور دین دونوں ایسی تیز تلوار سے جو میرے قبضہ میں ہے ظاہر کروں گا اسی تلوار سے اپنے دین اور اپنے ایسے سردار کی حمایت کروں گا جو پاکیزہ اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ رجز ختم کرنے کے بعد حملہ شروع فرما دیا اور اسی آدمیوں کو داخل جہنم فرما کر خود بھی درجہ شہادت پایا۔

مذکورہ واقعات بحسبہ محمد تقی نے بھی تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۲ پر نقل کئے جن کا ماخذ مقتل ابی مخنف ہے۔ مولف بسند ابی مخنف عرض کرتا ہے کہ احمد بن محمد ہاشمی نے موسیٰ بن عقیل کے بعد جام شہادت نوش فرمایا۔

## حضرت محمد بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۶۱ پر لکھا ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کی والدہ گرامی خواہانت حفصہ بنت ثقیف بن ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عائد بن ثعلبہ بن حارث بن تیم الارث بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعیب بن علی بن بکر بن دائل تھیں اور جناب خواہ کی والدہ ہند بنت سالم بن عبد اللہ بن مخزوم بن سنان بن مولہ بن عامر بن مالک بن تیم الارث بن ثعلبہ تھی۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ کتاب کامل بہائی میں منقول ہے کہ محمد و عون مخدرہ جناب زینب خاتون دختر حضرت امیر علیہ السلام اور فاطمہ الزہرا کے فرزند ہیں۔

طاسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ جب اولادِ عقیل درجہ شہادت پر فائز ہو چکی تو فرزندِ ان جعفر طیار کی باری آئی اور سب سے پہلے محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ولایت کی بلند می کے بلند پرواز کرنے والے شہباز مجھے جنگ کا اجازت دیں امام حسین علیہ السلام نے اسے جنگ کی اجازت دے دی اور محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار میدان میں آئے اور بروایت علامہ ابن شہر آشوب ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم اس ظلم کی شکایت خدا سے کرتے ہیں۔ ایک فعال قوم جاہلوں میں پھنس گئی ہے جنہوں نے معالم قرآن کو بدل دیا ہے۔ حکم تنزیل و تیبان میں تغیر کر دیا ہے اور سرکشی کے ساتھ کفر کو ظاہر کیا۔ انہوں نے دس دشمنوں کو ہلاک کیا۔ عامر نہشل تمہی نے آپ کو شہید کیا۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۴ حصہ دوم صفحہ ۳۲ پر اور علامہ محمد تقی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۲ پر مذکورہ واقعات دوبارہ رجز خوانی، جنگ و شہادت جناب محمد بن عبداللہ بجنسہ نقل کئے جن کا ماخذ علامہ ابن شہر آشوب کی کتاب مناقب آل اہل بیت ہے۔

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقال الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عامر بن نہشل تمیمی نے جناب محمد عبداللہ بن جعفر بن اہل بیت کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو سلیمان بن ابی راشد سے لگئی اور اس نے حمید بن مسلم سے کی ہے۔

## حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر بن اہل بیت کی شہادت

علامہ ابوالفرح نے مقال الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ جناب عون بن عبداللہ بن

جعفر بن ابیطالب کی والدہ ماجدہ جناب زینب خاتون عقیدت بنت علی ابن ابیطالب ہیں اور جناب زینب خاتون کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

طاسین نے روضہ الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۰۰ پر لکھا ہے کہ جب حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب کے بھائی جو حضرت عون بن عبداللہ تھے اپنے بھائی کو دیکھا کہ شہید ہو گئے ہیں تو فوج اشقیاء کے درمیان تشریف لے آئے اور اپنے بھائی کے قاتل کو اپنے بھائی کی لاش کے سر کی طرف کھڑے ہوئے دیکھا فوراً ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر معافی مانگی کہ اسے ماموں بزرگوار! میں اپنے بھائی کے فراق کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا اس لئے آپ سے اجازت نہ لے سکا اب مہربانی فرما کر مجھے جہاد کی اجازت دیں امام حسین علیہ السلام نے اسے اپنے پاس بلا کر اپنی آغوش میں لے لیا اور وداع فرما کر جنگ کی اجازت دے دی اور حضرت عون بن عبداللہ رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے کہ جناب عون بن عبداللہ نے رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر تم مجھے نہیں جانتے تو جان لو میں ابن جعفر ہوں جو شہید صدق ہیں اور جنت میں روشن چہرہ ہیں۔ سبز بازوں سے جنت میں پرواز کرتے ہیں قیامت میں ہمارے لئے یہ شرف کافی ہے۔ تین سوار اور اٹھارہ پیادے قتل کئے عبداللہ بن قطنہ طائی نے آپ کو شہید کیا۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن عیسیٰ نے مجھے خبر دی اس نے کہا کہ ہمیں حسین بن نصر نے اپنے والد سے اس نے عمر بن سعد سے اس نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی کہ تحقیق عون بن عبداللہ بن جعفر کو عبداللہ بن قطنہ تیہانی نے شہید کیا۔

## حضرت عبید اللہ (عبداللہ) بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مناقب الطاہرین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ جناب عبید اللہ بن عبداللہ بن جعفر کی والدہ جناب خوصان بنت حفصہ تھیں۔ یحییٰ بن حسن علوی نے اس حدیث میں بیان کیا جو مجھے احمد بن سعید نے اپنی سند سے بیان کی ہے کہ تحقیق حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن جعفر طیار یوم عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ شہید ہوئے۔

## حضرت قاسم بن حسن بن علی علیہ السلام کی شہادت

علامہ مؤرخ نے تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۳ پر لکھا ہے کہ اب امام حسن کے فرزندوں کی باری آئی واضح ہو کہ تاریخ اور سلسلہ نسب کا علم رکھنے والوں نے امام حسن کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی کتابوں میں بعض کا ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا ہے اور زندہ نے معتبر کتابوں میں جس قدر چھان بین کی ہے اور آنحضرت کے فرزندوں کے نام معلوم کئے ہیں وہ بیس ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :- پہلا زید و دوسرا حسن منشی تیسرا حسین اشرف چوتھا علی اکبر پانچواں علی اصغر چھٹا جعفر ساتواں عبداللہ آٹھواں عبداللہ اصغر نواں قاسم دسواں عبدالرحمن گیارھواں احمد بارھواں اسمعیل تیرھواں یعقوب، ابن جوزی کہتے ہیں اسمعیل اور یعقوب جمعہ بنت اشعث بن قین کنڈی کے بطن سے تھے اس رائے میں ابن جوزی تنہا ہیں کیونکہ یقیناً جمعہ کا کوئی فرزند نہ تھا چودھواں عقلیل پندرھواں محمد اکبر سوھواں محمد اصغر سترھواں حمزہ اٹھارھواں ابوبکر انیسواں عمر بیسواں طلحہ امام حسن کی اولاد میں سے پانچ جوان کر بلا میں شہید ہوئے پہلے قاسم بن حسن

دوسرے عبداللہ اکبر بن حسن تیسرے عبداللہ اصغر بن حسن چوتھے ابوبکر بن حسن اور  
پانچویں احمد بن حسن ہیں۔

حسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۰۰ پر علامہ ابوالفتح نے نورالعین فی مشہد الحسین  
صفحہ ۴۱ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے کہ فرزند ان امام  
حسن میں سے جو سب سے پہلے میدان کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے وہ  
قاسم بن حسن علیہ السلام تھے۔

آقا محمد باقر خراسانی منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ ان تین  
سروار زادوں (عبداللہ بن حسن - ابوبکر بن حسن - قاسم بن حسن) کی والدہ ام ولد تھیں۔  
لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۷۹ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم بن  
حسن علیہ السلام بوقت شہادت چودہ سال کے تھے علامہ قزوینی نے ریاض القدس  
جلد اول مطبع طہران -

صفحہ ۲۹۲ پر جناب قاسم بن حسن کی عمر شہادت کے وقت تیرہ سال لکھی  
ہے علامہ محمد تقی نے بسند تذکرۃ الآئمہ تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۵ پر لکھا  
ہے کہ جناب قاسم بن حسن کی عمر دس محرم کو نو سال تھی اور محمد باقر خراسانی نے منتخب  
التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ کتاب کابل بہائی میں منقول ہے کہ  
جناب قاسم اور جناب عبداللہ حد بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر اور بحار الانوار جلد دہم صفحہ  
دوم مطبع طہران صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ بعد میں جناب امام حسن علیہ السلام کے  
فرزند جناب قاسم جن کا چہرہ مبارک مہتاب کی طرح چمک رہا تھا اور ابھی حد بلوغ  
کو نہیں پہنچے تھے اپنے چچا بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد کی نصحت  
طلب کی حضرت سید الشہداء نے حضرت قاسم کو اپنی آغوش مبارک میں لے لیا اور اس

قدر روئے کہ قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے ہر چند جناب قاسم جہاد کی رخصت طلب کرنے میں سخت کوشش کرتے تھے مگر حضرت اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ جناب اپنے چچا بزرگوار کے پاؤں پر گر پڑے اور اس قدر بو سے دئے روئے اور فریاد کی کہ امام حسینؑ سے اجازت حاصل کر لی۔

علامہ فخرالدین طریح نے منتخب مطبوع النصف صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا قاسم! کیا اپنے قدموں سے چل کر موت کی طرف جاتے ہو؟ پھر امام حسینؑ قاسم کے گریبان کو چاک کیا اور عمامہ کے دو حصے کر کے چہرے پر ڈال دئے پھر کفن کی طرح لباس پہنایا اور اس کی مکر کے ساتھ تلوار باندھی پھر میدان جنگ کی طرف روانہ کیا۔ بروایت علامہ مجلسی جناب قاسم میدان میں آئے اور اسے اپنے حسن و جمال کے نور سے روشن کر دیا۔ جلال العیون ۱- ۲۰۱۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم نے میدان میں رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں قاسم نسل علی سے ہوں بیت اللہ کی قسم ہے ہم نبی کے نزدیک اولیٰ ہیں شرفی الجوشن ولد الحرام ہے۔ علامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم مطبوع طهران صفحہ ۳۴ پر جناب قاسم کے رجز کو بھی نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے قوم اشرار! اگر تم میرے حسب و نسب سے ناواقف ہو تو جان لو کہ میں قاسم بن حسنؑ ہوں اور امام حسینؑ مثل امیروں کے اس گروہ میں امیر ہیں اس گروہ کو خدا کبھی سیراب نہیں کرے گا۔

علامہ محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے کہ شرح شافیہ میں مرقوم ہے کہ ایک شخص جسے لوگ ہزار آدمیوں کے برابر سمجھتے تھے قاسم بن حسنؑ پر چلا کرنے کے لئے چلا قاسم بن حسنؑ نے سخت آندھی اور چندھیانے والی بجلی



کی طرح اس پر صلا کیا اور اسے تلوار سے سختی سے دھکیل کر گھوڑے سے گرا دیا اور اسی وقت چکنے والے سورج کی طرح جو رات کی تاریکی میں چمکتا ہے اپنے آپ کو فوجِ شعیبہ کے ازدحام میں پہنچا دیا اور باوجود کمسنی اور چھوٹی عمر کے پنتیس آدمیوں اور دوسری روایت سے ستر ستر کشتوں کو زندگی کے لباس سے برہنہ کر دیا یعنی قتل کر دیا۔

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم مترجمہ حیدر علی صفحہ ۲۹۲ پر بسند حمید بن مسلم ازدی نے لکھا ہے "حمید بن مسلم نے ایک طفل کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا، ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے معرکہ کی طرف بڑھا کہتا ہے کہ اس کے گلے میں کرتہ تھا، پاؤں میں پانچا اور مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی نعلین میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عمرو بن سعید ازدی مجھ سے کہنے لگا اسے تو واللہ میں قتل کر دوں گا میں نے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے انصار حسین میں سے یہ لوگ جن کو تم نے گھیر لیا ہے بس ان کا قتل ہونا تجھے کافی ہے اس نے جواب دیا واللہ اسے تو میں ضرور قتل کر دوں گا یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور اس کے سر پر تلوار مار کر پٹیا وہ طفل منہ کے بل زمین پر گر پڑا چچا چچا کہہ کر پکارا یہ سن کر امام حسینؑ اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہیں آتا ہے اور شیر غضبناک کی طرح آپ نے حملہ کیا عمرو کو تلوار ماری اس نے تلوار کو ہاتھ پر رکھا۔ ہاتھ اس کا کہنی کے پاس سے جدا ہو گیا وہ چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے بچا کر لے جائیں گھوڑے اس کی طرف پلٹ پڑے ان کے قدم اٹھ گئے سواروں کو لئے ہوئے اس کو پاٹمال کرتے ہوئے گزر گئے آخر میں وہ مر گیا۔ غبارِ فرد ہوا تو دیکھا حسین علیہ السلام اس طفل کے سر ہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے آپ یہ کہہ رہے ہیں خدا انتقام لے ان لوگوں سے جنہوں نے تجھے قتل کیا جن سے قیامت کے دن تیرے

جد بزرگوار تیرے خون کا دعویٰ کریں گے واللہ یہ امر تیرے چچا پر شاق ہے کہ تو پکائے اور وہ جواب نہ دے سکے جواب دے بھی تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو واللہ تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں مددگار کم رہ گئے ہیں پھر آپ نے ان کو گود میں اٹھالیا میں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام ان کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے دونوں پاؤں ان کے زین پر گھسٹتے جا رہے تھے میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انہوں نے گود میں کیوں اٹھالیا، دیکھا کہ ان کی لاش کو اپنے فرزند علی اکبر کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گروا گر و قتل ہوئے تھے ان کی لاشوں میں بسا دیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہیں معلوم ہوا کہ یہ قاسم بن حسن ہے۔

جناب قاسم بن حسن کی شہادت کے مذکورہ واقعات بسند حمید بن مسلم ازوی، علامہ ابو الفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ نے بھی مقاتل المطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۸ پر بحسنہ لفظ یہ لفظ نقل کئے ہیں جو یہ ہے حدیثی احمد بن عیسیٰ، قال: حدثنا الحسين بن نصر، قال: حدثنا ابی، قال حدیثنا عمر بن سعد، عن ابی مخنف، عن سلیمان بن ابی راشد، عن حمید بن مسلم، قال خرج الینا غلام کان وجہہ شققتہ قر، فی یدہ السیف، وعلیہ قمیص وازار و نعلان وقد انقطع شسع احدہما، ما نس انہا البیسری، فقال عمرو بن سعد بن نفیل الازوی: واللہ لأشدن علیہ، نقلت لہ: سبحان اللہ، و ما تردی الی ذلک، یکفیک قتلہ ہولاء الذین نزلہم قدأحتوشوہ من کل جانب، قال واللہ لأشدت علیہ فما واطا وجہہ حتی ضرب راس الغلام بالسیف، فوقع الغلام لوجہہ وصاح: یا عماء۔ قال فاللہ تجلی الحسین کما تجلی الصقر، ثم شد شدۃ اللیث اذا غضب فنضرب عمر بالسیف فاتقاہ بساعده فاطنہا من لدن الرفق ثم تخمی عنہ وحملت خیل عمر بن سعد فاستفذوہ من الحسین ولما حلت الخیل استقبلتہ بصدورہا، وجات فتوظاتہ فلم یرم حتی مات لعنہ اللہ واخرزاه فلما تجلت الغبرۃ اذا بالحسین علی راس الغلام وہو یفحص برجلہ وحسین یقول: بعداً لقوم قتلوک،

نصہم فیک یوم القیامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ ثم قال عز علی عمت ان تدعوه فلا یجیبک او یجیبک ثم لا تنفعک ااجابۃ یوم کثرتہ وقل ناصرہ ثم اتحدہ علی صدرہ وکافی أنظر الی رجلی الغلام تحطان فی الارض حتی القاه مع ابنہ علی بن الحسین فسألت عن غلام، فقالوا: هو النعام بن الحسن بن علی ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ: احمد بن عیسیٰ نے مجھے خبر دی اس نے کہا، ہمیں حسین بن نصر نے خبر دی اس نے کہا ہمیں اپنے والد نے خبر دی اس نے کہا، ہمیں عمر بن سعد نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی حمید نے کہا: میں نے ایک معصوم لڑکے کو خیام اہلبیت سے برآمد ہو کر اپنی طرف آنے ہوئے دیکھا اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی وہ ایک قمیص، شہ بند اور نعلیں پہنے ہوئے تھا مجھے یہ بات نہیں بھولتی کہ اس کے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا پس عمرو بن سعد بن نفیل ازوی نے کہا تم بخدا میں اس پر ضرور حملہ کروں گا پس میں نے اس سے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے ان لوگوں کا اس معصوم کو قتل کرنا تیرے لئے کافی ہے جن کو تو دیکھ رہا ہے اور جنہوں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے عمرو بن سعد بن نفیل نے جواب دیا واللہ اس پر تو میں ضرور حملہ کروں گا پس وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس معصوم کے سر پر تلوار کا وار کیا پس وہ معصوم منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور فریاد کی اسے چچا بزرگوار۔ حمید نے کہا خدا کی قسم ہے امام حسین شہباز کی طرح پہنچے اور ایک غضبناک شیر کی طرح سخت حملہ کر کے عمرو بن سعد بن نفیل ازوی پر تلوار کا وار کیا اس نے تلوار کو اپنے بازو پر روکا اور تلوار نے اس کے بازو کو کہنی سے جدا کر دیا حضرت اس سے ایک طرف ہو گئے اور عمرو بن سعد کی گھوڑ سوار فوج نے اسے امام حسین سے چھڑانے کے لئے حلا کیا اس حملہ کے دوران گھوڑوں نے اسے اپنے سینوں اور پاؤں سے روند دیا اور وہ فوراً مر گیا۔

اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اسے ذلیل کرے۔

جب گردوغبار فرد ہو گیا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام اس معصوم کے سر پر ہاتھ کھڑے ہوئے ہیں اور وہ معصوم زمین پر اڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپ یہ فرما رہے ہیں وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہوں جنہوں نے آپ کو شہید کیا جناب محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن تیری طرف سے ان دشمنوں کے خلاف دعویٰ ہوں گے پھر فرمایا یہ امر تیرے چچا پر شاق ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے یا اگر جواب دے تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو تو دیکھتا ہے کہ آج تیرے چچا کے دشمن کافی جمع ہو گئے ہیں اور مددگار کم رہ گئے ہیں اس کے بعد حضرت امام حسین اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگاٹے ہوئے تھے اور پاؤں اس معصوم کے زمین پر خط دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس کی لاش کو اپنے فرزند علی بن حسین کی لاش کے ساتھ رکھ دیا میں نے اس معصوم لڑکے کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ قاسم بن حسن بن علی ابن ابیطالب صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

جناب قاسم بن حسن کی شہادت کے مذکورہ واقعات بسند حمید بن مسلم از دعایٰ شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۱ پر لفظ بہ لفظ نقل کئے ہیں۔ قال حمید بن مسلم: فبینا کذلک اذ خرج علينا غلام کان وجهه ثقته قمر، فی یدہ سیف وعلیہ قمیص ذو ازار وعلان قد انقطع شسع احدیہما فقال عمرو بن سعد بن نفیل الازدی: واللہ لا شدن علیہ فقلت: سبحان اللہ و ما ترید بذاک و عہ یکفیکہ ہولاء القوم الذین ما یبقون علی احد منہم۔ فقال: واللہ لا شدن علیہ فشد علیہ فما ولی حتی ضرب راسہ بالسیف فطلقہ و وقع الغلام لوجه فقال: یا عماء مجلا الحسین علیہ السلام کما بجلی الصقر، ثم شد شدۃ لیث غضب، ف ضرب عمر بن سعد بن نفیل بالسیف فاقطع بالاساعد فقطعہا من لدن المرقق، فصاح صیحتہ سمعہا اہل العسکر ثم تنحی عنہ الحسین علیہ السلام

و حملت خیل الکوفۃ لتستنفذہ فتوطأۃ بارجلہا حتی مات وانجملت الغبرۃ، قرابت الحسین  
 علیہ السلام قائما علی راس الغلام وهو یفحص برجلہ والحسین علیہ یقول: بعداً لقوم تتلک  
 ومن خصمہم یوم القیامۃ فیک حدک، ثم قال علیہ السلام: عزہ واللہ علی عک ان تعدوہ  
 فلا یجیبک او یجیبک فلا یفعلک صوت واللہ کثر وازنہ ذقل ناصرہ ثم حملہ علی صدرہ وکاتی  
 انظر الی رجلی الغلام یخطان الارض، فجاء بہ حتی القاه مع ابنہ علی بن الحسین علیہما السلام  
 والفتلی من اہل بینہ، فسئلت عنہ فقیل لی: هو القاسم بن الحسن بن علی بن ابی طالب  
 علیہ السلام ۛ

علامہ سید ہاشم رسولی نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ پر مرقوم عربی  
 اقتباس کا ترجمہ فارسی میں کیا ہے جو یہ ہے "حمید بن مسلم می گوید: در این گیر و دار بودیم  
 کہ دیدم پسرکی بسوی مآمد کہ رویش ہمانند پارہ مہ بود و در دستش شمشیری بود و پراہنی  
 ستم داشت و از او نقلینی داشت کہ بندگی از آن دو نقلین پارہ شدہ بود و عمر بن سعد  
 بن نفیل از دی گفت: بخدا من باین پسر حملہ خواہم کرد و گفتم سبحان اللہ تو از این کار چہ  
 بہرہ خواہی برد (و از جان این پسر بچہ چہ می خواہی) او را بجال خود و گذار این مردوم  
 سنگدی کہ ہیچ کس از ایناں باقی نگذارد کار او را نیز خواہند ساخت - گفت: بخدا من بر  
 او حملہ خواہم کرد و پس حملہ کردہ رو برنگہ داندہ بود کہ سر آن پسرک را چنان بشمشیر بزود کہ  
 آن را از ہم نشکافت و آن پسر برو بزمین افتادہ و فریاد زد: ای عمو جان! حسین  
 علیہ السلام مانند باز شکاری لشکر را شکافت، سپس ہمانند شیر خشتناک حملہ افگند شمشیری  
 بعمر بن سعد بن نفیل بزودہ عمر شانہ را سپر آن شمشیر کو، شمشیر و ستمش را از نزدیک مرفق  
 جدا ساخت، چنان فریاد دی زد کہ لشکر یاں شنیدند آنگاہ حسین (ع)، از او دور شد  
 سواران کو فرہجوم آوردند کہ او را از معرکہ بیرون برند پس بدن نحش را اسپان لکد کو ب  
 کردہ تا بدوزخ شناخت و دیدہ از این جہان بست و گرد و خاک کہ بطرف خود دیدم آسن (ع)،

بالای سر آن پسر بچہ البتادہ و او پای بزمین می سائید (وجان میداد) حسین (ع) می فرمود در باشند از رحمت خدا آنان کہ توراکشند و از دشمنان اینان در روز قیامت جدت (رسول خدا ص) می باشند سپس فرمود: بخدا برعمویت دشوار است کہ تو اورا باد از بخوانی و او پاسخ ندہد یا پاسخ دہد ولی تو سودی ندہد و ازیکہ بخدا ترسانند و تم کارش بسیار و یار و اندک است سپس حسین (ع) اورا بر سینه خود گرفتہ از خاک برداشت و گویا من می نگرم بپاہای آن لیر کہ بزمین کشیدہ می شد پس اورا بیاورد تا در کنار فرزندش علی بن الحسین علیہما السلام و کشتہ های دیگر از خاندان خود بزمین نہاد من پریدم: این پسر کہ بود؟ گفتندہ او قائم بن حسن بن علی بن ابیطالب (ع) بود

ترجمہ: حمید بن مسلم از وی نے کہا: ہم جنگ کر بلا میں موجود تھے کہ اسی اثنا میں ہم نے ایک معصوم بچے کو اپنی طرف آنے ہوئے دیکھا جس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی وہ ایک قبیض اور تہہ بند زین تن کئے ہوئے تھا اور اس کے پاؤں میں نعلین تھیں ان کی نعلین میں سے ایک پاؤں کے جوڑنے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا عمر بن سعد بن نفیل از دی نے کہا: بخدا میں اس پر ضرور حملہ کروں گا میں نے کہا: سبحان اللہ تجھے اس کام سے کیا فائدہ حاصل ہوگا اس کو جانے دے کیونکہ ظالم لوگ جو ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اسے بھی شہید کر دیں گے اس نے جواب دیا: واللہ میں اسے تو ضرور قتل کروں گا پس عمر بن سعد بن نفیل نے اس پر حملہ کیا اور اس ارادے سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے سر مبارک پر اس طرح تلوار ماری کہ اسے شکافتہ کر دیا اور وہ معصوم منہ کے بل زمین پر گہڑ پڑا اور چچا چچا کہہ کر پکارا امام حسین علیہ السلام اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے اور غضبناک شیر کی طرح آپ نے حملہ کیا عمر بن سعد بن نفیل از دی کو تلوار ماری اس نے تلوار کے وار کو اپنے ہاتھ پر دوکا اور تلوار نے اس کے ہاتھ کو کہنی سے جدا کر دیا اس نے ایک چیخ ماری جس کو لشکریوں نے سنا اس وقت امام حسین علیہ السلام اس سے ایک طرف ہو گئے

اہل کوفہ کے سواروں نے حملہ کیا تاکہ اس کو پھڑالائیں مگر گھوڑے اس کی نجس لاش کو روندنے ہوئے گزر گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا جب گرد و غبار فرد ہوا تو میں نے امام حسینؑ علیہ السلام کو اس معصوم کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا اور وہ معصوم اڑیاں رگڑ رہا تھا اور امام حسینؑ یہ فرما رہے تھے وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہوں جنہوں نے آپ کو شہید کیا تیرے جد بزرگوار قیامت کے دن ان کے خلاف دعویٰ کریں گے پھر امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا واللہ یہ امر تیرے چچا پر دشوار گزار ہے کہ تو پیکار سے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے تو وہ تجھے نفع نہ دے امام حسینؑ نے آواز دی قسم بخدا تیرے چچا کے دشمن کثیر ہیں اور مددگار کم رہ گئے ہیں پھر امام حسینؑ اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگاٹھے ہوئے تھے اور اس معصوم کے پاؤں زمیں پر رخت دیتے جاتے تھے حتیٰ کہ اسے اپنے فرزند علی بن حسین علیہما السلام اور اپنے اہلبیت کے شہداء کی لاشوں کے ساتھ ملا دیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قسم بن حسنؑ علی بن ابیطالب علیہم السلام ہیں۔

مذکورہ واقعات درباب شہادت حضرت قاسم بن حسنؑ بن عبد جبار بن مسلم ازدی، علامہ طبرسی متوفی ۵۴۸ھ نے اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۳۶ پر اور شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول مطبع طہران صفحہ ۲۷۵ پر بعینہ لفظ یہ لفظ نقل کئے ہیں مگر جناب قاسم کی پائمالی لاش کی روایت کا اضافہ کیا ہے! قال حمید: کنت فی عسکرا بن سعد کنت انظرالی ہذا الغلام علیہ قمیص وازارو نعلان قد انقطع شمس احدہما ما انسی ائتہ کان الیسری، فقال عمرو بن سعد لازدی: واللہ لاشدت علیہ، نقلت سبحان اللہ وما ترید بئذ لک؟ واللہ لو ضربنی ما بسطت الیہ یدی، کیفیہ ہولاء الذین تراہم قد احتوشوہ قال: واللہ لافعلنن فشد علیہ فما ولی

حتی ضرب راسه بالیسف و وقع الغلام لوجهه، ونادی: یا قہام۔ قال: فجاہ الحسین کالصقر المنقض فتخلل الصفوف وشد شدۃ اللیث اطرب فضرب عمراً قاتلہ بالیسف، فالتقاہ بیدہ فاطنًا من المرفق فصاح ثم تعجی عنہ وحملت حیل اہل الکوفۃ لیستنغذوہ عمراً من الحسین، فاستقبلتہ بصدورہا، وجرحتہ بجوافرہا، ووطئتہ حتی مات الغلام فانجلت الغبرۃ فاذا بالحسین قائم علی راس الغلام، وہو یفحص برجلہ، فقال الحسین: یعزُّ واللہ علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک، او یجیبک فلا یعینک، او یعینک فلا ینعی عنک، بعداً لقوم قتلوک ثم احتملہ فکاتی النظر الی رجبی الغلام یخطفان فی الارض، وقد وضع صدرہ علی صدرہ، فقلت فی نفسی: ما یصنع؟ فجاہ حتی التقاہ بین القتل من اہل بیتہ ۛ

ترجمہ: حمید ابن مسلم کہتا ہے میں شکر عمر سعد میں تھا دیکھا میں نے اس لڑکے کو کہ لشکر حسین سے جدا ہو کر لشکر عمر سعد کی طرف آیا نور اس کی پیشانی سے درخشاں تھا وہ اس وقت ایک کرتے اور ازار پہنے تھا اور نعلین اس کے پاؤں میں تھیں مجھے خوب یاد ہے کہ اس معصوم کے یائیں نعل کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا اس وقت عمرو بن سعد اذوی نے کہا: خدا کی قسم ہے میں اس پر ضرور حملہ کروں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ تو کیسا سنگدل ہے آیا تو اس بچے کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے بخدا اگر یہ مجھ پر وار کرے تو اس کے روکنے کے لئے اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاؤں گا یہ لوگ جو اس کو گھیرے ہوئے ہیں، کافی ہیں اس ملعون نے کہا میں ضرور کروں گا پھر اس نے حضرت قاسم پر حملہ کیا اور اس کام سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے سر پر تلوار لگائی کہ وہ معصوم منہ کے بل گرا اور فریاد کی لے چچا۔ حمید نے کہا کہ میں نے دیکھا حسینؑ ما بعد عتاب آئے اور مثل شیر غضبناک کفار پر حملہ کیا اور خباب قاسم کے قاتل پر ایک تلوار ماری اس شقی نے ہاتھ سامنے رکھ لیا حضرت نے اس کا ہاتھ کہنی سے جدا کیا شقی نے ایک چیخ ماری اور بھاگنے کا ارادہ کیا لشکر کوفہ نے اسے امام حسینؑ سے چھڑانے کے



لئے حمل کیا اس حملے کے دوران گھوڑوں نے اسے اپنے سینوں اور سموں سے زخمی کر کے روند دیا یہاں تک وہ نوجوان مر گیا۔ جب گرد و غبار فرو ہوا تو دیکھا کہ امام حسینؑ اس نوجوان کے سر ہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ نوجوان زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، واللہ یہ امر تیرے چچا پر دشوار ہے کہ تو انہیں پکارے اور وہ جواب نہ دے یا اگر جواب دے تو تیری مدد نہ کر سکے یا اگر تیری مدد کرے تو تجھے کوئی فائدہ نہ دے اللہ تعالیٰ اس گروہ اشقیاء کو اپنی رحمت سے دور کرے جنہوں نے تجھے قتل کیا اس کے بعد امام حسینؑ اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور پاؤں اس معصوم کے زمین پر خط دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس کی لاش کو اپنے اہلبیت کی لاشوں میں رکھ دیا۔

علامہ محمد تقی نے بھی بسند حمید بن مسلم از وحی جناب قاسم بن حسن کی شہادت کے مذکورہ واقعات بعینہ لفظ بہ لفظ باضافہ روایت پائمالی لاش جناب قاسم بن حسن نامح التواریخ جلد ششم مطبع طهران صفحہ ۲۸۴ پر نقل کئے جن کا ماخذ علامہ مجلسی کی کتاب بحار الانوار جلد دہم ہے۔

مگر علامہ محمد قزوینی سے ریاض القدس و حدائق الانس جلد دوم مطبع طهران صفحہ ۶ پر جناب قاسم بن حسن کی لاش کی پائمالی کی روایت کی باہم الفاظ تردید کی ہے۔ "قریب بہمین مضمونست روایت علامہ مجلسی و بحار و راوی نیز در آن کتاب مستطاب حمید بن مسلم است و مسلم است کہ مرحوم مجلسی از ارشاد نقل نموده و تصرف در بعضی از عبارات فرمود از جلد در پامال شدن زیر اسم قاسم را فهمیدہ نہ عمرو بن سعید قاتل قاسم را و بر آن تصرف علامہ قزوینی صاحب ریاض اعتراض فرمودہ و الحق و الانصاف اعتراض بجائی نموده فرمود کہ قاتل قاسم پامال اسم مرا کب شدہ نہ قاسم و ضمائر ثلثتہ مفعولیہ راجع بقاتل است

درستنغذوه و در فاستقبلته و در و طاته راجع بنظام فرموده نه بعمر و حال آنکه  
 صریح است بقائل علاوه در عبارت شیخ مفید حتی مات بتهنها دار و مرحوم مجلسی مات  
 الغلام نوشته و لفظ غلام بعد از مات زیادتی است اکبر بگوید کسی شاید سهواً کاتب بوده  
 که الغلام افزوده عرض میشود چنین نیست عمداً مرحوم مجلسی افزوده زیرا که در جلاء  
 البیون فارسی تصریح می نماید میفرماید که اهل نفاق جمع شدند که آن ملعون قاتل قاسم  
 را از دست امام آفاق بگیرند جنگ برپا شد و آن ملعون کشته شد و جسد آن معصوم  
 هم زیر دست پای اسپان مخالف افتاد و پائمال شد چون حضرت آنقوم را متفرق ساخت  
 آمد ببالین پسر برادر عزیز خود دید و هو یفحص بر جلیه دست و پایی زند و روح پرفتوحش  
 عزم آشیانه اعلی علیین دارد و اشک حسرت از دیده مبارکش جاری شد فرمود  
 بخدا قسم بر عزم تو گرانست که تو او را بیاری خود بطلیبی و او نتواند یاری کند الخ ما قال رحمه  
 الله علیه عرض میکنم اگر حتی مات الغلام صحیح است پس نفیص بر جلیه چیست یا بمعنی که اگر جسد  
 غلام که عبارت از قاسم باشد زیر سم اسپان پائمال شده و کشته شده و یکبار دیگر میفرماید  
 چون گرد و غبار فرو نشست حضرت سر بالین قاسم آمد و دید دست و پایی زند و  
 روحش عزم اعلی علیین دارد چه معنی دارد مات الغلام بعد نفیص بر جلیه معنی  
 ندارد حاصل آنکه در این عبارت اهل اشارت تا علی فرمایند و عبارت روایت  
 مرحوم تیدر لهوف بر روایت شیخ مفید مطابق است نهایت آنکه مرحوم سید عوض حتی  
 مات حتی هلاک میفرماید و این لفظ هلاک نیز مشعر است که قاتل بهلاکت پیوسته  
 زیرا که در اهل دین و ایمان اهل معنی استعمال نمی کنند یعنی از متقل نوبس لمحض تقلید  
 بدون تحقیق عبارت مرحوم مجلسی را دیدند و توجیه غیر و جمیه کردند گفتند چون  
 بدن قاسم زهر سم مرکبان پائمال شده بود و مفاصل از هم گسیخته شده بود لهذا  
 چون حضرت گشته قاسم را از زمین برداشتند و بسینه چسباندند پای قاسم بر زمین

کشیہ می شد بجمتہ آنکہ بند بند قاسم از ہم جدا شدہ بود و دیگر این ملاحظہ نمازند کہ قامت با استقامت قاسم در کمال رعوت و رشاقہ بود قباہی حضرت امام حسنؑ برقد و قامت قاسم راست آمد و دیگر آنکہ قدر سای امام حسینؑ از داغ ہجران علی اکبر و فراق جوانان دیگر خم شدہ بود کہ چون سینہ قاسم را بہ سینہ چسپانید پاہای آن نو نہال بزین کشیدہ میشد علاوہ بر این ہا بعضی اہل خبر تصریح دارند کہ قاسم را تا بدر خیمہ ہا آورد رفق داشت چنانچہ شیخ فخر الدین در منتخب می فرماید کہ چون حضرت قاسم را بخیمہ بیت الحرب آورد و بہ رفق فتح عینہ فجعل بکلمہ در میان خیمہ و چشم خود را باز کرد بصورت عمود عمہ و ما در و سایہ زنان باز کرد و دید بعضی ایستادہ اند بعضی نشستہ اند بر احوال او گریہ میکنند ۱۱

ترجمہ : اسی مضمون کے قریب قریب علامہ مجلسی کی روایت بحالانوار میں ہے اور اس معتبر کتاب میں راوی بھی حمید بن مسلم ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ مجلسی مرحوم نے یہ روایت کتاب الارشاد سے نقل کی ہے اور اس کی بعض عبارتوں میں تغیر و تبدل کیا ہے منجملہ ان تصرفات میں سے ایک بات یہ ہے کہ علامہ مجلسی نے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پا مال ہونے والا حضرت قاسم بن حسنؑ کو سمجھا ہے نہ کہ عمرو بن سعید کہ لیکن علامہ قزوینی صاحب ریاض نے علامہ مجلسی کے اس تغیر و تصرف پر اعتراض کیا ہے اور حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا اعتراض صحیح ہے کہ حضرت قاسم کا قاتل گھوڑوں کے سموں کے نیچے پا مال ہوا تھا نہ کہ حضرت قاسم بن حسنؑ کیونکہ مفعول کی تینوں ضمیریں قاتل کی طرف پھرتی ہیں اور علامہ مجلسی نے لیستنفذہ ، فاستقبلتہ اور وطانہ میں ضمیریں جناب قاسم کی طرف پھیری ہیں نہ کہ عمرو بن سعید کی طرف حالانکہ ان کا قاتل کی طرف پھرنا ظاہر ہے اور شیخ مفید کی عبارت میں فقط

”حتی مات“ کا جملہ ہے اور مجلسی نے ”مات الغلام“ لکھا ہے لفظ ”غلام“ کو ”مات“ کے بعد زیادہ کر دیا ہے اگر علامہ مجلسی کی طرف سے کوئی کہے کہ شاید کسی کتاب کی غلطی سے ”الغلام“ کا لفظ زیادہ ہوا ہو تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ مجلسی مرحوم نے اس لفظ کو عمدًا زیادہ کیا ہے کیونکہ اپنی کتاب جلاء العیون میں صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل نفاق جمع ہوئے تاکہ حضرت قاسم کے قاتل ملعون کو حضرت امام حسین کے ہاتھ سے چھڑالیں جنگ ہوئی اور وہ ملعون قتل کیا گیا اور اس معصوم بچے کا جسم بھی مخالفوں کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہو گیا جب حضرت امام حسین نے ان مخالفوں کو متفرق اور منتشر کر دیا تو اپنے عزیز بھائی کے فرزند کے سر ہانے دیکھا کہ وہ معصوم دونوں اڑیاں رگڑ رہا ہے اور ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور انکی رُوح پر فتوح اعلیٰ علیین کا قصد کئے ہوئے ہے حسرت کے آنسو آپ کی مبارک آنکھوں سے جاری ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم ہے تیرے چچا پر یہ بات سخت دشوار ہے کہ تو اس کو اپنی مدد کے لئے پکارے اور وہ تیری مدد نہ کر سکے۔ الخ

اب مجلسی کی اس صراحت پر اعتراض کرتا ہوں کہ اگر حتی مات الغلام صحیح ہے تو پھر بعد میں اڑیاں رگڑنے کا کیا معنی ہے جبکہ جناب قاسم گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہو کر شہید ہو چکے تھے۔

دوسری بات یہ ہے جو آگے فرماتے ہیں کہ جب گرد و غبار بیٹھ گیا تو حضرت امام حسین حضرت قاسم کے سر کے قریب آئے اور دیکھا کہ وہ معصوم ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور اس کی رُوح اعلیٰ علیین کی طرف جانے کا قصد کئے ہوئے ہے اس کا کیا معنی ہے؟ جناب قاسم کے فوت ہو جانے کے بعد اڑیاں رگڑنے کا کوئی معنی نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت میں سمجھ دار لوگ غور و فکر فرمائیں۔

سید علامہ ابن طاؤس مرحوم کی کتاب لہوف میں جو روایت منقول ہے وہ شیخ مفید کی روایت کے مطابق ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سید مرحوم نے حسی مات کی بجائے حسی ہلاکت لکھا ہے اور یہ لفظ "ہلاکت" بھی خبر دیتا ہے کہ حضرت قاسم کا قاتل ہی ہلاکت میں پڑا کیونکہ اہل دین اور اہل ایمان لوگوں کے لئے ہلاکت کا لفظ استعمال نہیں کرتے ہیں۔ بعض واقعہ شہادت کے لکھنے والوں نے سوائے تحقیق کے محض تقلید میں علامہ مجلسی کی عبارت کو دیکھ کر اس کی بے معنی توجیہ کی ہے اور کہا ہے جب حضرت قاسم کا بدن مبارک گھوڑوں کے سموں کے نیچے پائمال ہوا تھا تو حضرت قاسم کے بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اس لئے جب حضرت امام حسینؑ نے حضرت قاسم کی لاش کو زمین سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا تو جناب قاسم کے پاؤں زمین پر گھسٹتے آتے تھے بوجہ اس کے کہ حضرت قاسم کا بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو گیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ اس بات کا لحاظ نہیں کرتے کہ حضرت قاسم کی قد و قامت اپنے پورے شباب پر تھی کیونکہ حضرت امام حسنؑ کی قبائے مبارک حضرت قاسم کی قد و قامت پر پوری آتی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی قد و قامت علی اکبر اور دوسرے جوانوں کے ہجر و فراق کے داغ کی وجہ سے ٹیڑھی ہو چکی تھی اس لئے جب حضرت قاسم کے سینے کو اپنے سینے مبارک سے لگایا تو اس کو نہال کے پاؤں زمین پر پھینچتے آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ بعض مومنین نے تصریح کی ہے کہ جناب قاسم میں خیمے کے دروازے تک آخری سانس باقی تھی جس طرح شیخ فخر الدین متعب میں فرمانے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ جناب قاسم کو جنگی خیمہ میں لے آئے ابھی ان میں رقت باقی تھی پس انہوں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اور حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے باتیں کرنا شروع کیں اور بھوپھی، والدہ اور تمام مستورات کو دیکھا کہ بعض کھڑی ہوئی ہیں اور بعض بیٹھی

ہوئی ہیں اور ان کے حال پر رو رہی ہیں۔“

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علامہ عالمی نے لوائح الاشجان میں فریاد مرزا نے قہقام میں ملاحسین نے روضۃ الشہداء میں لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف میں شیخ عباس قمی نے نقس المہموم میں میرزا ابوالحسن شترانی نے ترجمہ نقس المہموم میں سیدمان بن ابراہیم نے نیایس المودہ میں اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں جناب قاسم بن حسن کی شہادت کے واقعات کے ضمن میں جناب قاسم بن حسن کے جسد اطہر کے پائمال ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے العلم عند اللہ۔

## حضرت عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مناقب الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ جناب عبداللہ اکبر بن حسن کی والدہ ماجدہ سلیم بن عبداللہ کی لڑکی تھیں اور سلیم جریر بن عبداللہ بکلی کے بھائی تھے اور بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ اکبر بن حسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۵ پر محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۶۶ پر اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۶ پر اور جلاء العیون صفحہ ۴۰۲ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم بن حسن کے شہید ہو جانے کے بعد جناب عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السلام میدان جنگ میں آئے اور رجز پڑھا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر رجز لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر نہیں جانتے تو جان لو میں ابن حسن ہوں سبط محمد مصطفیٰ ہوں یہ حسین قیدیوں کی طرح لوگوں کے درمیان محصور ہیں تمہیں پانی پینا نصیب نہ ہو۔ بروایت علامہ مجلسی اس کے بعد پنچا تیش آبدار سے چوہہ اشقیاء فی النار کئے بعد مقتلہ بسیار ہانی بن شہیدت حضرت نے ان کو شہید کیا جس کی وجہ سے اس لعین کا منہ سیاہ ہو گیا۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ ہمیں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ اکبر بن حسن کو حرملہ بن کاہل اسدی نے شہید کیا اور مدائنی نے اپنی سند سے جناب موسیٰ سے اس نے حمزہ بن بیض سے اس نے ہانی بن شہید قایضی سے روایت کی ہے کہ اشقیاء میں سے کسی ایک نامعلوم شخص نے حضرت عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السلام کو شہید کیا۔  
العلم عند اللہ -

## حضرت ابوبکر بن حسن علیہ السلام کی شہادت

علامہ محمد تقی نے نسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۶ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر بن حسن علیہ السلام کی والدہ امام حسن کی بیویوں میں سے ام ولد ہیں بعض کی وراثت میں اس محترمہ کا نام نفیلہ ہے -

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد ابوبکر بن حسن معرکہ قتال میں آکر اعدائے دین سے خوب لڑے یہاں تک موافق اس روایت کے جو مدائنی نے سلیمان بن ابی راشد سے بیان کی ہے عبداللہ بن عقبہ غنوی نے انہیں شہید کیا اور موافق روایت عمرو بن شمر جو امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے عقبہ غنوی کی ضربت سے شہید ہوئے -

## حضرت احمد بن حسن بن علی علیہ السلام کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت احمد بن حسن بڑھے جو ابھی سولہویں برس میں تھے آپ نے قوم اشقیاء پر حملہ فرما کر جزی پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے -

میں اس امام کا فرزند ہوں جو فرزند علی ہے جب تک تلوار کند نہ پڑ جائے گی برابر چلے  
 ہی کرتا رہوں گا خانہ خدا کی قسم ہم ہی نبی کی اولاد ہیں میں لشکر کے بیچ بیچ پہنچ کر تمہاری  
 خبر لوں گا۔

یہ فرما کر توڑ پھلا کر دیا اور انہی آدمیوں کو قتل کر کے امام حسین کے پاس واپس  
 تشریف لائے اس وقت پیاس کی وجہ سے ابھی آنکھیں حلقوں میں بیٹھ گئی تھیں خدمت  
 میں پہنچ کر عرض کی اے چچا جان کیا پانی کا ایک گھونٹ مل سکتا ہے جس سے اپنا کلیجہ  
 ٹھنڈا کر لوں اور دشمنان خدا و رسول سے لڑنے کے لئے سہارا لے لوں آپ نے ارشاد فرمایا  
 کہ اے بھائی کے دل بند! تھوڑی دیر اور ٹھہراؤ تو اپنے نانا رسول خدا سے جا کر مل جاؤ  
 گے اور وہ تم کو ایسے پانی کے گھونٹ سے سیراب کریں گے جس کے بعد ہرگز پیاس نہیں  
 لگے گی یہ سن کر وہ صاحبزادے لشکر بے دین کی طرف پھر مڑ گئے اور چند اشعار پڑھ کر  
 حملہ فرما دیا جن کا ترجمہ یہ ہے۔

تھوڑی دیر اور صبر کرو اس لئے کہ یہ آزمائش کا موقع تو پیاس کے بعد ہی ہے۔  
 (شدت پیاس سے) میری جان سنی بکل جاتی ہے مگر لڑائی سے تو میں اس وقت بھی نہیں  
 ڈرتا جب وہ مبہوت بنا دیتی ہے اور نہ میں مقابلہ سے کبھی کانپتا ہوں۔  
 یہ فرما کر لشکر پر کمر حملہ فرمایا اور پیاس شہسواروں کو قتل کر دیا اس کے بعد اپنے  
 اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

پسندیدہ اور منتخب لوگوں کی اولاد کے ورایہ وار تو سنبھالو جس کی دہشت سے  
 شیر خواروں کا سہ بھی سپید پڑ جاتا ہے انشاء اللہ کاٹ کرنے والی نیز تلوار کھا کر  
 کافروں کی تمام ٹولیاں ہلاک ہو جائیں گی۔

ان اشعار کے بعد آپ نے پھر حملہ فرمایا اور ساٹھ آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی  
 مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔



## حضرت ابو بکر بن علی بن ابیطالب علیہ السلام کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے بھائیوں میں سے جو شخص سب سے پہلے معرکہ آرا ہوا وہ ابو بکر بن علی تھا اس کا نام عبداللہ تھا۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ آپ کا ام گرامی نامعلوم ہے اور آنجناب کی والدہ گرامی یعلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربیعہ مسلم ابن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن زید منات بن تمیم تھیں۔

ملاحسین نے روضۃ الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۱۳ پر لکھا ہے کہ ابو بکر بن علی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے بھائی مجھے جنگ کی اجازت دیں تاکہ ان بے دینیوں سے اپنے خویش و اقارب کا انتقام لوں امام حسینؑ نے فرمایا تم ایک ایک ہو جا رہے ہو اور مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو ابو بکر نے کہا: اے بھائی! مدت سے میری یہ آرزو ہے کہ میں آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کروں مگر میں نہیں جانتا تھا کہ کونسا تحفہ حضور کی شان کے لائق ہے آج میں دیکھتا ہوں کہ اپنی جان کے سوا آپ کے لائق کوئی اور ہدیہ نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے آپ کے قدموں میں بٹا کر دوں پس امام حسینؑ نے اسے اجازت دے دی اور ابو بکر بن علی میدان جنگ میں تشریف لے آئے۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب ابو بکر بن علیؑ نے میدان جنگ میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

میرے باپ صاحبِ فخر اطول ہیں نسل ہاشم سے نیک، کریم اور صاحبِ فضل ہیں یہ حسینؑ ابن نبی مسلّم ہیں میں چمکدار تلوار سے ان کی حمایت کروں گا اور اپنے عزیز بھائی پر اپنی جان فدا کروں گا۔ مناقب : ۵۸۳۔

بروایت علامہ محمد تقی ابو بکر بن علیؑ نے سخت جنگ کی روضۃ الاحباب میں منقول ہے

کہ اکیس کوفیوں کو واصل جہنم کیا جنگ کرنے رہے یہاں تک کہ خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے، آپ کے قاتل کی شناخت کے متعلق بہت سی روایات ہیں کتاب زیارت میں مسطور ہے کہ مانی ثبیت حفری نے آپ کو شہید کیا۔ کتاب عوالم میں آپ کے قاتل کا نام زجر بن بدر نخعی لکھا ہے اور ایک جماعت نے آپ کے قتل کو عبداللہ بن عقبہ غنوی کی طرف منسوب کیا ہے۔

علی بن حسین اموی معروف بابی الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ تحقیق ایک مرد سہانی نے حضرت ابو بکر بن علی کو شہید کیا اور ملائحی نے ذکر کیا ہے کہ آنجناب کو ایک نہر میں شہید پایا گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے آپ کو شہید کیا۔

## حضرت ابراہیم بن علی علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن علی بن ابیطالب روز عاشورا درجہ شہادت پر فائز ہوئے آپ کی والدہ ام ولد تھیں۔ مگر میں نے اس کے سوا کسی اور سے یہ روایت نہ سنی ہے اور نہ ہی سلسلہ نسب کی کتابوں میں ابراہیم کا ذکر دیکھا ہے۔

## حضرت عمر بن علی علیہ السلام کی شہادت

علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد ان کے بڑے بھائی عمر بن علی میدان کارزار میں آئے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ

یہ ہے :-

اے قوم جفا کار میں تم کو قتل کروں گا اور کہاں ہے قاتل میرے بھائی کا زجر ملعون ؟

وہ بد بخت جو رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر اے زجر! اے زجر! تو عمر سعد کے پاس کیوں گھس رہا ہے سامنے آج میں تجھے اسفل جہنم اور نارِ سقر میں پہنچاؤں اے بدترین مردم تو کافر اور منکر حق ہے۔ اس کے بعد زجر ملعون پر حملہ کیا اور اسے داخل جہنم کر کے معروف جہاد ہوئے، اور اپنی شمشیر آبدار سے اشقیاء کو قتل کرنے لگے اور اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے، اے دشمنانِ خدا شمشیرِ شمشانک سے دور ہو جاؤ وہ تم کو شمشیر آبدار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا اور فرار نہ کرے گا اور ماند ناموں کے میدانِ قتال سے روپوش نہ ہو گا پس بعد مقلد بہ سبب درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

خواجہ اعثم کوفی نے حضرت عمر بن علی کی جنگ اور شہادت کے متعلق تاریخ اعثم کوفی مطبع طهران صفحہ ۵۷۳ پر اس طرح لکھا ہے کہ اب اس کا دوسرا بھائی عمر بن علی میدان میں آیا زجر کو جس نے آپ کے بھائی کو شہید کیا تھا مقابلے کے لئے طلب کیا زجر حملہ آور ہوا اور عمر بن علی نے ذرا مہلت نہ دیکر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ رہا پھر رجز خوانی کرتے ہوئے گھوڑے کو میدانِ جنگ میں کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اور جو شخص مقابلے پر نکلتا اسی کو مار گرتا تھا انجام کار کئی بہادریوں کو داخل جہنم کر کے شہید ہو گیا۔

طاحسیب نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۱۴ پر لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ عمر بن علی جنگِ کربلا میں موجود نہیں تھے اور یہ قول علماء نسب کے نزدیک صحیح تر ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ اس روز درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

مؤلف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علامہ علی بن حسین اموی معروف بابی الفرغ اصفہانی متوفی بغداد سال ۳۵۶ھ نے مقابل الطالیین مطبع قاہرہ میں حضرت عمر بن علیؓ کا شہدائے کربلا کی فہرست میں تذکرہ نہیں کیا ہے العلم عند اللہ۔

## حضرت عبداللہ بن علی بن ابیطالب علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقال الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن علی بن ابیطالب کی مادر گرامی ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحیل تھیں اور وہ عامر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے اور ام البنین کی والدہ ثمار بنت سہیل بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں اور ثمارہ کی والدہ عامر بنت طفیل فارسی قرزل بن مالک احزام رئیس ہوازن بن جعفر بن کلاب تھی اور عامرہ کی والدہ کبثہ بنت عدوۃ الرجال بن عقبہ بن جعفر بن کلاب تھی اور کبثہ کی والدہ ام الخثیف بنت ابی معاویہ سوار ہوازن بن عبادہ بن عقیل بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھی اور ام الخثیف کی والدہ فاطمہ بنت جعفر بن کلاب تھی اور فاطمہ کی والدہ عاتکہ بنت عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابن کلاب تھی اور عاتکہ کی والدہ امندہ بنت وہب بن عمیر بن نصر بن قعبین بن حارث بن ثعلبہ بن دووان بن اسد بن خزیمہ تھی اور امندہ کی والدہ دختر جدر بن ضبیعہ اغر بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صععب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ بن نزار تھی اور جدر کی دختر مالک بن قیس بن ثعلبہ تھی اور دختر مالک بنت ذی راسین تھی وہ خشیش بن ابی عصم بن سمح بن فزارہ تھے اور اسکی والدہ عمرو بن حرم بن عوف بن سعد بن ذبیان بن نفیض بن ربیعہ بن عطفان کی لڑکی تھی۔

احمد بن عینی نے مجھے خبر دی اس نے کہا: حسین بن نصر نے مجھے خبر دی اس نے کہا: میرے والد نے ہمیں عمر بن سعد سے اس نے ابی مخنف سے اس نے عبداللہ بن عاصم سے اس نے ضحاک مشرقی سے خبر دی اس نے کہا: حضرت عباس بن علی علیہ السلام نے اپنے پدری اور مادری بھائی حضرت عبداللہ بن علی سے فرمایا: آپ مجھ سے پہلے میدان میں جہاد کرنے کے لئے جائیں تاکہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ کے

لئے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھوں کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے پس حضرت عبداللہ بن علیؑ حضرت عباسؑ کے سامنے اور پہلے میدان میں تشریف لے گئے۔ علامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ جب حضرت عباس بن علیؑ نے دیکھا کہ بنی ہاشم میں سے بہت سے جوان شہید ہو گئے ہیں تو مادری بھائیوں عبداللہ جعفر اور عثمان سے کہا اے میرے ماں جاٹے بھائیوں آپ مجھ سے پہلے میدان جنگ میں جہاد کرنے کے لئے تشریف لے جائیں یہاں تک کہ میں آپ کو دیکھوں کہ آپ نے اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کی ہے کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے عبداللہ آگے بڑھے :-

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طهران صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن علیؑ نے معرکہ قتال میں آکر جز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :- اے اشقیاء آگاہ ہو میں اس صاحب فضیلت و شجاعت کا فرزند ہوں جس کا اسم مبارک علیؑ ہے جو صاحب افعال پسندیدہ اور شہیر خدا اور شمشیر رسولؐ اور قتال فیار و کفار تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ اشقیاء کوئی انار کیا آخر کار تین ہانی بن ثبیت حضرمی سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن علیؑ شہید ہوئے تو آپ پچیس سال کے تھے اور آپ کے پیچھے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

## حضرت جعفر بن علیؑ علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ جناب جعفر بن علیؑ کی والدہ گرامی بھی ام البنین تھیں۔ علامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن علیؑ کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت جعفر بن علیؑ علیہ السلام بڑھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے کہ حضرت جعفر بن علیؑ میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے : میں جعفر ہوں صاحب عز و شرف میں نیک انسان کا بیٹا ہوں جو صاحب جو دنیا وہ وصی مصطفیٰ ہے جو صاحب عزت و بزرگی۔ کافی ہے میرا فخر اپنے چچا جعفر اور ماموں پر میں صاحب فضل و کرم حسین کی حمایت کروں گا۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طهران صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد قتال اعلیٰ وین میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ خولی اصبی نے ایک تیران کی آنکھ یا شقیقہ مبارک پر مارا جس سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ ہانی بن ثبیت نے جعفر بن علیؑ پر حمل کیا اور اسے شہید کیا یہ وہی شخص ہے جس نے اس کے بھائی کو شہید کیا تھا اسی طرح ضحاک نے کہا اور نصر بن مزاحم نے کہا عمرو بن شمر نے مجھے جاہر سے اس نے ابی جعفر محمد بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ خولی بن یزید اصبی لعنہ اللہ نے جعفر بن علیؑ کو شہید کیا۔ یحییٰ بن حسن علی بن ابراہیم سے اس سند کے ساتھ جس کو میں نے حضرت عبداللہ بن علیؑ کے حالات میں پیش کیا ہے روایت کی ہے جب جعفر بن علیؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو وہ انیس سال کے تھے۔

## حضرت عثمان بن علیؑ علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علیؑ علیہ السلام کی والدہ گرامی بھی ام البنین تھیں۔

عثمان بن علیؑ علیہ السلام نے حضرت علیؑ ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ اس نے فرمایا: میں نے عثمان کا نام اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا۔

شیخ عباس قمی نے منتهی الامال جلد اول مطبع طهران صفحہ ۲۷۷ پر لکھا ہے کہ عثمان بن مظعون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب اور خاص لوگوں میں سے تھے جناب پیغمبر خدا آپ کو عزیز رکھتے تھے وہ اس حد تک بزرگ، زاہد اور عابد تھے کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے اس کی قدر و منزلت کی بلندی اس بات سے زیادہ ہے جو بیان کی جاتی ہے ماہ ذالحج ۲ھ میں وفات فرمائی کہنتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جو سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رحلت کر جانے کے بعد اس کو بوسہ دیا اور جب ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رحلت فرمائی تو جناب پیغمبر خدا نے فرمایا اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے جا مل۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۳ پر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۳۷ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علی علیہ السلام، عمر بن علی علیہ السلام کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے مگر علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۳ پر اور محمد تقی نے تاریخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۸ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علی علیہ السلام، جعفر بن علی علیہ السلام کے بعد شہید ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے کہ عثمان بن علی میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: میں عثمان صاحب مفاخر ہوں میرے باپ علیؑ بڑے کام کرنے والے اور طاہر ہیں یہ حسینؑ نیکوں کے سردار ہیں اور چھپوٹے اور بڑوں کے سربراہ ہیں۔

نبی کے بعد وصی اور ناصر ہیں۔

نحوی نے ان کے پہلو پر نیزہ مارا جس سے آپ گھوڑے سے گر پڑے نبی ابان بن

حازم کے ایک شخص نے بڑھ کر آپ کا سر کاٹ لیا۔

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی کو ایک تیر مارا اور وہ زمین پر آ رہے اور اولاد ابان بن دارم میں سے ایک آدمی نے آپ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر کے ان کا سر مبارک جدا کیا۔ یحییٰ بن حسن نے علی بن ابراہیم سے اس نے عبید اللہ بن حسن اور عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب عثمان بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو وہ اکیس برس کے تھے۔

## حضرت محمد الاصفغریٰ بن علی علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابوالفرح اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے کہ اس کی والدہ اُم ولد تھیں۔ احمد بن عیسیٰ نے مجھے خبر دی ہے اس نے کہا: ہمیں حسین بن نصر نے اپنے والد سے، اس نے عمرو بن شمر سے، اس نے جابر سے، اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور احمد بن شیبہ نے مجھے احمد بن حرث سے اس نے مائثی سے روایت کی ہے کہ بنی ابان بن دارم کے قبیلہ تمیم کے ایک فرد نے حضرت محمد الاصفغریٰ بن علی کو شہید کیا تھا محمد الاصفغریٰ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور اس کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۶ کے حاشیہ پر بسند تاریخ طبری جلد ششم صفحہ ۸۹، پر لکھا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھا۔



## حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طهران صفحہ ۳۰۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عباس بن علیؑ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے اور حسن و جمال، جو بصورتی، شجاعت، قوت، اشوکت، تنومندی، بلندی قامت میں اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھے۔

علامہ محمد باقر خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طهران صفحہ ۲۶۱ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوالفضل کا اسم گرامی عباس ہے۔ آقا کا لقب شریف قرنی باثم، باب الحوائج اور شاہ آسجناب کی کنیت شریف ابوالفضل اور ابوالقریب ہے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ حضرت عباس بن علیؑ کی کنیت ابوالفضل ہے اور آپ کی والدہ بھی ام البنین تھیں یہ ان کی اولاد میں سے بڑے تھے اپنے پدری اور مادری بھائیوں میں سے آپ سب سے اخیر میں شہید ہوئے اس لئے کہ ان کی اولاد تھی اور ان کے دوسرے بھائیوں کی کوئی اولاد تھی اور لئے ان کو پہلے بھیجا پس وہ شہید ہو گئے ان کے وارث حضرت عباس ہوئے پھر حضرت عباس آگے بڑے اور شہید ہو گئے پس حضرت عباس علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا وارث عبید اللہ ہوا۔ حضرت عباس نہایت حسین و جمیل تھے آپ بڑے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ان کے دونوں پاؤں زمین پر خط دیتے تھے اور ان کو ترمیمی باثم کہا جاتا تھا یوم عاشورا حضرت حسین بن علیؑ کا علم ان کے ہاتھ میں تھا۔

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۰۳ پر لکھا ہے کہ جب حضرت عباس علیہ السلام نے دیکھا کہ اب کوئی بغیر جناب امام حسین علیہ السلام و فرزدان آنحضرت باقی نہیں رہا تو اپنے برادر گرامی جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے برادر بزرگوار مجھے رخصت دیجئے کہ اپنی جان آپ پر قربان کروں اور شہادت لے

بلند درجے تک پہنچوں حضرت امام حسینؑ اپنے مہربان بھائی کے سخت تکلیف دینے والے کلام کے سُفننے سے پھوٹ پھوٹ کر روئے اور فرمایا: اے برادر نامدار! تم میری فوج کے علم کو اٹھانے والے ہو تمہارے جانے سے میرا لشکر بے آس ہو جائیگا۔ حضرت عباسؑ نے عرض کیا: اے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے شہید ہو جانے سے نازک ہو چکا ہے اور میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اب اللہ تعالیٰ کے ویرا میں حاضر ہونے کے لئے آرزو رکھتا ہوں اب دوستوں کی نصیحتوں کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اس لئے اب چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کے خون کے انتقام میں مخالفوں کا مغز نکال لوں امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر تم نے آخرت کے سفر کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو مخدرات و طفلان اہلبیت رسالت کے لئے کچھ پانی لے آؤ کیونکہ وہ پیاس سے بے تاب ہو چکے ہیں یہ سن کر حضرت عباسؑ ان ظالموں اور بے حیاءوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے بے شرمو اگر تمہارے گمان میں ہم گناہگار ہیں تو ہماری مستوروں اور ہمارے معصوموں کا کیا تصور ہے ان پر رحم کرو اور تھوڑا سا پانی دے دو۔ جب حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ پند و نصیحت ان کافروں پر اثر نہیں کرتی ہے تو امام حسینؑ کی خدمت میں واپس آگئے ناگہاں خیام اہلبیت سے العطش و پیاس کی صدا بلند ہوئی حضرت عباسؑ اس لیے تاب ہو کر مشک اور نیزہ لیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے کی طرف روانہ ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک رجز میدان میں پٹھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں موت سے نہیں ڈرتا میں دشمنوں کی صفوں میں چھپ جاؤں تو پروا نہیں کرتا میرا نفس برگزیدہ ظاہر نفس پر قدا ہو میں عباس ہوں میں اہل حرم کی سقائی کروں گا اور میں جنگ کے دن کی سختی سے نہیں گھبراتا۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ چار ہزار کفار اشرار نے جو دریائے فرات پر متعین تھے حضرت عباس علیہ السلام کو گھیر لیا اور آنجناب کے بدن اقدس پر تیروں کی بارش برسائی اس شیر بیشہ شجاعت نے اس بے شمار فوج پر حملہ کیا اور فوج اشقیہ میں سے انسی ناریوں کو قتل کر کے نہر فرات پر جا پہنچے جب ایک جلیو پانی لیا کہ پی لیں تو اس وقت امام حسین اور اہلبیت امام حسین کی پیاس یاد آئی اس لئے آپ نے پانی چلو سے پھینک دیا اور مشک بھر کر اپنے کندھے مبارک پر رکھی اور لڑتے ہوئے خیام حرم محترم کی طرف روانہ ہوئے ان بے حیا کافروں نے حضرت عباس کا راستہ روک کر آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا حضرت عباس علیہ السلام فوج اشقیاء سے جنگ کرتے چلے جاتے تھے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ آپ نے وہ بے مثل جنگ کی کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے ہر طرف بھاگے بھاگے پھرتے تھے جب یہ حال دیکھا تو زید بن ورقاء جہنمی ایک درخت کے پیچھے آپ کی گھات میں لگا اور حکیم بن طفیل نے اس کی اعانت کی آپ کے داہنے ہاتھ کو قلم کر دیا آپ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لی۔ اور ایک رجز پڑھا اور فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا: خدا کی قسم اگر چہ تم نے میرا داہنا ہاتھ قطع کیا لیکن میں برابر حمایت دین کرتا رہوں گا اور اس امام کی مدد کروں گا جو صادق البقین ہے اور طاہر اور امین بنی کی نسل سے ہے۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع طهران صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ جہاد بھی کر رہے تھے اور راہ بھی ملے کر رہے تھے ناگاہ حکیم بن طفیل بن عیین نے دوسری ضربت بائیں ہاتھ پر لگائی اور وہ ہاتھ بھی کٹ گیا حضرت نے مشک دانتوں میں پکڑ کر گھوڑا دوڑایا کہ کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا اور پانی زمین پر بہ گیا۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب آپ نے فرمایا: اے نفس کافروں سے نہ ڈرا اور رحمت خدا کی بشارت حاصل کر۔ سید مختار نبی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے میرا بایاں ہاتھ بھی قطع کر دیا اے خدا ان کو آتش جہنم میں ڈال مناقبہ ۵۸۵

بروایت علامہ مجلسی دوسرا تیر سینہ اقدس پر لگا کہ گھوڑے کی زمین سے زمین تشریف لائے اس وقت آواز دی کہ اے بھائی میری خبر لیجئے اور بروایت دیگر نوفل بن ارق شامی ملعون نے ایک ایسا گز سر مبارک پر لگایا کہ حضرت عباس علیہ السلام نے سعادت کے پروں سے جانب ریاض جناب پرواز کیا اور آب کوثر اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھ سے نوش کیا جب امام حسین نے اپنے بھائی کی آواز سنی جلد تشریف لائے اور حضرت عباس کا وہ حال دیکھ کر آہ حسرت دل پر درود سے نکالی اور قطرات اشک خونین دیدہ حق بین سے جاری ہوئے۔ جلا الدعیون ۴۰۴

بروایت خواجہ اعظم کوئی آپ نے فرمایا اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور طاقت میری گھٹ گئی ہے۔ تاریخ اعظم کوئی ۳۷۶ -

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۵۷ پر حضرت عباس کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں۔ ابو مخنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پیاس نے امام حسین اور ان کے اصحاب و اولاد پر غلبہ کیا تو امام حسین نے اپنے بھائی عباس سے فرمایا کہ بھائی اپنے اہلیت کو جمع کر کے ایک کنواں کھودو انہوں نے تعمیل حکم فرمائی لیکن اس میں پانی برآمد نہیں ہوا پھر حضرت امام حسین نے جناب عباس سے فرمایا کہ اے بھائی دریاٹے فرات کے کنارے جا کر ایک دفعہ سیراب ہونے کے اندازے کے مطابق پانی لے آؤ آپ نے بسرو چشم فرما کر کچھ آدمی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہو گئے اس وقت یہ لوگ آپ کے دائیں اور بائیں ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ بڑھ کر فرات کا کنارہ لے لیا ابن زیاد کے لشکر نے

جیب ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ ان لوگوں نے فرمایا ہم امام حسین کے اصحاب ہیں ان لوگوں نے پوچھا کہ تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ اصحاب امام حسین نے فرمایا پیاس نے ہم پر سختی کر رکھی ہے اور امام حسین کی پیاس ہم کو سب سے زیادہ گراں ہے ان لوگوں نے یہ سننے ہی ایک جان ہو کر اصحاب امام حسین پر حملہ کر دیا حضرت عباس اور آپ کے اصحاب نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک بہت سخت لڑائی لڑ کر ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا پھر حضرت عباس نے ایک رجز پڑھا: میں ایک ہدایت یافتہ دل لیکر ان لوگوں سے لڑتا ہوں اور نبی احمد کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا رہا ہوں میں تم کو کاٹ کرنے والی تلوار سے اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک کہ تم میرے سردار کے ساتھ لڑائی سے باز نہ آؤ گے۔

میں محبت رکھنے والا عباس ہوں اور علی رضی اللہ عنہما کا فرزند ہوں جس نے خدا کی جانب

سے زور پایا تھا۔

ابو مخنف نے کہا پھر حضرت عباس نے اس گروہ پر دھاوا بول دیا اور ان کو دائیں بائیں پھاگندہ کر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے: جس وقت موت بلند ہو کہ سروں پر آجائیگی تو میں موت سے نہیں دبتا جب تک کہ بوقت جنگ مردہ بن کر تہہ خاک نہ پہنچ جاؤں۔ میں جنگ کے وقت بہت کچھ صبر اور شکر کرنے والا ہوں اور کوئی مصیبت آجائے میں اس سے نہیں گھبراتا بلکہ سروں پر وار لگاتا اور مانگ کی جگہ چاک چاک کرتا ہوں میں ہی وہی عباس ہوں جو بوقت جنگ بہت سخت ہے میری جان پاک و پاکیزہ فرزند رسول کے لئے سیر ہے۔ جب یہ اشعار پڑھ چکے تو قوم پر ٹوٹ پڑے اور مار کر گھاٹ پر سے ہٹا دیا اور مشک لیکر دریا میں اترے اور مشک بھری اینٹا ہاتھ پانی پینے کے لئے بڑھایا تو امام حسین کی پیاس یاد آئی فرمانے لگے خدا کی قسم جس حالت میں

کہ میرا سردار حسینؑ پیاسا ہو میں ہرگز ہرگز پانی نہیں پیوں گا، ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور خشک پشت پر رکھ کر یہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اے نفس، حسینؑ کے بعد تیرے لئے ذلت ہے اگر تو رہنا چاہتا ہے تو حسینؑ کے بعد نہ رہنا چاہیے تو موت کے گھونٹ پیئیں اور تو ٹھنڈا صاف پانی پئے تو یہ میرے مذہب کا شیوہ نہیں ہے اور نہ سچا یقین رکھنے والے کے یہ کام ہوتے ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں یہ فرما کر آپ گھاٹ سے نمودار ہوئے تو آپ پر ہر سمت سے تیر برسنے لگے لیکن آپ مشکیزہ کا ندھے پر رکھے ہوئے برابر جہاد فرما رہے تھے یہاں تک کہ زرہ ساہی کی طرح بن گئی اس وقت آپ پر ابرحن بن شیبان نے حملہ کیا اور آپ کے دائیں ہاتھ پر وار لگا کر مس تلوار اس کو جدا کر دیا آپ نے بائیں ہاتھ میں تلوار لیکر اس گروہ پر حملہ کر دیا اور یہ فرمانے لگے: خدا کی قسم تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا تو سکاٹ دو جس وقت کہ میں اپنے دین اور سچے یقین والے امام کی جانب سے جہاد کر رہا تھا وہ تو پاکیزہ دپاک اور امین نبی کے فرزند ہیں وہ بہت ہی سچے نبی تھے ہمارے پاس دین لیکر آئے اور یکتا اور امین کی تصدیق کرنے والے تھے۔

ابو مخنف نے کہا: پھر آپ قوم پر ٹوٹ پڑے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا بہت سے گرا دیئے اور مشکیزہ برابر پشت پر لئے رہے ابن سعد نے جب یہ دیکھا تو آواز دی ار سے تمہارا بھلا ہوا مشکیزہ پر تیروں کی بو جھاڑ کر دو خدا کی قسم اگر حسینؑ نے پانی پی لیا تو اس سرے سے لیکر دو سرے سرے تک سب کو مار ڈالیں گے۔

ابو مخنف نے کہا: ان لوگوں نے حضرت عباسؑ پر ایک سخت حملہ کر دیا اور آپ نے بھی ان کے ایک سوا سی شہسوار قتل کر دیئے، اسی اثنا میں عبداللہ ابن زید شیبانی نے آپ کے بائیں ہاتھ پر وار لگایا اور اسے جدا کر دیا آپ نے تلوار منہ میں ڈبا

لی اور ان پر حملہ کر دیا اور یہ اشعار پر ۔۔ اے نفس، کافروں سے مت جھک اور خدائے جبار کی رحمت سے خوش ہو جو تمام نیکوں کے سردار نبی مصطفیٰ کے ساتھ اور تمام پاک و پاکیزہ نفوس اور سادات کے ساتھ ملے گی انہوں نے اپنی بقاوت سے میرا دایاں ہاتھ قطع کر دیا خدایا ان کو آگ کی تپش سے جلانا۔

ابو مخنف نے کہا: پھر حضرت عباس نے ان پر حملہ کیا خون برابر آپ کے دونوں ہاتھوں سے ٹپک رہا تھا اور ان سب نے بھی بل کر آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت نے ان سے سخت جنگ فرمائی اسی عرصہ میں ان میں سے ایک شخص نے لوہے کا ایک گرز آپ کے سرقاوس پر لگایا جس نے سر شکافتہ کر دیا اور حضرت زمین پر رخصارے کے بل گرے اپنے خون میں تڑپ کر آواز دینے لگے اے ابو عبد اللہ (حسین) آپ پر میرا سلام پہنچے امام حسین نے جس وقت عباس کی آواز سنی فرمایا ہائے بھائی! ہائے عباس! ہائے روح رواں دل! پھر آپ نے ان لوگوں پر حملہ فرما کر اپنے بھائی کے پاس سے ہٹا دیا اور اتر کر اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھایا اور خمیر میں لاکر ٹھا دیا اس قدر شدت سے روئے کہ تمام حافرین کو رلا دیا اور ارشاد فرمایا کہ خداتم کو جزائے خیر دے خدا کی راہ میں حق جہاد ادا کر دیا۔ علامہ ابو اسحق اسفہینی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحات ۲۵ تا ۲۹

پر حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے واقعات اس طرح لکھے ہیں کہ جب پیاس کی شدت جناب امام حسین علیہ السلام، آپ کے اہلبیت اور آپ کے اصحاب پر سخت ہوئی تو انہوں نے امام حسین کی خدمت میں اس تکلیف کو پیش کیا۔ امام حسین نے اپنے بھائی عباس علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے بھائی! فرات کی طرف جاؤ امید ہے کہ کچھ پانی لے آؤ گے، حضرت عباس نے عرض کیا سمعا و طاعة یعنی جو ارشاد ہو بجا لاتا ہوں حضرت عباس روانہ ہوئے،

یہاں تک کہ دریائے فرات پر جا پہنچے لشکر عمر سعد سے لوگ چلائے اور آپ پر بڑے بڑے شجاعوں نے حملہ کیا حضرت عباسؓ اس وقت صبر کو کام میں لائے اور ان سے سخت جھگ کی یہاں تک کہ بڑے بڑے شجاعوں اور بڑے بڑے دلیروں کو قتل کیا یہاں تک کہ وہ سب آپ کے سامنے متفرق ہو کر بھاگ گئے تب حضرت عباسؓ نہر میں اترے اور اپنی مشک بھرنے کا ارادہ کیا پھر فوج اُمنڈ کر آئی اور آپ پر حملہ کیا آپ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا تمام فوج شتقاوت موح نے دریا کے گھاٹ کو روک لیا اور حضرت عباسؓ، جناب امام حسینؓ اور پانی کے درمیان حائل ہو گئی پس حضرت عباسؓ نے ان پر حملہ کیا اور اپنی زبان پر یہ اشعار جاری فرمائے:

ہم نسل ہاشمی کی تلواریں میں جن کی تیز دھاریں تمہارا خون بہانے کے واسطے ہیں۔  
 اسے کیمینوں کی اولاد اور اسے بکریاں چرانے والوں کے بیٹو! کاش کہ ہمارے جد ہماری مصیبت کو دیکھتے کہ جوان کی ذریت پر اس وقت پڑی ہے۔

اسے بہترین برادران! جنہوں نے زمین غاصریات میں اپنے نفسوں کو قربان کیا تلواروں کی باڑھوں کے نیچے مرجانا ایک جلیل عظمت ہے جبکہ اس کے بعد بہشت میں جانا ہو۔ دنیا پر اور اس کی لذت پر افسوس نہ کرنا کہ ہمارے جد پاک کے حضور میں سب گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اس رجز کو سن کر لشکر ابن زیاد نے چاروں طرف سے حضرت عباسؓ علیہ السلام پر حملہ کر دیا حضرت عباسؓ نے ان کو اس زور سے لٹکا را اور ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ایک ہلچل مچ گئی بڑے بڑے دلیروں کو تہ تیغ کر ڈالا جب ماردا بن صدیق نے حضرت عباسؓ کی یہ حالت دیکھی اور ان کی ایسی شجاعت اور دلیری کا مشاہدہ کیا اور معلوم کیا کہ یہ بڑے بڑے شجاعوں کو تہ تیغ کر چکے ہیں تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنی فوج کی طرف مخاطب ہو کر بولا واسے ہونم پر



باوجودیکہ تم تعداد میں اتنے ہو کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ہی اس پر پھینک دو تو یہ  
 مر جائے اور پھر آواز بلند کہا کہ ایتھا الناس! جس کے گلے میں زید کی بیعت ہے  
 اور جو اس کا مایع ہے وہ اس صفت جنگ سے علیحدہ ہو جائے کہ میں اس نوجوان کو  
 جس نے بڑے بڑے شجاعوں کو قتل کیا ہے کافی ہوں شرمزدی الجوشن نے کہا اچھا  
 ہم ہٹے جاتے ہیں اور لڑائی چھوڑ دیتے ہیں اور زید کے پاس خط بھیج دیتے ہیں  
 کہ تو اور تیرا بھائی ان لوگوں سے لڑیں اور اپنے لشکر سے اس نے اشارہ کیا کہ  
 سب ایک طرف ہو جائیں پس سب ایک طرف ہو گئے اور یہ حضرت عباس کی طرف  
 تنہا چلا۔ اس کے بدن پر زہ مٹھی اور اس کے سر پر خود تھا اور سرنخ گھوڑے  
 پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا حضرت عباس نے جب  
 اس کو اپنی طرف آنے دیکھا کہ وہ تنہا آ رہا ہے تو آپ اس کی طرف بڑھے اور  
 قریب پہنچ گئے تو وہ چلا یا کہ اے نوجوان! اپنی تلوار پھینک دے اور اپنے  
 علوم کو ظاہر کر کیونکہ جو لوگ تجھ سے لڑے وہ تیرے ساتھ نرمی کرتے تھے اور  
 میں ایسا شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری خلقت سے رحم نکال دیا ہے اور اس کے  
 عوض انتقام اور عداوت رکھ دی ہے اور میری یہ حقیقت ہے کہ جب اپنے سے  
 بڑے پر حملہ کرتا ہوں تو اس کو حقیر کو دیتا ہوں اب تیری جوانی اور ملاحت کو جو  
 دیکھتا ہوں تو میرا دل نرم ہوتا ہے تو واپس جا اور اپنی جان کو ضائع نہ کر اور عاقل  
 کو اشارہ کافی ہے اگرچہ میں نے تیرے سوا آج تک کسی اور پر کرم اور رحم نہیں  
 کیا ہے اور یہ شعر پڑھنے شروع کئے نصیحت کی ہے میں نے تجھ کو اگر تو اس کو قبول  
 کرے سبب یہ ہے کہ مجھ کو تیرے باب میں تلواروں سے بہت خوف ہے میرا  
 دل تو کسی پر سواٹے تیرے نرم نہیں ہوا ہے پس تو میرے اس کلام کو مان لے  
 اور میں اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں کہ تو بڑے آرام سے دنیا میں زندگی بسر کرے

ورنہ سخت مصیبت کا مزہ تجھے چکھا دوں گا۔ مارو کا کلام سن کر حضرت عباسؓ نے فرمایا: اے دشمنِ خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو نے اچھی بات کہی بجز اس کے کہ تیری محبت کھراٹھی زمین اور پتھر میں بیج بونے کے مترادف ہے اور یہ امر بعید ہے کہ تیری تدبیر آفتاب پر حاوی ہو جائے یا تو دریا کو اپنی سختی اور چلانے سے پھاڑ دے اور یہ بات کہ میں تیری فرمانبرداری کروں اور تیرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دوں بہت بعید ہے اور نہایت صعب و شدید ہے اور یہ جو تو نے کہا میں یلح شکل ہوں اور حدیثِ سن کا بھی ذکر کیا ہے یہ مجھ کو کچھ بھی فرر دینے والی نہیں ہے اس واسطے کہ میں اپنی شرافتِ نسل اور اپنی ذکاوتِ عقل کو جانتا ہوں اور جو کچھ تو نے میرے دین اور میری ریاضتِ نفس کا اور معرفتِ دشمن و صبر کا تذکرہ کیا ہے سو مردوں کا امتحان بہادروں اور شجاعوں سے مقابلہ کرتے اور تلوار و نیزہ بازی میں اور سواروں کے بھگانے میں اور قتل کرنے میں اور بلا کے وقت صبر کرنے میں اور نعمتِ خدا پر شکر کرنے میں اور اللہ پر توکل کرنے میں ہوتا ہے پس جس میں یہ اوصاف ہوں وہ ہرگز کسی امر سے نہیں ڈرتا اور اسے دشمنِ خدا تو فضائل و خصائل و اداب سے بالکل خالی ہے اے دشمنِ خدا تو میری قرابت کو جو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے جان گیا ہے کہ گویا میں اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں اور جو شخص کہ اُس درخت کی ایک شاخ ہو اس کا توکل اللہ پر ہے وہ کیونکر برائیوں میں داخل ہو سکتا ہے اور تلواروں کے ڈر سے کیونکر کسی کی اطاعت کر سکتا ہے اور جب کہ میرے پدر بزرگوار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں تو میں اپنے مقام سے کبھی ہٹ سکتا اور کسی لڑنے والے سے نہیں ڈر سکتا اور میں کسی کافر اور غادر سے خوف نہیں کھاتا اور نہ میں کبھی اللہ کے کام سے ناراض ہو سکتا ہوں اور میں اسی شجر کا ایک ورق ہوں اگر تجھ کو یہ خیال

ہے کہ میں تیری اطاعت کر لوں گا تو تیرا یہ گمان فضول ہے اور تیری کوشش ضائع ہے میں ایسا شخص نہیں ہوں جو اس زندگی کا افسوس کرے اور اپنے مرنے سے بھاگے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جنت اس دُنیا سے کہیں بہتر ہے اور بہت سے چھوٹی عمر کے لڑکے خدا کے نزدیک شیخ کبیر سے افضل ہیں۔

جب مارو نے اس کلام کو سنا تو وہ مثل عقاب شکستہ بازو کے حضرت عباسؓ کی طرف جھپٹا اور اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت عباسؓ کا قتل کرنا بہت آسان امر ہے حضرت عباسؓ نے اس کو نہ روکا بلکہ اپنی طرف آنے دیا یہاں تک کہ حضرت عباسؓ مارو کی لمبی ستان کے قریب ہو گئے حضرت عباسؓ نے اپنے ہاتھ سے نیزے کو پکڑ کر کھینچ لیا قریب تھا کہ وہ اس کے جھٹکے سے گر پڑے مارو نے نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور حضرت عباسؓ نے اس کے نیزے کو چھین لیا مارو اس سے بہت شرمندہ ہوا پھر حضرت عباسؓ نے وہی نیزہ اس کو مارا اور فرمایا کہ اے دشمنِ خدا و رسول میں امید کرتا ہوں کہ میں تیرے ہی نیزے سے تجھے ہلاک کر دوں گا، مارو پر خوف طاری ہو گیا حضرت عباسؓ نے بھی اس کے انتشار کو تاڑ لیا اور وہی نیزہ پھر اس کے گھوڑے کی ساق پر لگایا گھوڑا الف ہو گیا اور وہ زمین پر گرا اب مارو کو طاقت نہ رہی کہ حضرت عباسؓ سے پیدل لڑے کیونکہ وہ بہت موٹا تھا اس کے پیر بھاری ہو گئے اور صفوں لشکر میں اس واقعہ کو دیکھ کر کھل بلی پڑ گئی اور وہ برہم ہو گئیں شمر نے فوراً مارو کے رنالے کو پکارا کہ اپنے سردار کے پاس دوسرا گھوڑا لے لباؤ اس کا ایک حبشی غلام اس کی طرف فوراً ایک گھوڑا لیکر چلا کہ اس کا نام صارف تھا اور گھوڑے کا نام طاویہ تھا اور وہ ایک چالاک گھوڑا تھا کہ ہوا کے برابر جاتا تھا جب مارو کی نگاہ اس گھوڑے پر پڑی تو بہت زور سے ایسا چلایا جیسا کہ اونٹ غل مچاتے ہیں کہ اسے غلام بہت جلد طاویہ کو میرے پاس لا قبل اس کے

کہ میری موت آجائے غلام گھوڑا لیکر اس کی طرف دوڑا حضرت عباسؓ اُس سے تیز تر ہو کر گھوڑے کی طرف چلے اور شیر کی طرح بھینٹتے ہوئے اُس کے پاس جا پہنچے اور اس غلام کے پاس جا کر اس کی گردن پر نیزہ مارا اور اس کو زمین پر پھینک دیا کہ وہ اپنے خون میں لوٹتا تھا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر طاویہ پر سوار ہو گئے اور تمام صفوں لشکر کو چیر کر اپنے بھائی امام حسینؑ کی خدمت میں جا پہنچے جب مار دئے حضرت عباسؓ کی شجاعت و دلیری کا یہ حال دیکھا کہ وہ اس پ طاویہ کو چھین کر سوار ہو گئے ہیں تو اس کی عقل مختل ہو گئی اب اپنی جہالت اس کو ثابت ہو گئی رنگ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤں کا پٹنے لگے اور پکارا کہ ہائے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اب میرے ہی نیزے سے مجھے مارے گا، انسوس ہے میری اس ننگ و عار پر۔ جب شمر نے اس کا یہ کلام سنا تو اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور اس کے عقب میں سنان بن انس غنمی، خولی بن یزید اصبحی اور جمیل بن مالک محاربی چلے اور پھر ان کے پیچھے سب لشکر چلا سب نے باگیں اپنے گھوڑوں کی چھوڑ دیں اور تلواریں بر منہ کر لیں امام حسینؑ نے اپنے بھائی کو آواز دی کہ اے بھائی! کیا آپ ان دشمنانِ خدا کو دیکھتے ہیں کہ ان لعینوں نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا ہے اور آپ کے پاس آ پہنچے ہیں حضرت عباسؓ نے دیکھا کہ وہ فوج کس قدر تیزی سے پہنچنا چاہتی ہے اس لئے آپ ان سے زیادہ تیزی سے مار دئے پاس پہنچے اور آپ نے فرمایا کہ اُس چیز کا مزہ چکھ لے جو تجھ کو جہنم میں لے جائے گی اور اس کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا اور اس کے نیزے کو چھین لیا۔ مار دئے کہا یا عباسؓ مجھ کو چھوڑ دو میں آپ کا غلام ہوں حضرت عباسؓ نے فرمایا میں تیرے جیسے غلام کو لیکر کیا کروں گا پھر اس کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ اُس کے اس کان سے اُس کان تک پار ہو گیا پس وہ مر گیا پھر لشکر اِشقیاء پر حملہ کیا اور صفوں کے درمیان اس پ طاویہ کو چکر دیا جس پر وہ سوار تھے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس حمل میں ڈھائی سو

سواروں کو قتل کر ڈالا اور اس سے پہلے پانچ بیس کو قتل کر چکے تھے پس وہ صفیں اور فوجیں  
 درہم برہم ہو گئیں اور سب بھاگ گئے امام حسینؑ نے فرمایا بھائی ذرا ٹھہر جاؤ کہ اب میں تمہارے  
 عوض میں لڑوں اور تم آرام لے لو حضرت عباس نے عرض کیا کہ حکم الہی سے مفر اور گریز نہیں  
 ہے یہ کہہ کر پھر لڑنے لگے تا اینکه فوج یزید ان سے دور ہو گئی پھر اپنے بھائی امام حسینؑ کی  
 تلاش میں واپس ہوئے اور شمرؓ بچارا کہ یا بن علیؑ مارو کے طاویہ کو تم نے واپس لے لیا ہے  
 عباسؑ! یہ وہی گھوڑا ہے جو تمہارے بھائی امام حسنؑ سے ملاؤں میں چھین لیا گیا  
 تھا یہ سن کر حضرت عباسؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کے پاس اسی گھوڑے پر سوار ہو کر  
 پہنچے تو شمرؓ کے کلام کو نقل کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی طاویہ ہے جو ملک سے کے  
 حاکم کا گھوڑا تھا جس کو تمہارے پدر بزرگوار نے تمہارے بڑے بھائی کو دیا تھا اور یہی  
 گھوڑا ان کے زمانہ میں مخالفین نے قیام ملاؤں کے وقت چرایا تھا جب وہ گھوڑا جناب  
 امام حسینؑ کے قریب آیا تو وہ اپنے سر کو حضرت امام حسینؑ کے کپڑوں سے ملتا تھا۔  
 اور اسی محبت ظاہر کرتا تھا گویا وہ گھوڑا ایک دن کے لئے بھی حضرت سے جدا نہ ہوا تھا۔ پھر  
 امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ اب خیمہ میں آخری بار وداع کے لئے ہوتے جاؤ  
 اور مخدرات نبوت کو یوں وداع کر لو کہ گویا پھر واپس نہ آؤ گے اُس وقت حضرت عباسؑ  
 کی زوجہ مطہرہ اور آپ کے دو صغیر سی بچے آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے عرض  
 کی کہ ہم پیاس کے مارے بے تاب ہیں حضرت عباسؑ نے اُن سے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو  
 اسی عرصہ میں حضرت عباسؑ کو اپنے بھائی امام حسینؑ کی آواز سنائی دی کہ وہ فرماتے ہیں  
 کہ اے بھائی میری خبر لو حضرت عباسؑ خیمہ سے نکلے تو دیکھا کہ ان کے برادر عالی مقدار  
 بنفس نفیس مخالفین سے لڑ رہے ہیں اور فوج ابن زیاد نے ان کو گھیر لیا ہے اور آپ  
 ان کو اپنے پاس سے دفع کر رہے ہیں اس وقت بھی آپ نے دوستو اسی آدمیوں کو  
 قتل کیا پھر حضرت عباسؑ نے ان پر حملہ کیا اور فوج اشقیاء کو اپنے بھائی کے گرد سے ہٹا دیا اور

فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا و رسول! اگر ہمارے ساتھ تم میں سے آدھے آدمی بھی ہوتے تو ہم تم سب کو قتل کر ڈالتے جب حضرت عباسؓ لڑ رہے تھے ایک شخص زرارہ بن محارب کین گاہ میں آ بیٹھا حضرت عباسؓ اس کی طرف ہو کر گزرے تو وہ نکلا اور اس نے آپ کے دائیں ہاتھ پر تلوار ماری اور آپ کے ہاتھ کو مثل قلم کے اڑا دیا حالانکہ اس جگہ میں حضرت عباسؓ چار سو پچاس لعینوں کو قتل کر چکے تھے آپ نے دست چپ میں تلوار لے لی اور اپنا رخ اپنے بڑا ور عالی قدر امام حسینؓ کی طرف کیا اور یہ اشعار پڑھتے شروع کئے خدا کی قسم اگر چہ تم نے میرا دایاں ہاتھ قطع کیا ہے لیکن میں اپنے دین کی حمایت میں ضرور جہاد کروں گا اور اپنے امام صادق و امین کی حمایت کروں گا جو سبط نبی طاہر و امین ہے۔

یہ اشعار پڑھ کر آپ نے پھر فوج مخالف پر حملہ کیا اور پچاس سواروں کو اسی دست چپ سے قتل کیا اس وقت حضرت عباسؓ اٹے ہاتھ سے لڑ رہے تھے کہ عبداللہ بن شہاب کلبی نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کے دست چپ کو بھی قطع کر ڈالا اس وقت حضرت عباسؓ نے مایوس ہو کر اپنے کٹے ہوئے ہاتھ سے اپنی تلوار کو سہارا دے کر آئے اور پھر سینہ مبارک سے اُسے لگا کر یہ اشعار پڑھے :

اے نفسِ خوف نہ کہ کفار سے۔ تجھ کو رحمتِ غفار کی بشارت ہو تو اپنے سید اطہار کے ہمراہ ہے یا غیاثِ خدا و رسولؐ نے میرے دست چپ کو بھی قلم کر دیا۔ کیا اہل بقاوت و کفر نے دین و ایمان کو بھڑوڑا یا خداوندان کو آتشِ جہنم میں داخل کر۔

اسی حالت میں حضرت عباسؓ نے کفار پر پھر حملہ کیا آپ کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے خون جاری تھا۔ یہ سبب تمام خون بہ جانیکے کمزور ہو گئے اور ضعف طاری ہوا اور فرماتے تھے کہ میں اسی طرح اپنے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰؐ اپنے پدر عالی قدر علیؑ رضیؑ سے ملاقات کروں گا ایسی حالت میں بھی حضرت عباسؓ نے پینتیس<sup>۳۵</sup> ناریوں کو قتل کیا ناگاہ ایک ملعون نے ان کے سر پر لوہے کا گز مارا جسکی ضربت سے وہ حضرت گھوڑے سے زمین پر گرے اور آواز دی

اے بھائی! اے حسین! آپ پر میرا آخری سلام ہو۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے کفار پر حملہ کیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کہ آٹھ سو سواروں کو قتل کیا اور لڑتے لڑتے اپنے بھائی عباس کے پاس پہنچے اور اسکی لاش مبارک کو اٹھا کر سب شہداء کی لاشوں کے پاس رکھ دیا اور شدت سے آپ پر گریہ کیا۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ احمد بن عیسیٰ نے مجھے روایت کی اس نے کہا مجھے حسین بن نصر نے روایت کی اس نے کہا میں اپنے والد نے روایت کی اس نے کہا میں عمرو بن شمر نے جابر سے اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ زید بن رقا و جنہی اور حکیم بن طفیل طائی نے حضرت عباسؑ سے روایت کیا۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عباسؑ کے قتل کی ذمہ داری لینے والے زید بن رقا و حنفی اور حکیم بن طفیل سنستی تھے۔  
 بروایت علامہ محمد ہاشم خراسانی حضرت عباسؑ کی عمر بوقت شہادت چونتیس سال تھی۔ منتخب التواریخ: ۲۶۱۔

بروایت علامہ محمد تقی امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے چچا حضرت عباسؑ پر خدا تعالیٰ رحمت کرے کہ انہوں نے بڑا ایثار فرمایا اور سخت تکلیف اٹھائی اور اپنی پیاری جان اپنے بھائی پر قدا کی یہاں تک کہ آنجناب کے دونوں ہاتھ قلم ہو گئے اس کے بدلے میں ان کو اللہ تعالیٰ نے وو پر عنایت فرمائے ہیں اور اب وہ مثل اپنے چچا حضرت جعفر طیار ابن ابیطالب علیہ السلام کے فرشتوں کے ساتھ حقیقت میں پرواز کرتے ہیں اور بروز قیامت درگاہ رب العزت میں ان کے لئے وہ درجہ ہوگا جسے دیکھ کر تمام شہداء سخت رشک کریں گے۔ تاریخ التواریخ ۲۹۲۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے کہ امام البنین

ان چار شہید مہائوں یعنی عبداللہ - جعفر - عثمان اور حضرت عباس کی والدہ تھیں ان کی شہادت کے بعد ان کی والدہ جنت البقیع کے قبرستان میں آکر نہایت دردناک اور سوزناک انداز میں اپنے بیٹوں پر روتی تھیں پس بہت سے لوگ وہاں جمع ہو کر اس کے رونے پینے اور ماتم کو سنتے تھے مروان بھی ان لوگوں میں آکر اس کے رونے پینے کو سنتا تھا اور زرارہ روتا تھا۔ اس روایت کو علی بن محمد بن حمزہ نے زوفلی سے اس نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے اس نے معاویہ بن عمار سے اس نے حضرت جعفر بن محمد سے بیان کیا ہے۔

علامہ محمد باشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طهران صفحہ ۲۶۳ پر لکھا ہے کہ ثقۃ الاسلام قمی نے نقشۃ المصدور میں ام البنین کے مرثیوں کے چند شعر نقل کئے ہیں: مجھے بیٹوں کی ماں مت پکارو تم مجھے جنگل کے شیر یاد دلاتی ہو۔ میرے بیٹے تھے میں ان کے ساتھ پکاری جاتی تھی اور آج میں ایسی ہو چکی ہوں کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے میرے چاروں بیٹے بلند مقام کے شہبازوں کی طرح تھے شہ رگ کے کٹ جانے سے وہ موت کے گھاٹ اتر گئے مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جب وہ جنگ کے لئے نکلے تو حضرت عباس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔

یہ اشعار بھی اس مخدرہ کے مرثیوں میں سے ہیں!

اے وہ کہ جس نے عباس کو فوج اشقیاء کے دستوں پر پلٹ پلٹ کر حملے کرتے دیکھا اس کے پیچھے حیدر کرار کے بیٹوں میں سے ہر ایک شیر تھا کہ وہ دشمنوں کے حملے کو اپنے سر سے پھیر دیتا۔

اگر تیرے ہاتھ میں تیری تلوار ہوتی تو اشقیاء سے کوئی تیرے پاس نہ

پھٹکتا۔





## حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی شہادت

علامہ باقر نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ جب اولاد و اقربا بھی درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور بجز امام مظلوم کوئی باقی نہ رہا اس وقت حضرت امام حسین نے اتمام حجت کرنے کے لئے بھدائے بلند فرمایا: ہل من ذاب ینذیب عن حرم رسول اللہ؟ ہل من موحد ینحاف اللہ فینا؟ ہل من منعیث یرجو اللہ فی اغنا تنقنا؟ یعنی اب کوئی ہے کہ ضرر اشقیاء کو ہم سے دفع کرے آیا کوئی حق پرست ہے جو ہمارے حق میں خوف خدا کرے آیا کوئی ہے جو بامید اجر و ثواب ہماری قریاد رسی کرے؟

میرزا قاسم علی نے نہر المصاب مطبع لکھنؤ مطبوعہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۳-۴ پر لکھا ہے کہ بسبب استغاثہ سید الشہداء ارکان اور قوا تم عرش میں تزلزل ہوا ملائکہ نے آواز گریہ و بکا بلند کی، آسمان کا پینے لگا اور زمین مضطرب ہو کر زلزلہ میں آئی ملا آقا در بندہ نے لکھا ہے کہ بنا بر استنباط دقیق کے اول جس نے جواب دیا اور لبیک کہی ہو وہ ذات اقدس باری تعالیٰ ہے پس اس وقت ایک صحیفہ آسمان سے دست اقدس مظلوم کو بلا پر نازل ہوا حضرت نے اسے کھول کر دیکھا کہ یہی وہی عہد نامہ ہے جو عالم ارواح میں قبل خلقت دینا اور اہل دنیا کے لکھا گیا ہے اور اس مظلوم سے عہد و میثاق شہادت و قتل ہونا راہِ خدا میں لیا گیا ہے جب حضرت نے اس صحیفہ کی پشت پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے کہ اے حبیب ہمارے اے حسین ہمارے ہم نے تم پر شہادت و قتل ہونا لازم نہیں کیا اس بارہ میں تم کو اختیار ہے اور ہماری درگاہ میں درجہ اور قدر و منزلت اور مقام سے تیرے ایک ذرہ کم نہ ہوگا اگر تمہاری خواہش و خوشی ہو تو ہم اس آفت و بلا کو دفع کریں اور

آگاہ ہو اے حسین کہ ہم نے تمام آسمان، اہل آسمان، تمام زمین، اہل زمین، ملائکہ اور جن وانس اور تمامی موجودات بطبع تمہارے حکم کے کئے ہیں اب جو کچھ کہ چاہتے ہو اس قوم فجار و کفار و اعداء کے قتل اور واصل نارہونے میں حکم کرو پس اس وقت حضرت نے درگاہ احدیت میں عرض کی کہ اے عالم الغیب تو خوب واقف و عالم ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ قتل ہونے کے بعد زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں ستر مرتبہ بلکہ ستر ہزار مرتبہ تیری راہ محبت و اطاعت میں اور کیونکہ ایسا نہ ہو حالانکہ میں جانتا ہوں ثمرہ قتل میرے سے نصرت تیرے دین کی ہے اور ذکر تیرے احکام کا باقی رہے گا اور حفظ ناموس شرع کا ہو گا میں اپنی حیات سے سیر اور دلتنگ ہوں بعد قتل ہونے ایسے جواناں نبی ہاشم اور اصحاب دیندار کے پس حضرت نبفس نفیس متوجہ اور مشغول جہاد ہوئے۔

بعد اس کے سلسلہ ارواح قدسیہ انبیاء و اوصیاء اور اولیاء و صلحا اور شہداء نے بعد اس کے سلسلہ ملائکہ گروہین و مقربین اور حاملان عرش و کرسی اور سموات نے بعد اس کے سلسلہ حور و غلمان اور جنات اور ارواح مؤمنین جن وانس نے جوش و خروش میں آکر بگڑیہ و زاری و احسیننا و مظلوماہ کہتے ہوئے جواب دیا اور آمادہ نصرت ہو کر لَبَّيْكَ كَبِيْرًا اُرْوْحًا حُرًّا وُجْدًا اَلْفِدَا كَمَا اُوْبِعْدُ اَسْ کے ہر موجودات نے بارادہ نصرت جواب دیا لیکن جواب دینا ہر ایک صنف و نوع اور ہر شے کا بطور استعداد اور مطابق انکی فطرت کے ہے۔

جب جناب سید الشہداء نے آواز استغاثہ بلند کی تو یہ سن کر جواب دیا بدن شریفہ اور اجساد طیبہ شہدائے کربلا نے کہ زخموں سے چور رگ گرم پر آکو وہ بجاک و خون پڑے تھے اس طور سے کہ حرکت و جنبش میں آگئے ہوں اور کاپننے لگے ہوں اور ان کے حلقو ہائے طیبہ سے یہ صدا بلند ہوئی لَبَّيْكَ كَبِيْرًا يَا بِن

رسول اللہ ویا مجتہد اللہ بل لنا خصیة فی الرجوع الی الدنیا والمجاہدۃ میں یدیک یعنی  
اے فرزند رسول اللہ اے حجت اور سید و آقا ہمارے ہم حاضر ہیں آیا پھر ہم  
کو دوبارہ حکم رجوع کا طرف دینا کے اور اجازت قیام ہے کہ تا ہم سامنے آپ  
کے اعدائے دین سے جہاد کریں۔

بروایت علامہ محمد تقی علامہ فخر الدین طریح نجفی نے اپنی کتاب منتخب میں لکھا  
ہے کہ اس وقت قبائل جنات نے امام حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا  
اے ابا عبد اللہ ہم سب حضور کے انصار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم میدان جنگ  
میں جا کر ان سب کافروں کو قتل کریں امام حسین علیہ السلام نے ان کے حق  
میں دعائے خیر کی۔

المختصر جب امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کا استغاثہ  
سنا اگرچہ کمزوری کی وجہ سے آپ تلوار اور نیزہ نہیں اٹھا سکتے تھے تاہم نیزہ مگر  
ایک روایت کے مطابق تلوار لیکر اس حالت میں کہ کبھی گر پڑتے تھے اور کبھی کھڑے  
ہو جاتے تھے خیام اہلبیت سے میدان جنگ کی طرف جانے لگے جناب ام کلثوم  
سلام اللہ علیہا نے امام زین العابدین کو پیچھے سے آواز دی کہ اے میرے  
بھائی کے فرزند واپس آ جاؤ آپ نے کہا اے پھوپھی بزرگوار! مجھے اجازت  
دیں تاکہ میں فرزند رسول اللہ کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوں جب  
حضرت امام حسین کو معلوم ہوا کہ زین العابدین نے بھی قصد جہاد کیا ہے تو  
فرمایا اے ام کلثوم سلام اللہ علیہا ان کو روک لو ایسا نہ ہو کہ دنیا نسل آل محمد  
سے خالی ہو جائے۔ ناسخ التواریخ جلد ششم: ۲۹۵۔

بروایت علامہ محمد باقر بعض کتابوں میں منقول ہے کہ جب امام حسین نے اپنے  
بہتر ساتھیوں کو خاک و خون میں غلطان دیکھا ایک سرد آہ کھینچی اور ورخیمہ پر وداع

کے لئے تشریف لائے بعد اے بلند پکارے : یا سکیئنة ! یا فاطمة ! یا زینب !  
یا ام کلثوم ! علیکن منی السلام : اے سکیئنة ! اے فاطمہ ! اے زینب !  
اے ام کلثوم ! میرا تم پر آخری سلام ہو۔ بحار الانوار جلد دوم : ۴۷ -

لوط بن یحییٰ نے مقل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۴ پر امام حسینؑ کے آخری سلام  
کو باین الفاظ نقل کیا ہے " یا ام کلثوم ویا زینب ویا سکیئنة ویا رقیة  
ویا عاتکة ویا صفیة علیکن منی السلام فهذا اخر الاجتماع  
وقد قرب منکم الاجتماع ؛ اے ام کلثوم اور اے زینب اور اے سکیئنة  
اور اے رقیہ اور اے عاتکہ اور صفیہ تم سب کو میری طرف سے آخری سلام ہو کیونکہ یہ آخری  
ملاقات ہے اور اب تمہاری مصیبت اور آفت کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔

سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے نیا بیع المودہ مطبع نجف اشرف صفحہ ۲۱۶ پر حضرت  
امام حسینؑ کے اہلبیت پر آخری سلام کو باین الفاظ نقل کیا ہے " تم ناوی یا ام کلثوم  
ویا سکیئنة ویا رقیة ویا عاتکة ویا زینب ویا اہل بیتی علیکن منی السلام ؛ پھر امام  
حسینؑ نے باواز بلند فرمایا اے ام کلثوم اے سکیئنة اے رقیہ اے عاتکہ اے  
زینب اور اے میرے اہلبیت میرا تم پر سلام ہو

بروایت ملاحظہ باقر مجلسی یہ سنتے ہی صدائے نالہ و زاری خیمہ ہائے حرم محترم  
سے بلند ہوئی اور آواز الوداع الوداع و نالہ الفراق الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔  
جلاد العیون ۴۷ -

ملاحظہ باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم مطبع طهران صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ  
حضرت سکیئنة نے عرض کیا اے بابا ! اب آپ نے بھی مرنے کا قصد کیا ہے کیا ہم کو بے  
کس و تنہا اشدقیاء میں چھوڑے جاتے ہیں۔ فرمایا اے نور ویدہ جس کا کوئی ناصر و  
مددگار نہ رہ گیا ہو کیونکہ اپنا مرنا اختیار نہ کرے سکیئنة خاتون نے عرض کیا اگر آپ

آبادہ شہادت ہیں تو ہمیں روضۂ رسولؐ تک پہنچا دیں فرمایا اسے نور ویدہ افسوس  
یہ نہیں ہو سکتا اس وقت اہل بیت میں ایک کہرام برپا ہوا اور حضرت نے سب  
کو تسلی دی /

سیلمان بن ابراہیم قندوزی نے نیا بیع المودہ مطبع النجف صفحہ ۴۱۶ پر لکھا ہے  
کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی دختر شہزادی سکینہ سلام اللہ علیہا کو اپنے سینے  
سے لگا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے آنسوؤں کو پونچھا وہ معصومہ  
امام حسینؑ کو بہت پیاری تھی آپ اسے خاموش کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

اے سکینہ جب میری موت کی خبر آئے گی تو میرے بعد تم کو بہت رونا ہے

اپنے آنسوؤں سے میرے دل کو مت جلاؤ جب تک میری روح میرے جسم کے اندر ہے

جب میں شہید ہو جاؤں تو اے بہترین مستورات جتنا تم روؤ گی وہ حق بجانب ہوگا

لوط بن یحییٰ نے متصل الحین مہر و تہذیب مطبع النجف صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ رین کہ حضرت ام کلثومؑ کی بیخ

نکل گئی اور عرض کی کہ بھائی کیا آپ نے مرنے پر کوئی بندھ لی ہے آپ نے جواب دیا کہ اے بہن! وہ شخص کس طرح مرنے پر نہ  
تل جائے جس کا کوئی نہ مددگار ہو اور نہ کوئی حمایتی باقی ہو حضرت ام کلثومؑ نے ارشاد فرمایا جیہا ہم کو اپنے ناناہی کے  
روضہ پر پہنچا آئیے آپ نے جواب دیا کہ بہن! افسوس اگر قفا کو چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی نیند لے لیتا  
ہے لیکن ہم نہیں چھوٹ سکتے ایسی حالت میں ہم مرقیہ کیسے کر سکتے ہیں ؟

مرزا قاسم علی نے نہر المصائب مطبع لکھنؤ صفحہ ۶۴۸ پر باسناد و فخر الدین طریح  
نجفی لکھا ہے کہ اسی اثنا میں مادر سکینہ و علی اصغر شیر خوار یعنی جناب رباب  
و دختر امراء القین کنڈی روتی ہوتی قریب حضرت کے آئیں وہ معظّم ذوالجناح  
کی لگام پکڑ کر بہت روئیں اور عرض کیا اے مالک و سرور میرے! اب  
حضرت تو آبادہ شہادت ہیں اس کنیز کا کون حامی و مددگار ہے جو آپ کے  
بعد میری ان شدائد و مصائب میں حمایت کرے گا پس حضرت ان کی بیکسی پر بہت

روئے اور فرمایا اسے رباب اب وقت صبر اور محل شک ہے تمہیں لازم ہے کہ اس مصیبت عظمیٰ میں سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کرنا اور ہر نفع و ضرر میں خدا کا شک کرنا کہ وہی حافظ و نگہبان ہے تم کو اعدا کے شر سے بچائے گا۔

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۷ پر لکھا ہے کہ یہ فرما کر امام زین العابدینؑ کو طلب کیا اور اسرار امامت و خلافت ان کے سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی خبر تھی اس وجہ سے قبل سفر عراق کتب اور جمیع ودائع انبیاء و اوصیاء ام سلمہ زوجہ رسولؐ خدا کے سپرد کر دئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کو بلا سے آئے سب تبرکات حضرت ام سلمہ ان کے سپرد کر دیں چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے وصیت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ سلام اللہ علیہا کے سپرد کیا کہ امام زین العابدینؑ کو دینا چنانچہ حدیث معتبرہ میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ کی شہادت کا وقت پہنچا حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلایا اور وصیت نامہ لپیٹ کر وصیت ظاہرہ ان سے بیان کی اس لئے کہ امام زین العابدینؑ کو مرض تپ لاحق تھا اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ آپ کو اس مرض سے صحت حاصل ہوگی جب امام زین العابدینؑ کو صحت حاصل ہوئی تو جناب فاطمہ نے وصیت نامہ ان کے سپرد کیا اور اب وہ وصیت نامہ ہمارے پاس ہے بعد اس کے امام حسینؑ نے شہادت کیلئے کربلا بھیجا۔ علامہ محمد تقی نے نسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ اس وقت امام علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینب عالیہ سے فرمایا میرے لئے پُرانا لباس لے آؤ جس کی کوئی قیمت نہ ہو تاکہ جب میں شہید ہو جاؤں تو اشیاء اسے بدن سے اتار نہ لیں اور مجھے عربیاں نہ چھوڑ دیں جناب زینب خاتون ایک کپڑا

لے آئیں جب حضرت امام حسینؑ نے اسے پہنا اور بدن مبارک پر تنگ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ گھٹیا لوگوں کا لباس ہے اس سے زیادہ کھلا ہونا چاہیے جناب زینب خاتون تشریف لے گئیں اور اس سے زیادہ کھلا کپڑا لے آئیں امام حسینؑ نے اسے پارہ پارہ کر دیا تاکہ اس سے بھی زیادہ کم قیمت ہو جائے اس وقت حضرت نے اسے پہن لیا اور اس کے اوپر دوسرے کپڑے پہن لئے اور اس کے اوپر ریشمی چادر پہن لی اور زرہ دراز پہن کر جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہوئے۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۵ پر امام حسینؑ کے جامہ کہنہ طلب کرنے کی روایت کو عبد اللہ بن حسنؑ کی شہادت کے واقعات کے بعد نقل کیا ہے۔

بروایت علامہ محمد تقیؑ اس وقت اہل حرم سے فریاد اور رونے کی آواز بلند ہوئی اس وقت علی اصغر علیہ السلام جو چھ ماہ سے زائد تھے پیاس اور بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے کیونکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ کی مادر گرامی کا دودھ بالکل خشک ہو چکا تھا امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے فرزند علی اصغر کو لاؤ میں اس بھی وداع کر لوں اور اس معصوم کو تحاط (کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو لپیٹتے ہیں مگر بچے کا منہ کھلا رہتا ہے) سے پکڑ کر بوسہ دیا اور فرمایا قوم شقاوت اثر کے لئے اس وقت ہلاکت ہو جس وقت تمہارے جد بزرگوار محمد مصطفیٰؐ ان کے برخلاف مدعی ہوں پس اس بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور فوج مخالف کے مقابل کھڑے ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ اے پروردگار! میرے خزانہ میں اس عمل کے سوا کوئی دوسرا موتی نہیں ہے میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں اسے بھی تیری راہ میں قربان کروں یہ کہہ کر امام حسینؑ نے اس قوم جفا کار کو مخاطب کر کے فرمایا اے کو فیان بے حیا! تم نے مجھے گناہ گار سمجھا ہے تو معصوم بچے کی طرف گناہ منسوب نہیں کر سکتے اس کو تو پانی دو کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہو گیا ہے

کسی نے جواب تک نہ دیا۔

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل لہوف صغیرہ پر علی اصغر علیہ السلام کی شہادت کے واقعات، اس طرح نقل کئے ہیں، "امام حسین نے استغاثہ کیا آیا ہے کوئی ایسا جو اہلبیت رسول کی حمایت کرے؟ آیا ہے کوئی ایسا خدا ترس جو خدا کا خوف کرے اور ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی ایسا جو آج ہماری مدد کرے اور روز قیامت حضرت احدیت سے انعام کا مستحق ہو حضرت کا استغاثہ تمام نہ ہوا تھا کہ خیام اہلبیت میں یکایک آہ وزاری اور تالہ و بیقراری کی آواز بلند ہوئی کان میں ان آوازوں کا آنا تھا کہ آپ خیام اہلبیت کی طرف چلے دیکھا کہ علی اصغر نے اپنے تئیں جھولے سے گرا دیا ہے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہوا جاتا ہے آپ نے دل کو مضبوط کر کے جناب زینب عالیہ سے فرمایا اے بہن میرے اس چھوٹے بچے کو دے دو تاکہ میں اس کو بھی دوا کر لوں بہن نے بھائی کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور اس بلکتے ہوئے بچے کو باپ کی گود میں دے دیا امام حسین کی گود میں آنا تھا کہ علی اصغر نے اشارہ سے خدمتِ امّ میں عرض کی اے بابا جان مجھے میدانِ قتال میں لے چلیں۔

چنانچہ آپ اپنے پارہ جگہ کو سینے سے لگائے ہوئے فوجِ اشقیاء کے سامنے تشریف لائے اور مقامِ بلند پر کھڑے ہو کر علی اصغر کو دونوں ہاتھوں پر اس طرح رکھ لیا کہ بعض کو خیال ہوا کہ امام حسین مجبور ہو کر اپنے اور نیرید کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے قرآن مجید لے کر آئے ہیں اور مصحفِ الہی کو ہاتھوں پر رکھ کر بلند کیا ہے تاکہ حجت قائم کریں مصحفِ صامت تو نہیں اُس وقت امام حسین کے ہاتھوں پر مصحفِ ناطق کا ورق ضرور کھلا ہوا تھا اُس کے بعد آپ نے علی اصغر کو بلند کر کے منہ اس کا کھول دیا اور پھر ان نام کے مسلمانوں سے پانی کا سوال کیا اس پر تو صاحبانِ اولاد کا دل تو نرم اور آبِ آب ہو گیا مگر حرط بن کاہل اسدی نے ایک تیر ایسا تاکر مارا کہ علی اصغر کے ننھے سے گلے میں



پیوست ہو گیا اور وہ مظلوم بچہ باپ کے ہاتھوں پر اپنے خون میں لوٹنے لگا اس وقت آپ نے جناب زینب کو آواز دی اور فرمایا اسے بہن لو علی اصغر بھی سدھائے پھر آپ نے علی اصغر کے کٹے ہوئے گلے کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھ دئے اور جب وہ خون سے بھر گئے تو آپ نے وہ خون آسمان کی طرف پھینک دیا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا اللہ سے صبر و استقلال حسینؑی خیال فرمائیں کہ امام حسینؑ پر اس وقت کیا گزری ہوگی آپ نے فرمایا یہ مصیبت بھی مجھ پر آسان ہے اس لئے کہ خوشنودی خدا اسی میں ہے اس مصیبت نے حضرت پر پیاس کی شدت کو بدرجہا بڑھا دیا۔

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ و ۹۰ پر علی اصغرؑ کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں ”عبداللہ بن حسینؑ روز شہادت چھوٹے تھے وہ اپنے والد بزرگوار کی گود میں تھے ناگہاں ایک تیر لشکر عمر سعد سے آپ کے حلق نازنین پر آکر لگا جس سے وہ معصوم شہید ہوا۔ احمد بن شیبہ نے مجھے روایت کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث نے مراثی سے اس نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے روایت کی حمید نے کیا :

امام حسینؑ نے بچے کو طلب کیا اور اسے اپنی گود میں بٹھا یا بس عقبہ بن بشر نے شہزادے کو تیر سے شہید کر دیا۔

مجھے محمد بن حسینؑ آشتانی نے خبر دی اس نے کہا ہمیں عباد بن یعقوب نے خبر دی اس نے کہا ہمیں مورع بن سوید بن قیس نے خبر دی اس نے کہا ہمیں ان لوگوں نے خبر دی جنہوں نے امام حسینؑ کو کربلا میں دیکھا انہوں نے کہا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ان کا ایک صغیر سن بچہ تھا پس ایک تیر آیا جو اس بچے کے حلق پر آکر لگا انہوں نے کہا امام حسینؑ نے اس معصوم کے سینے اور گلے سے خون کو ہاتھوں پر لیکر آسمان کی طرف

پھینکا اور اس خون میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہ آیا اس وقت امام حسینؑ نما ہے تھے اے میرے اللہ اس بچے کا خون تیرے نزدیک بچنا نہ صلح سے کم نہ ہو۔“

بروایت علامہ محمد تقی، علامہ سبط ابن جوزی جو سواد اعظم اہلسنت میں اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں اپنی کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں (جناب امام حسینؑ کے یہ دعا فرمانے کے بعد) ہاتھ نے ندا دی یا حسینؑ اس بچے کو نصرت کرو۔ اس کے لئے ایک وایہ جنت میں مقرر کر دی گئی ہے شرح ثنائیہ میں ہے کہ اس کے بعد امام حسینؑ گھوڑے سے اترے اس بچے پر نماز پڑھی اور تلوار کے نیام کی منی سے قہر کھو کر اس کو دفن کر دیا۔ ناسخ التواریخ : ۲۹۷

ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد اس قوم کی طرف بڑھے اور ارشاد فرمایا ار سے تم پر افسوس ہے کس قصور پر مجھ سے الجھتے ہو کیا میں نے کوئی حق چھوڑ دیا ہے یا کوئی طریقہ بدل دیا ہے کوئی شریعت بدل دی ہے ان سب نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ہم تو تمہارے باپ کی دشمنی تم سے نکال رہے ہیں اور ہمارے بڑے بڑھوں کے ساتھ جنگ بدروجن میں جو کچھ کیا ہے (اس کا بدلہ لے رہے ہیں) آپ نے اس کا یہ جواب دیا سنا تو بے حد گریہ فرمایا: وائیں بائیں نظر دوڑانی شروع کی تو آپ کے مددگاروں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آیا اور جو نظر آئے وہ تھے کہ خاک ان کی پیشانی چوم رہی تھی اور موت نے ان کی صداؤں کو بند کر دیا تھا یہ دیکھ کر آپ نے فریاد کی اے مسلم بن عقیل اے ہانی بن عروہ اے حبیب بن مظاہر اے زہیر بن قین اے یزید بن مظاہر اے یحییٰ بن کثیر اے ہلال بن نافع اے ابراہیم حصین اے امیر ابن مطاع اے اسد کلبی اے عبداللہ ابن عقیل اے علی ابن حسینؑ اے مسلم بن عویجہ اے داؤد ابن طرمح اے حمیرا جی اے حالت امن کے دلیرو اے جنگ کے شہسوارو

میرے لئے یہ کیسی گھڑی ہے کہ تم کو پکارتا ہوں تو جواب نہیں ملتا اور بلاتا ہوں تو تم سنتے ہی نہیں تم سو رہے ہو تو تم سے تمنا کرتا ہوں کہ جاگ اٹھو کیا تمہاری محبت امام سے بدل گئی ہے جو تم اس کی مدد نہیں کرتے دیکھو یہ رسول اللہ کی بیٹیاں جن پر تمہارے مرنے سے لاغری چھا گئی ہے اے شریفیو اپنی نیند سے چونک اٹھو اور حرم رسول کے پاس سے کمینوں اور سرکشوں کو ہٹا دو (تم سب کچھ کرتے) لیکن خدا کی قسم موت کی گردنوں نے تم کو گرا دیا ہے اور خائن زمانہ نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے ورنہ ہرگز بھی تم میرا جواب دینے میں کوتاہی نہ کرتے نہ میری مدد سے آنکھیں چراتے خبردار رہتا کہ تم بھی تمہارے لئے تڑپ رہے ہیں اور تم سے آکر ملنے والے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

برادیت علامہ محمد تقی علامہ طریقی کہتا ہے کہ اس وقت امام حسین اٹھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر فوج اشقیاء کے سامنے آئے عمر بن سعد کو طلب کر کے فرمایا اے سعد کے بیٹے تین باتوں میں سے ایک بات قبول کر لو پہلی بات یہ ہے کہ ہم کو مدینہ واپس جانے دو تاکہ ہم پھر اپنے نانا بزرگوار کے روضہ میں جا بیٹھیں عمر سعد نے کہا ایسا تو نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ اچھا تھوڑا سا پانی دے دو تاکہ ہم اپنے کلیجے کی آگ کو بجھالیں اس نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا پھر امام حسین نے فرمایا اگر تمہارے نزدیک میرا قتل ہی مناسب ہے تو ہم کو یہ معلوم ہے کہ سوائے میرے اب اور کوئی باقی نہیں رہا اس لئے لڑائی کے اصول کے مطابق تم میں سے ایک ایک آدمی نکل کر میرا مقابلہ کرے عمر سعد نے کہا ہاں یہ امر مجھے قبول ہے پھر حضرت نے جنگ کا ارادہ فرمایا اور ایک رجز پڑھا۔

پھر امام حسین نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور تلوار کو برہنہ کر کے میدان جنگ میں آئے اور وعدے کے مطابق جو عمر بن سعد سے ہوا تھا مقابلہ کو طلب کیا تاکہ

ایک ایک ہو کر ایک دوسرے سے جنگ کریں پہلا شخص جو امام حسین سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں خون پینے والے شیر کی طرح آیا وہ تیم ابن قحطبه تھا حضرت امام حسین نے چندھیادینے والی بجلی کی طرح اس ملعون پر حمل کیا اور تیز تلوار سے اس کے سر کو اڑا دیا اسی طرح ایک بہادر جوان کے پیچھے دوسرا بہادر جوان اور ایک مقابل کے بعد دوسرا مقابل آتا اور لڑنے میں بڑی کوشش کرتا تھا مگر قتل ہو جاتا تھا اس طرح میدان جنگ مقتولوں کے خون سے لالہ زار بن گیا اور مقتولوں کی تعداد گننے سے زائد ہو گئی پس عمر سعد نے جان لیا کہ اس میدان میں تمام لوگوں میں سے کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ امام حسین کا مقابلہ کر سکے اس طرح اگر انفرادی جنگ جاری رہی تو تمام لشکر تباہ ہو جائیگا پھر اس نے چلا کر کہا تم لوگوں پر افسوس ہے ارے کیا تم کو پتہ نہیں ہے کہ تم کن سے لڑ رہے ہو؟ یہ شخص اس کا بیٹا ہے جس نے قوم عرب کے شجاعوں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑا اور سب کو اپنی تلوار کے گھاٹ اتار دیا یہ کہہ کر اس نے امام حسین کے تن واحد پر چاروں طرف سے یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دے دیا پھر کیا تھا حکم ملنے ہی رسالے کے رسالے فوجوں کی فوجیں اس مظلوم کی جان پر تلوار نکالے نیزے سنبھالے تیر جوڑے چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے امام حسین نے جو شیر خدا کے فرزند اور تلوار چیلانے میں ماہر تھے اپنے استقلال اور اپنی ہمت اور ولاوری میں سرموفق نہ آنے دیا اور فوج اشقیاء کے سامنے ایک رجز پڑھا۔ تاریخ ۲۹

بروایت علامہ عبدالعلی الہروی الطہرانی اس وقت امام حسین تے اُن پر حملہ کیا تمام مورخین نے باتفاق لکھا ہے فشد علیہم یعنی آپ نے فوج اشقیاء پر نہایت سخت حملہ کیا فکانہم جراد منتشر مثل ٹڈیوں کے منتشر ہو گئے اور بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگتے تھے وکانہم ہر مستنفرۃ فرت من قسورۃ یعنی اس طرح بھاگتے تھے جس طرح شیر بہر سے وحشی جانور اور گدھے بھاگتے ہیں یعنی پیادوں کا وہ حال تھا

اور سواروں کا یہ فوج کے فرار کی یہ حالت تھی کہ حضرت اس حملہ میں ان کو شکست دیتے ہوئے بنا بریک قول کے ذوالکفل تک پہنچ گئے جو اس مقام سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے جہاں حضرت نے اپنا علم نصب کیا ہوا تھا پھر وہاں سے لوٹ کر حضرت اپنے نیزے کے پاس آئے اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تاکہ لوگ جان لیں کہ میں خدا نہیں ہوں اور درجہ امامت ان پر ظاہر ہو۔ مواظط حسنہ: ۱۰۸

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع تہران صفحہ ۴۰۸ پر لکھا ہے کہ اب حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا تو جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے فوج اشقیاء کے سواروں اور پیادوں نے حضرت کا راستہ روک لیا اور یہ اشقیاء چار ہزار سے زائد تھے اس شیر خدا نے سخت پیاس کے باوجود بہت سے کفار کو داصل جہنم کیا لشکر اشقیاء کی صفوں کو درہم برہم کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور اپنے گھوڑے سے فرمایا پہلے تو پانی پی لے اور اس کے بعد میں بیونگا گھوڑا اپنا منہ پانی سے اٹھائے ہوئے منتظر تھا کہ پہلے امام حسینؑ نشہ کام پانی پی لیں امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا اور چاہا کہ نوش کریں ایک طعون نے آواز دی کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں ادھر لشکر مخالف خیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا ہے یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور فرات سے بجانب خیمہ روانہ ہوئے جا کر دیکھا تو مطلق اثر اس خبر کا نہ پایا جانا ہی مقدس ہے کہ آج کا روزہ آب کوثر سے افطار ہوگا بدست مبارک خیر البشر۔ پس دوسری دفعہ اہلبیت رسالت و پردگیاں سراق عصمت و طہارت کو حضرت نے وداع کیا اور بصبر و شکیبائی حکم فرما کر یوحہ ثوابساٹے غیر متناہی الہی تسکین دے کر ارشاد کیا چادریں سر پر اوڑھ لو اور آمادہ لشکر مصیبت و بلا رہو کہ خدا تمہارا حامی و حافظ ہے شراعداسے وہی تم کو نجات دے گا اور تمہاری عاقبت بخیر کریگا

اور تمہا سے دشمنوں کو یا نواع عذاب و بلا مبتلا کرے گا اور تمہیں ان بلاؤں اور مصیبتوں کے عوض دنیا اور عقبیٰ میں یا نواع نعمت و کرامتہا ئے یے اندازہ سرفراز فرمائے گا ہرگز ہرگز صیر سے دستبردار نہ ہونا اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا کہ موجب نقص ثواب ہو گا یہ ارشاد فرما کر دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور صف لشکر مخالف پر حملہ کر کے باوجود جراحت و تشنہ بی کشتوں کے پشتے "ادے مثل برگہائے خزاں سر کافراں بید نیان قلم کر کے زمین پر گرا دئے اور بفریب شمشیر آیدار خون اشرار و فجار خاک معرکہ کارزار میں ملا دیا روایت ہے کہ اس روز امام حسین نے ایک ہزار نو سو پچاس کافران تسقاوت اساس ہلاک کیا اور بروایت علامہ سعودی ایک ہزار آٹھ سو کافروں کو داصل جہنم کیا۔

بروایت مزاقام علی حضرت امام حسین نے تیس ہزار نابکار بر وایتی ایک لاکھ

اشرار کو قتل کیا۔ نہر المصاب ۴۵۹۔

شیخ عبد العلی الہروی الطہرانی نے مواظ حسنہ صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ اس عرصے میں حضرت نے جتنے لوگ قتل کئے ان کی تعداد مورخین بہت کچھ لکھتے ہیں بعض تو دس ہزار تک لکھتے ہیں مگر کم سے کم شمار مقتولین ۱۹۵۰ ہے اور ان حملوں کو صرف ۵۳ منٹ کا عرصہ لگا یعنی ۵۳ منٹ میں ایک ہزار نو سو پچاس آدمی قتل کئے یہ شجاعت فوق طاقت بشری دلیل امامت ہے پس حضرت نے یہ حلات اثبات امامت کے لئے تھے نہ ازراہ انتقام اور باوجود اس قدر قتل و خون کے اس عرصے میں حضرت کے جسم اقدس پر ایک زخم بھی نہ لگا تھا جس وقت تک کہ حضرت نے ایک آواز آسمان سے نہ سنی کوئی زخم جسم اقدس پر نہ لکھایا۔

لوط بن یحییٰ نے مقل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے کہ جب شمر نے یہ حالت دیکھی تو عمر سعد کے پاس آ کر کہنے لگا اے امیر یہ شخص تو مقابلہ کر کے ہم سب کو

تھکا دیگا عمر سعد نے کہا آخر ہم اسے کس طرح بھگتیں شمر نے جواب دیا کہ ہم ان پر تین گروہ پھیلا دیتے ہیں ایک گروہ تیر اور تکی لیکر دوسرا فریق تلواریں اور نیزے لیکر تیسرا مجمع آگ اور پتھر لیکر جلد ہی یہ قرار دایں طے پائی گئیں اور وہ لوگ پتھر برسانے نیزوں سے کوچنے اور تلواریں مارنے لگے یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کو زخموں سے چھلنی کر دیا۔

بروایت امام محمد باقر مجلسی بدن شریف سید الشہداء پر اس قدر زخم تھے کہ حضرت حرکت نہ کر سکتے تھے ایک روایت میں ہے کہ بہتر (۷۲)، زخم نمایاں بدن مبارک شاہ شہیدان پر تھے بروایت دیگر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے علاوہ زخم تیر، تنقیس<sup>۳۳</sup> زخم نیزہ اور چونبیس زخم شمشیر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ علاوہ نشان ہائے تیر ستر سے زائد زخم ہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مطہر پائے گئے و بروایت دیگر مجموع زخم ہائے تیرو نیزہ و شمشیر کہ جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نو سو زخم تھے اس قدر تیر حضرت پر لگے تھے معلوم ہوتا تھا گویا پر دا ز اوج سعادت کے لئے نکل آئے ہیں اور یہ سب زخم سامنے کی طرف تھے اس وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگردان نہ ہوتے تھے اور حرب و ضرب سے مُنہ نہ پھیرتے تھے۔

جلاد الیون ۴۰۹ -

بروایت علامہ ابن شہر آشوب طبری اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے جسم اقدس پر ۳۳ زخم نیزوں کے تھے اور ۳۴ تلوار کے امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ حضرت کے جسم مبارک پر نیزوں اور تلواروں کے ۳۲۰ زخم تھے ایک روایت میں ہے کہ ۳۶۰ تھے ایک روایت میں ہے کہ تیروں کے علاوہ ۳۳ زخم تھے ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار نو سو زخم تھے یہ

سب آپکے اگلے حصے پر تھے۔ مناقب : ۵۸۸

بروایت علامہ مجلسی جب کثرت جراحت سے صدر نشین مذاہمت چورچور ہو گیا ایک لحظہ توقف کیا ناگاہ ابوالحنوق لعین نے ایک تیر مارا کہ پیشانی مبارک امام مظلوم پر لگا جب تیر کھینچا خون چہرہ مبارک پر بہہ کر جاری ہوا امام تشنہ لب نے فرمایا خداوند اتو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ تیری راہ رضا میں دشمنوں سے میں نے کیا کیا مصائب اٹھائے خداوند اس کا عوض ان دشمنوں کو دینا اور عقبیٰ میں دے یہ فرما کر جاہ مبارک اٹھایا اور چاہا کہ جبین مبارک سے خون پونچھیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود سہ پہلو سینہ مبارک پر کہ صندوق علوم ربانی تھا لگا اس وقت حضرت نے کہا بسم اللہ و با اللہ و علی ملۃ رسول اللہ یہ کہہ کر آسمان کی طرف نظر کی تو فرمایا خداوند اتو جانتا ہے کہ یہ استقیاد سے شہید کرتے ہیں کہ آج زمین پر فرزند رسولؐ بجز اس کے کوئی نہیں ہے، جب سید الشہداء نے وہ تیر کھینچا خون مثل پرناہ جاری ہوا حضرت وہ خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا اسی روز سے شفقت کی سُرخ آسمان پر زیادہ ہو گئی پھر حضرت نے ایک چلو خون اپنے سر مبارک اور چہرہ انور پر ملا اور فرمایا اسی طرح خون سے خضاب کر کے حیدر زگوار سے ملاقات کروں گا اس کے بعد سید الشہداء و نور ویدہ شہسوار عرصہ لافتی پیادہ ہو گئے مگر کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ آنحضرتؐ کے نزدیک آسکے بعض خوف اور بعض شرم سے ہٹ جاتے تھے اس حالت میں مالک بن بشر شقی نے ایک ایسی ضربت سر مبارک آنحضرتؐ پر لگائی کہ عامہ مطہر خون سے بھر گیا امام حسینؑ نے فرمایا تجھے ہرگز اس ہاتھ سے کھانا نصیب نہ ہوگا اور کافروں کے ہمراہ محسور ہو اس کے بعد اس لعین کے بنفرین فرزند ختم المرسلین دونوں ہاتھ بدترین حالت میں خشک



ہو گئے گرنی کے دنوں میں مثل چوب خشک ہو جاتے تھے اور سردیوں میں ان سے خون بہتا تھا ان حالات میں وہ طعون واصل جہنم ہوا۔ جلاذالمیون۔

بروایت علامہ طبری جب دشمنوں نے آپ کو سب طرف سے گھیر لیا تو یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمہ سے نکلا اور آپ کے پاس آنے لگا آپ کی بہن جناب زینب خاتون اس طفل کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روکیں آپ نے پکار کر کہا اسے زینب خاتون اسے روک لو طفل نے کہنا نہ مانا دوڑتا ہوا آپ کے پاس پہنچا پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی کہ وار کرے کہ بچے نے کہا او غیبت تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے آپ پر وار کیا بچے نے اس کی تلوار کو روکنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہاتھ قلم ہو کر لٹک گیا بس ایک تسمہ لگا رہ گیا تھا بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا تو حسینؑ نے اس کو سینے سے لگا لیا اور کہا اے میرے بھائی کے تحت جگہ اس مصیبت پر صبر کر اسے اپنے حق میں بہتر سمجھ خداوند تعالیٰ اب تجھ کو تیرے بزرگوں سے ملادے گا رسول اللہ اور علی ابن ابیطالب اور حضرت حمزہ اور حضرت جعفر اور حضرت حسن بن علیؑ کے پاس پہنچا دے گا۔ تاریخ طبری : ۲۹۶۔

علامہ سید ابن طاووس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۹ پر جناب عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں کہ چچا کو زخم میں دیکھ کر امام حسنؑ کا چھوٹا لڑکا عبداللہ جو دامن مادر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا خیمہ سے نکل پڑا اور مقتل کا رخ کیا دوڑتا ہوا سیدھا امام حسینؑ کے پاس آیا خیمہ سے نکلنے وقت حضرت زینب نے بہت چاہا کہ اس کو روکیں لیکن اس مرد لقائے نے ایک نہ سنی اور زبردستی اپنے آپ کو چھڑا کر چلا چلتے وقت یہ کہا خدا کی قسم میں اپنے چچا کو ایسا نہ چھوڑوں گا جنگ کے میدان میں اور تلواروں کی چھاؤں

میں چچا بھتیجا کی ملاقات ہوئی ہی تھی کہ بحر بن کعب اور ایک روایت کے مطابق حرمہ بن کاہل اسدی نے امام حسینؑ پر حملہ کا ارادہ کیا عبداللہ بن حسنؑ نے بے رحم حملہ آور سے کہا: اے خبیث! افسوس! تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے اس کے سخت دل پر بچے کے اس کلام کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے امام حسینؑ پر تلوار کا وار کر ہی دیا چچا پر تلوار آتے دیکھ کر عبداللہ بن حسنؑ بڑھے اور اپنے ہاتھ کو سپر بنا دیا تلوار اس ننھے کے ہاتھ پر پڑی اور کہنی کے قریب سے بچے کے ہاتھ کو کھال تک کاٹ ڈالا کھال کے ذریعے وہ کٹا ہوا ہاتھ لٹک کر جھولنے لگا اس مصیبت کے وقت معصوم بھتیجے نے مظلوم چچا سے فریاد کی اور کہا اے چچا جان! خیر لیجئے یہ دیکھ کر امام حسینؑ کا دل پانی پانی ہو گیا اپنے پارہ جگہ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے بیٹے تم سے میرے بھائی کی نشانی باقی تھی اے میری جان! بڑی مصیبت تم پر ٹوٹ پڑی صبر کرو اسی میں تمہارے لئے عافیت ہے امام کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ حرمہ نے تاک کر اس بچے پر ایک تیر مارا اور صغیر بن بھتیجے کو مظلوم چچا کی گود میں شہید کر دیا۔

علامہ باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طهران صفحہ ۲۱۰ پر بحار الانوار جلد دوم حصہ دوم صفحہ پر اور علامہ محمد تقی نے نسخ التواریخ - جلد ششم مطبع طهران صفحہ ۳۰۴ پر جناب عبداللہ بن حسن کے قاتل کا نام بحر بن کعب نقل کیا ہے شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم مطبع طهران صفحہ ۱۱۲ پر حضرت عبداللہ بن حسن کے قاتل کا نام بحر بن کعب لکھا ہے :-

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۸ پر لکھا ہے کہ جب حضرت کا تمام جسم مجروح ہو گیا تو شمر نے فوجوں کو لگا لگا کر لایا کھڑے دیکھ

رہے ہو تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں ایک بار اس مجروح پر حملہ کر دو یہ سننے ہی ان نابکاروں نے ہر طرف سے حملہ کیا ابوحنوق جعفی نے پیشانی اقدس پر ضرب لگائی حصین بن نمیر نے دہن اقدس پر تلوار ماری ابویوب غنوی نے زہر میں بچھا ہوا تیر گلوئے مبارک پر مارا آپ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں مقتول رضائے الہی ہوں اس کے بعد زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں شانہ پر وار کیا عمرو بن خلیفہ جعفی رگ گردن پر نیزہ مارا صالح بن وہب مزنی نے پیشانی اقدس پر تلوار ماری سان بن انس نے سینے پر بھالا مارا۔

بروایت لوط بن یحییٰ امام حسینؑ آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر فرماتے۔  
 اے پروردگار تیرے فیصلہ پر صبر کرنا ہوں اے فریادگیوں کے فریادوں میں تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس کے بعد چالیس آدمی اور بڑھے ہر ایک ان میں سے آپ کا سرا اقدس جدا کرنا چاہتا تھا اور عمر سعد یہ کہہ کر ابھاربا تھا کہ تمہارا ستیاناس ہو جلد ہی حسینؑ کا کام تمام کر دو۔ سب سے پہلے جو شخص جلدی کر کے آگے بڑھا وہ شہید بن رہی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ترچھی تلوار تھی جب سرا اقدس جدا کرنے کے لئے قریب آیا تو امام حسینؑ نے نظر بھر کر اس کو دیکھا شہید تلوار ہاتھ سے چٹک کر اٹا ہی لوٹ گیا اور کہنے لگا اے فرزند سعد افسوس ہے کہ تو تو امام حسینؑ کا خون بہانے اور ان کے قتل سے الگ تھلاگ رہنا چاہتا ہے اور میں ان کے مواخذہ میں گرفتار ہوں؟ خدا کی پناہ اے حسین کہ میں تمہارا خون اپنی گردن پر لیکر خدا کے سامنے جاؤں۔

سان بن انس نخعی نے جس کے بدن پر سفید داغ اور چہرہ مبروص تھا آگے بڑھ کر شہید سے پوچھا تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے اور قوم میں تیرا نام و نشان نہ رہے تو کیوں ان کو قتل کرنے سے باز رہا اس نے جواب دیا کہ

تیرا ستیا ناس ہو ارے امام حسینؑ نے آنکھ کھول کر جب میرے چہرے پر نگاہ ڈالی تو دونوں آنکھیں رسول اللہ کی آنکھوں سے مشابہ تھیں مجھے اس بات پر شرم آگئی کہ جو رسول اللہ کے مشابہ ہو اس کو قتل کروں سنان نے کہا تیرا بڑا ہو تلوار مجھ کو دے تجھ سے زیادہ تو میں بھی اُن کے قتل کا سزاوار ہوں جو نبی سنان نے تلوار لے کر سر جدا کرنے کا قصد کیا آپ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ خوف کھا کر کاپننے لگا تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی اور وہاں سے بھاگ کر یہ کہتا ہوا لوٹ آیا کہ ارے تمہارا خون اپنی گروں پر لے کر خدا کے سامنے جاؤں اس سے تو خدا کی پناہ۔ شمر نے سنان کے پاس آ کر پوچھا تیری ماں تجھ کو روئے کس بات نے تجھ کو حسینؑ کے قتل سے باز رکھا اس نے جواب دیا تو غارت ہو انہوں نے مجھ کو دیکھنے کے لئے جس وقت آنکھیں کھولیں مجھ کو ان کے باپ کی دلیری یاد آگئی اور قتل کا دھیان بھی نہ رہا شمر کہنے لگا کہ تجھ کو موت ہی آجائے سدا لڑائی میں بزدل نکلتا ہے تلوار ادھر لاش خدا کی قسم حسینؑ کا خون بہانے کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں کوئی دوسرا نہیں ہے اس لئے میں تو ان کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑوں گا خواہ وہ مصطفیٰ سے مشابہ ہوں یا علی مرتضیٰ کے ہم شکل ہوں یہ کہہ کر تلوار سنان کے ہاتھ سے لے لی اور امام حسینؑ کے سینے پر سوار ہو گیا آپ نے اس کو بھی ملاحظہ فرمایا لیکن وہ مطلقاً نہیں ڈرا بلکہ کہنے لگا اے حسینؑ یہ خیال نہ کرنا کہ جس طرح پہلے آئے تھے میں بھی ویسا ہی ہوں میں آپ کے قتل سے باز نہیں رہوں گا امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے کہ اس عظیم الشان جگہ پر سوار ہے جس کو بہت سی دفعہ رسول اللہ ﷺ سے دے چکے تھے اس نے جواب دیا

کیوں نہیں تم حسین ابن علی ابن ابیطالب ہو تمہاری ماں فاطمہ زہرا ہیں تمہارے  
نانا محمد مصطفیٰ ہیں اور نانی حدیجہ کبریٰ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت ہی افسوس  
ہے بھلا جان بوجھ کر کیوں مجھ کو قتل کرتا ہے اس ملعونِ جَوَاب دیا کہ تم کو قتل  
کر کے یزید بن معاویہ سے انعام لوں گا آپ نے دریافت فرمایا اچھا تو ان دونوں  
میں سے کونسی چیز تجھ کو پسند ہے آیا میرے نانا رسول خدا کی شفاعت یا یزید  
ملعون کا انعام اس نے جواب دیا کہ مجھ کو تمہارے نانا اور تمہارے باپ  
کی شفاعت کے مقابلہ میں یزید کے انعام کی پھوٹی کڑی زیادہ اچھی معلوم ہوتی  
ہے اسی وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے ضرور ہی میرے قتل کی  
ٹھان لی ہے تو ایک گھونٹ پانی کا پلاوے اُس ملعون نے جواب دیا کہ بس  
دور ہی دور رہیے خدا کی قسم جب تک موت کے گھونٹ پر گھونٹ رک رک  
کر نہ پنی لوگے پانی نہیں دیکھ سکتے۔ اے فرزند ابوتراب کیا تم اس خیال  
میں نہیں ہو کہ تمہارے باپ علی ابن ابیطالب حوض کوثر پر تمہارے دوستوں  
کو پانی پلائیں گے اتنی دیر ٹھہرو کہ تمہارے والد تم کو پانی پلا دیں آپ نے  
فرمایا کہ خدا را سوال کرتا ہوں کہ ذرا اپنی نقاب تو ہٹا دے کہ میں تجھ کو  
دیکھ لوں اُس نے اپنا نقاب ہٹایا تو وہ مبروص اور کانا تھا کتنے کی سیرت  
اور سُور کے شنائل رکھتا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے نانا رسول خدا  
نے ٹھیک فرمایا تھا شمر نے پوچھا کہ آپ کے نانا رسول خدا نے کیا فرمایا تھا آپ  
نے فرمایا کہ میں نے ان کو اپنے والد علیؑ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے  
علیؑ تمہارے اس بچے کو کوڑھی اور بیک چشم جس کی صورت کُتے اور حلیہ  
سُور سے ملتا جلتا ہو گا قتل کرے گا اس ملعون نے امام حسین سے کہا  
ہاں تمہارے نانا مجھ کو کتے سے مشابہ بتلانے ہیں خدا کی قسم اس کی سزا

ہیں کہ تمہارے نانا نے مجھ کو کتے سے مشابہہ بتلایا ہے تم کو پس گرون سے نہج کروں گا پھر شمر نے امام حسین کو مُرنے کے بل لٹایا۔ بروایت علامہ ابو اسحق اسفرائینی پھر شمر ملعون نے امام حسین کے گلوئے مبارک پر چند بار تلوار چیلانی مگر گلوئے مبارک نہ گنا امام حسین نے فرمایا خدا کی قسم ہے کہ تحقیق تیری تلوار اس جگہ کو قطع نہیں کر سکتی جس پر تسبیح خدا جاری ہو۔ نور العین: ۴۶

لا ط بن یحییٰ نے منقل ابی مخنف مطبع الجنف صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ جو نبی آپ کا کوئی ٹکڑا کٹتا تھا آپ فریاد کرتے تھے ہائے محمد! ہائے نانا! ہائے بابا! اے حسن! اے جعفر! اے حمزہ! ہائے عقیل! ہائے عباس! آہ اے شہید! آہ مددگاروں کی کمی ہائے ہائے مسافت۔

امام حسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۳ پر امام حسین کی شہادت کے واقعات اس طرح لکھے ہیں کہ ایک روایت میں ہے جب حضرت امام حسینؑ کربلا کی زمین پر گھوڑے سے گڑے ساری زمین لوزاٹھی اور آسمان سے فریاد آئی یزید کے لشکر میں سے دس آدمی پیدل ہو کر ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے آگے اور ان میں سے ہر ایک کا مقصد یہ تھا کہ شہزادے کا سر سب سے پہلے لے جائے اور خلعت و انعام پائے ان میں سے جو بھی سامنے آتا تھا امام حسینؑ آنکھ کھول کر اس کی طرف دیکھتے تھے وہ شرم کے مارے واپس لوٹ جاتا تھا دو آدمی رہ گئے ایک سنان بن انس دوسرا شمر ذی الجوشن سنان نے پہلے جانا چاہا شمر چستی سے آگے آ کر آنحضرت کے سینہ مبارک پر بیٹھ گیا امام حسینؑ نے آنکھ کھولی اور فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شمر ذی الجوشن ہوں امام حسینؑ نے فرمایا کہ زرہ کا دامن اپنے مُرنے سے اٹھا جب اس نے اپنا مُنہ کھولا تو امام حسینؑ نے دیکھا اس کے دانت خنزیر کے دانتوں کی طرح اس کے مُرنے سے نکلے ہوئے ہیں پھر امام حسینؑ نے فرمایا یہ ایک نشان تو ٹھیک ہے پھر فرمایا کہ سینہ ننگا کر جب شمر نے کپڑا اٹھایا امام حسینؑ نے دیکھا کہ وہ سینے پر برص کا داغ رکھتا ہے فرمایا یہ دوسرا نشان ہے میرے نانا رسول خدا نے سچ فرمایا میں نے آج رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ کل ظہر کی نماز کے وقت تو ہمارے پاس آجائے گا اور تیرے قتل کرنے والا اس شکل کا انسان ہوگا اور وہ نشان مجھے دکھا دیئے سب موجود ہیں اپنا کام کر لے شمر کیا تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے

اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ آج عاشورا اور جمہور کا دن ہے پھر امام حسینؑ نے فرمایا تجھے علم ہے کہ یہ کونسا وقت ہے شمر نے کہا خطبہ اور نماز جمعہ ادا کرنے کا وقت ہے امام حسینؑ نے فرمایا کہ اس وقت برسے ناناکا امت کے خطیب ممبروں پر خطبہ دیتے ہوئے میرے نانا بزرگوار کی تعریفیں کر رہے ہوں گے اور تو میرے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے اے شمر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دہن مبارک میرے سینے پر رکھا تھا اور تو اس جگہ پر بیٹھا ہوا ہے انہوں نے میرے حلق پر بوسہ دیا اور تو اس پر تلوار چلاتا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی رُوح میرے داہنے جانب نظر آ رہی ہے اور حضرت یحییٰ مظلوم کی رُوح کو بائیں جانب دیکھ رہا ہوں اے شمر میرے سینے سے کھڑا ہو جا کیونکہ یہ نماز کا وقت ہے تاکہ میں قبلہ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے ہوئے نماز میں مشغول ہو جاؤں اور چونکہ مجھے اپنے والد سے ورثہ میں ملا ہے کہ نماز میں زخم کھاؤں اس لئے جب میں حالت نماز میں مشغول ہو جاؤں تو جو جی چاہے کر لینا۔ شمر اس سردار کے سینے سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ اس قدر طاقت رکھتا تھا کہ مُنہ قبلہ کی طرف نماز میں مشغول ہو گیا جب آپ نے سر سجدے میں رکھا تو شمر اتنا صبر نہ کر سکا کہ امام مظلوم نماز پوری کر لیں اسی سجدے ہی کی حالت میں جام شہادت پلا دیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کے ہیں اور ہم نے اللہ کی طرف لوٹ جانا ہے) اس حالت میں فرشتوں کی عبادت گاہ میں شور مچ گیا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین فرشتوں میں جوش پیدا ہوا دنیا کو روشن کرنے والا آفتاب چمکنے سے رُک گیا اور دنیا کو رونق بخشنے والا چاند مصیبت کے عاقب یعنی اٹھائیسویں تاریخ کے کنوئیں میں گر گیا اور ستارہ رحل نے ساتویں آسمان پر مصیبت زدگان کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے تعزیت کی آواز بلند کی۔ فرشتوں نے ہوا میں رونا شروع کیا قوم جنات کربلا کے چاروں طرف نوحہ کرنے لگی آسمان نے اپنا دامن خون آلودہ کر دیا زمین اللہ کے جلال سے لرز اٹھی ہوا کے پرندے اپنے آشیانوں سے بکھر کر جہان کی آوازیں دینے لگے دیریا کی پھیلیاں پانی سے نکل کر زمین پر تر پٹنے لگیں دیریاؤں نے حسرت کی موجوں کو آسمان کی بلندی تک پہنچا دیا۔ پہاڑ دروناک آوازوں سے رونے لگے غرض ہر طرف سے رونے کی آواز آنے لگی

اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ کیسی آہ و فغان ہے اور کہاں کی تعزیت ہے۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ شمر نے امام حسین کے سر کو ایک بہت بڑے نیزے پر چڑھا دیا۔ زمین تھرانے لگی مغرب و مشرق میں سیاہی چھا گئی آدمی لرزنے لگے۔ بجلیاں ترپٹنے لگیں آسمان گاڑھا خون رونے لگا آسمان سے کسی پکارنے والے نے پکارا۔ خدا کی قسم امام، امام کا فرزند، امام کا بھائی، اماموں کا والد حسین ابن علی ابن ابیطالب شہید کر دیا ابو مخنف کہتے ہیں آسمان نے یا اس دن خون برسایا یا جس دن جناب یحییٰ بن زکریا قتل کیا گیا تھا، اسی دن برسایا تھا۔

علامہ محمد تقی نے ناخ التواریخ جلد ششم مطبع طهران صفحہ ۳۰ پر اور علامہ قدوسی نے نیایش المودہ مطبع النجف صفحہ ۴۱۹ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت جمعہ کے دن واقع ہوئی تھی۔

علامہ محمد باقر خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع تہران صفحہ ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ ابن جوزی کے تذکرہ میں منقول ہے کہ آپ کی شہادت جمعہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان واقع ہوئی کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔ علامہ ابوالفتح اسفرائینی نے نورالعین فی مشہدالحسین مطبع مصر صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام پیر کے دن دسویں محرم کو شہید ہوئے۔ علامہ یعقوبی نے تاریخ یعقوبی مطبع النجف صفحہ ۲۳۲ پر لکھا ہے کہ مورخین نے امام حسین کے روز شہادت میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ وہ ہفتہ کا دن تھا بعض نے کہا کہ وہ پیر کا دن تھا اور بعض نے کہا کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۷۸ پر لکھا ہے کہ امام حسین جمعہ کے دن دسویں محرم اکسٹہ ہجری کو شہید کئے گئے اور کہا گیا ہے کہ تحقیق امام حسین کا روز شہادت سینچر کا دن تھا یہ روایت ابی نعیم فضل بن رکیب سے کی گئی ہے اور جو کچھ ہم نے پہلے بیان کیا



وہ صحیح ہے۔ لیکن جو کچھ عام لوگوں نے کہا کہ امام حسینؑ پیر کے دن شہید ہوئے غلط ہے حالانکہ وہ ایک ایسی بات ہے جو انہوں نے بلا روایت کہی ہے۔ جس محرم میں امام حسینؑ شہید ہوئے اس کی پہلی تاریخ بدھ کا دن تھا، ہم نے یہ بات ہند کی حساب کے ذریعے بہت سے زائچوں سے نکالی اور جب ایسے ہو تو محرم کا دسویں سوموار کے دن نہیں ہو سکتی۔ ابوالفرج اصفہانی نے کہا: یہ دلیل واضح طور پر صحیح ہے اس کے ساتھ روایات بھی ملتی ہیں چنانچہ یہی روایت ہمیں احمد بن عیسیٰ نے بیان کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث نے حسن بن نصر سے بیان کیا اس نے کہا ہمیں اپنے والد نے عمر بن سعد سے بیان کیا اس نے ابی مخنف سے بیان کیا اور دوسری روایت احمد بن محمد بن شبیبہ نے بیان کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث خزاز نے بیان کیا اس نے کہا ہمیں علی بن محمد مدائنی نے ابی مخنف، عوانہ بن حکم اور یزید بن جعدیہ وغیرہ سے بیان کیا لیکن وہ جو علمائے عامہ نے بیان کیا ہے امام حسینؑ پیر کے دن شہید ہوئے اس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اس بارے میں کوئی روایت ملتی ہے۔ حاج محمد باشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ میرزا فرہاد نے تمقام میں لکھا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ دسویں محرم کے روز سورج بزم میزان کے اکیسویں درجے میں تھا اس وقت کے نجومیوں میں سے مرحوم فتح علی شاہ نے نقل کیا ہے اس کا مطلب استرجاع محمد شاہ ہند کی زائچہ سے کیا گیا ہے میرزا فرہاد یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنگ کی ابتداء دن کے دو گھنٹے کے گزرنے کے بعد ہوئی تھی اور لڑائی کا اختتام ساڑھے آٹھ گھنٹے گزرنے پر ہوا اس بنا پر دو گھنٹے اور اڑھتالیس منٹ غروب آفتاب میں رہتے تھے کہ مصیبت کی خاک اہل دنیا کے سر پر گرائی گئی۔

بروایت علامہ مجلسی بعض کتب معتبرہ میں امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب اشیاء حضرت امام حسینؑ کو شہید کر چکے تو ایک پرندہ آیا اور امام حسینؑ کے خون میں لوٹ کر اڑ گیا اور مدینہ میں جا کر امام حسینؑ کی دختر جناب فاطمہ کے مکان کی دیوار پر جا بیٹھا جب جناب فاطمہ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھا کہ اس کے پروں سے خون ٹپک رہا ہے یہ دیکھ کر جناب فاطمہ نالہ و فریاد کرنے لگیں اور فرمایا کہ یہ شہداء کربلا کی شہادت کی خبر میرے پاس لایا ہے جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے تو کہا یہ دختر چاہتی ہے کہ جادوئے عبدالمطلب کو تازہ کرے اور چند دنوں کے بعد مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ امام حسین اسی دن درجہ شہادت پر فائز ہوئے تھے اور یہ روایت دوسری روایات کی مخالفت کی وجہ سے غریب (نئی) روایت ہے۔ جلاء العیون : ۴۱۲

علامہ مسعودی نے مروج الذهب حصہ سوم مطبع مصر صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر شریف بوقت شہادت پچیس سال تھی بعض کے نزدیک ستاون سال اور بعض کے نزدیک کم و بیش تھی علامہ ابوالسمن نے نور العین مطبع مصر صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر اٹھاون سال تھی علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۷۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر روز شہادت پچیس سال اور کئی ماہ تھی۔

حاج محمد باشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحات ۲۳۰ و ۲۳۳ پر لکھا ہے کہ حضرت سید الشہداء کی عمر شہادت کے وقت پچیس سال ستاون دن تھی اور آنجناب کی مدت امامت صحیح روایت کے مطابق دس سال دس مہینے اور دس دن تھی لیکن اس مظلوم کے قتل کرنے والا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ شمر ذی الجوشن ضیابی کلابی تھا جیسا کہ زیارت ناحیہ میں ہے اور شیخ مفید نے ارشاد میں شیخ طبرسی نے اعلام الوری میں اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں اور بعض دیگر بزرگوں نے اس روایت کو ترجیح دی ہے شیخ صدوق سے امامی میں علامہ ابن طاووس سے ہون میں، ابوالفرج سے مقاتل الطالبین

میں اور علامہ ابن حجر مکی سے صد اعق محرقہ میں معلوم ہوتا ہے کہ قتل کرنے والا سنان بن انس نخعی تھا اور تاریخ طبری میں شام گلی سے اور اس نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو سنان بن انس نخعی نے شہید کیا اور عمدۃ المطالب میں ہے کہ صحیح یہ بات ہے کہ امام حسینؑ کا قاتل سنان بن انس ہے محمد بن طلحہ شافعی سے مطالب السؤل میں اور علی بن عیسیٰ اربلی سے کشف الغمہ میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قاتل خولی بن یزید اصبحی تھا اور سیط ابن جوزی کے تذکرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حسین بن نمیر نے امام حسینؑ کو تیرا مارا پھر اتر کر آپ کو شہید کیا اور ان کے سر کو اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکا دیا کہ اس کے ذریعے ابن زیاد کا قرب حاصل کرے۔

سید علامہ ابن طاووس نے مقتل ہوف صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ ہلال کا بیان ہے کہ میں عمر بن سعد کی فوج میں تھا میں نے دیکھا کہ سر مبارک جدا کرنے کے بعد بھی انہیں رحم نہ آیا لاش حسینؑ برہنہ کرنے لگے جسدا طہر پر سے قمیص اسحق بن جویہ حفری نے اتار لی مظلوم کی اس قمیص میں ایک سو سے زیادہ تیروں نیزوں اور تلواروں کے نشان پائے گئے حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ آپ کے جسم اقدس پر تینتیس تو نیزوں کے زخم تھے اور چون تیس تلواروں کے زخم تھے بحر بن کعب تمیمی نے بڑھ کر جسدا طہر حسینؑ پر سے زیر جامہ بھی اتار لیا۔ آپ کا عام نام ایک روایت کے مطابق احنس بن مرثد بن علقمہ حضرمی ہے گیا بنا بر دوسری روایت کے جابر بن یزید ادوی نے گیا کفش پا آپ کی اسود بن خالد نے پائے مبارک سے اتار لی اور بھدل بن سلیب نے انگشتی کے لئے انگشت مبارک کو قطع کر ڈالا اس ریشمی خنز کی چادر کو جو زرہ کے اندر بدن اطہر پر لپیٹی تھی اشعث بن قیس کھول کر لے گیا آپ کی قمیسی زرہ عمر بن سعد اتار کر لے گیا اور آپ کی تلوار ایک روایت کے مطابق جمیع بن خلق ادوی نے لے لی بنا بر دوسری روایت کے بنی تمیم کے قبیلہ سے ایک شخص اسود بن حنظلہ نامی نے ہتھیاری اور ابن سعد کے بیٹے سے منقول ہے کہ مظلوم کو بلا

کی شمشیر کو قلائص لے گیا اور محمد بن زکریا نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہی شمشیر بعد میں حبیب بن بدیل کے نواسہ کے پاس پہنچی اور اس کے قبضے میں دیکھی گئی لیکن یہ تلوار جو اس طرح بعد شہادت جسد اطہر پر سے لوٹی گئی ذوالفقار نہ تھی وہ تو آج مانند اور تبرکات نبوت و امامت کے قائم آل محمد کے پاس موجود ہے اس کی تصدیق بہت سی روایتوں سے ہوتی ہے۔

لوطن بکچی نے مقتل ابی مخنف مطبع المنجف صفحہ ۹۳ پر اور علامہ ابواسمعیٰ اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جو لوگ واقعہ طف ذکر بلا میں موجود تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ امام حسینؑ کا گھوڑا ہنہناتا تھا اور میدان میں جتنے مقتولین پڑے ہوئے تھے ان کو یکے بعد دیگرے دیکھتا تھا یہاں تک کہ جسد اطہر امام حسینؑ پر پہنچا اور اپنی پیشانی خون میں مل کر رنگین کر لی تاہم زمین پر دے دے مارتا تھا اور اس زور سے ہنہناتا کہ تمام میدان گونج اٹھتا تھا یزیدی فوج اس کی ان باتوں پر حیران تھی عمر بن سعد نے جب امام حسینؑ کے گھوڑے کو دیکھا تو ڈانٹ کر کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ یہ گھوڑا رسول اللہ کی سواری کے گھوڑوں میں سے تھا حکم ملتے ہی وہ لوگ اسے پکڑنے کے لئے سوار ہوئے گھوڑے نے تلاش کرنے والوں کی چاب سنی تو الف ہو ہو کر اور دو لنتیاں چلا چلا کر اپنے آپ کو بچانے لگا بہت سے آدمیوں کو تو مار ڈالا اور بہت سے سواروں کو ان کے گھوڑوں پر سے گرا دیا اس پر بھی جب کچھ بس نہ چلا تو عمر سعد نے آواز دی کہ اس کو چھوڑ دو دیکھیں تو سہی وہ آخر کرتا کیا ہے گھوڑے کو جب ان گرفتار کرنے والوں سے امن ملا تو لاشہ حسینؑ پر پہنچا اور اپنی پیشانی آپ کے خون میں رگڑنے لگا ہنہناتا جاتا تھا اور زن فرزند مردہ کی طرح رو رو کر آنسو بہاتا تھا اس کے بعد خیمہ گاہ پر پہنچا ابی مخنف کہتے ہیں کہ حضرت زینب عالیہ نے گھوڑے کی آواز سنی تو حضرت سکینہ کے پاس تشریف لائیں

ارشاد فرمایا کہ سکینہ تمہارے بابا جان پانی لے کر آئے ہیں حضرت سکینہ پانی اور بابا کا ذکر سن کر خوش خوش باہر تشریف لائیں تو گھوڑا خالی اور زین بے سوار کے پایا اڑھنی سر سے پھینک کر یہ بین کرنے لگیں ہائے اے شہید! ہائے بابا جان۔ ہائے حسین! وائے حسین! ہائے ان کی مسافرت۔ افسوس ان کی دوری سفر پر ہائے ہائے افسوس ان کی تکلیفوں کی زیادتی پر۔ ارے یہ حسین اور جحش میں ان کی تمیص اور عمامہ اتار لیا جائے ان کی انگوٹھی اور نعلین پھینک لی جائے میں قربان جاؤں ان کا سر ایک زمین پر اور لاشہ دوسری زمین پر پڑا ہے قربان جاؤں اس شخص پر کہ جس کا سر شام کی طرف ہدینہ بھیجا جائیگا میں فدا ہو جاؤں اس ذات پر جس کے اہل حرم و شہنوں میں رہ جائیں وہ جاؤں اس شخص پر جس کے اہل حرم و شہنوں میں رہ جائیں وہ جاؤں اس شخص پر جس کے لشکر کا پیر کے دن خاتمہ ہو گیا پھر آپ ڈھاڑیں مار کر رونے لگیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ باقی اہل حرم باہر نکل آئے گھوڑے کو خالی اور زین کو بے سوار پایا تو منہ پر طمانچے مارنے لگیں گریبان چاک کر لئے اور یہ بین کرنے لگیں ہائے اے محمد! اے علی مرتضیٰ! اے حسن! اے حسین! آج ہی محمد مصطفیٰ نے رحلت کی ہے پس آج علی مرتضیٰ نے شہادت پائی ہے آج فاطمہ زہرا دنیا سے اٹھی ہیں عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گھوڑا خیمے سے لوٹ کر فرات کی طرف چلا اور اپنے آپ کو اس میں گرا دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ یہ گھوڑا حضرت صاحب الزمان علی اللہ فرجہ کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ مقتل ابی مخنف -

(محمد رفیعان خوشنویس)

ختہ شد

This Electronic Copy is made for my children residing abroad but can be used in LAZAR ABBAS